



# تیری چاہت کا حصار

انا الیاس

"مے آئی کم ان سر" خوبصورت اور باوقار نسوانی آواز پر سب نے مڑ کر کلاس کے دروازے کی جانب دیکھا۔ اسکن پر ننڈ شلوار قمیض پہنے سر پر اسکارف باندھے دوپٹہ سلیقے سے آگے پھیلائے خوبصورت میٹھے نقش والی نی اسٹوڈنٹ نے سب کو اپنی جانب متوجہ کیا۔ آئی بی اے میں ایم بی اے کے فرسٹ سمسٹر کی کلاسز ابھی ہفتہ پہلے سٹارٹ ہوئیں تھیں۔

"ایس بیٹا۔۔۔ پلیز کم ان" سر عزیز نے اسے اندر آنے کی اجازت دی۔ فولڈر سینے سے لگائے دائیں کندھے پر بیگ لٹکائے وہ اندر داخل ہوئی۔

"بیٹا آپ ایک ہفتہ لیٹ ہیں"

"جی سر! کچھ پر سنل ریمز کی وجہ سے میں آ نہیں سکی۔ آئم سوری" اس نے سلیقے سے معذرت کی

"یور گڈ نیم بیٹا" انہوں نے رجسٹر کھولتے کہا۔

یمنہ سفیر" اسکے نام بتانے پر اب کی بار شہاب کو یقین ہو گیا کہ یہ وہی ہے۔

"انہوں۔۔۔۔۔ اب یہ کمیں بھی ہمارے ساتھ پڑھیں گے" اسکی سرگوشی پر ودان نے اپنا جھکا سر اٹھا کر حیرت سے اسکی جانب دیکھا۔ انشال کاری ایکشن بھی اس سے مختلف نہ تھا۔ وہ تینوں کلاس کی آخری کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ تینوں گہرے دوست اور کلاس کے ٹاپرز میں سے تھے۔

"کیا مطلب" ودان نے اس سے پوچھا۔

پر اسم اردو ناولز

"یہ ہمارے گاؤں کی لڑکی ہے، بہت عرصہ اسکی دادی ہمارے ہاں کام کرتی رہی ہے۔ تو اب ہمارے انسٹی ٹیوٹس کا یہ اسٹینڈرڈ ہے کہ ان جیسے لوگ ہم جیسوں کے ساتھ پڑھیں گے" ودان تو اسکی اس قدر حاکمانہ سوچ سن کر حیران ہوا جا رہا تھا۔

وہ، انشال اور ودان کالج کے زمانے سے اکٹھے تھے اور قسمت سے یونیورسٹی میں بھی اکٹھے ایڈمشن مل گیا تھا۔ وہ دونوں جانتے تھے کہ شہاب زمیندار بیک گراؤنڈ سے ہے۔ اسکے اندر غرور بھی تھا مگر اس طرح اس نے کبھی اپنی حاکمانہ سوچ کا مظاہرہ نہیں کیا تھا۔

اس سے پہلے کے ودان اسکی غلط بات پر کوئی جواب دیتا سرنے لیکچر شروع کر دیا۔ غلط بات تو وہ کسی کی برداشت نہیں کرتا تھا چاہے سامنے اسکی عزیز ترین کوئی ہستی ہی کیوں نہ ہو۔ فی الحال تو وہ خاموش ہو گیا مگر دل میں ارادہ کر لیا کہ باہر نکل کے اسکی طبیعت صاف کرے گا۔ پیریڈ ختم ہونے کے بعد وہ تینوں کیفے آگئے کیونکہ اگلا پیریڈ فری تھا۔

"تم نے اس وقت جو کلاس میں بات کہی میں اب تک تمہارے الفاظ سن کر شاکڈ ہوں" ودان کی سوئی اب تک اسی بات میں اڑی ہوئی تھی۔

"یار بات یہ ہے کہ ہم جتنا مرضی پڑھ لکھ جائیں یہاں سے ہم ویسے ہی اونچے شملے اور اسسٹینٹس کو نشیٹس میں پھنسنے رہیں گے" شہاب نے اپنے سر کی جانب اشارہ کرتے کہا شہاب نے اپنی جانب سے اسکے اعتراض کو ہلکا لیا مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ انکی دوستی کے بیچ ایک طوفان آنے والا ہے۔

"تو پھر ایک کام کرو اپنی ڈگریز کو جلا دو" ودان جتنے ٹھنڈے مزاج کا لگتا تھا اندر سے اتنا ہی جذباتی تھا۔



"کیا ہو گیا ہے یار تو کیوں اس لڑکی کو اتنا ایشو بنارہا ہے" انہوں نے برگر لئیے اور اپنی میبلز پر جا بیٹھے۔

"میں لڑکی کو ایشو نہیں بنارہا میں تمہاری اس سوچ کو ایشو بنارہا ہوں کالج یونیورسٹیز میں پڑھنا صرف ڈگریاں لینا نہیں ہے اپنی سوچ کو اور شخصیت کو بدلنا ہے یہ احساس کرنا ہے کہ صرف ہم ہی اپنے پیسوں کی وجہ سے اتنے ہائی کیلیبر کے لوگ نہیں جن کا ان ڈگریوں پر حق ہے۔ ہم یہاں کے ٹھیکیدار نہیں ہم سے کہیں زیادہ ذہین لوگ ہیں جو شاید زندگی کی بہت سی سہولیات سے محروم ہیں مگر وہ ہم سے بھی زیادہ ذہین ہیں۔ جب ہم یہاں پڑھتے ہوئے اس بات کی تخصیص نہیں کرتے کہ ہمارا کلاس فیلو عیسائی ہے، ہندو یا کسی اور فرقے سے تعلق رکھنے والا کیونکہ وہ مالدار ہے؟ تو پھر ہمیں کیا حق پہنیتا ہے کہ ایک شخص کو صرف اسی لئے حقارت کی نگاہ سے دیکھیں کہ وہ کسی لوہاریا موچی کی اولاد ہے۔ وہ جو بھی ہے نہ وہ ہم سے لے کر کھارہا ہے اور نہ اسکی تعلیم کا خرچہ ہم اٹھا رہے ہیں تو ہمیں کیا تکلیف ہے کہ وہ جو بھی حاصل کرے ہمارے ساتھ بیٹھے یا ہمیں اس قابل نہ سمجھے کہ ہم اسکے ساتھ بیٹھیں۔"

ودان کا انداز دیکھ کر شہاب اور انشال دونوں ہکا بکارہ گئے۔ ودان کو سال میں ایک ہی مرتبہ غصہ آتا تھا اور پھر جب آتا تھا تو ہر کسی کی بولتی بند کروا دیتا تھا۔

اس کی سب سے اچھی عادت یہ تھی کہ وہ کبھی غصے میں چلاتا نہیں تھا۔ اسکا غصہ بھی ٹھنڈا ہوتا تھا اسکی شخصیت کی طرح مگر ایسی باتیں بول جاتا تھا کہ اگلا بندہ شرم سے پانی پانی ہو جائے۔

"تو ایک لڑکی کے لئے ہماری پانچ سالہ دوستی خراب کر رہا ہے۔" اب کی بار وہ بھی طیش میں آیا کیونکہ ودان کی باتوں کا اسکے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

پر اسم اردو ناولز



"کیونکہ پانچ سال بعد مجھے تیری اصل فرسودہ سوچ کا اندازہ ہوا ہے اور بجائے تو یہ ماننے کے کہ تو غلط بات کر رہا ہے تو اس پر ڈٹا ہوا ہے" ودان کی بات پر وہ اور مشتعل ہوا۔

"تو ایک انجان لڑکی کی۔۔۔۔"

"کیا لڑکی لڑکی کی رٹ لگائی ہوئی ہے تم نے میں صرف تمہیں اپنی سوچ کو تبدیل کرنے کی بات کر رہا ہوں، ہمیں حق نہیں پہنچتا کہ ہم کسی کی ایسی چیز کو تضحیک کا نشانہ بنائیں جس میں اسکا کوئی ہاتھ نہیں۔" ودان کے سنجیدہ لہجے نے اسے غم و غصے سے بے حال کر دیا۔

"تم اسکے پیچھے میرے ساتھ دشمنی کر رہے ہو" شہاب نے غصے سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں میں انسانیت کے پیچھے یہ سب کر رہا ہوں" اس نے سامنے دیکھتے ہوئے کہا۔

جب سے وہ آیا تھا یونیورسٹی کے چاکلیٹی بوائے کے نام سے جانا جانے لگا تھا۔ لمبا قد، چوڑے شانے، گھنے سیاہ بال، گہری براؤن آنکھیں، ہلکی سی شیو اور تیکھے نقوش دیکھنے والوں کو وہ بہت مغرور لگتا تھا۔ وہ تھا بھی ایسا بہت کم کسی سے فرینک ہوتا تھا۔

لڑکیوں سے لئیے دیئے گفتگو کرنے والا۔ جو لڑکی فری ہونے کی کوشش کرتی اس طرح جد بندی کرتا کہ وہ خود شرمندہ ہو جاتیں۔ انشال اور شہاب بھی اچھی شخصیت کے مالک تھے۔ ان تینوں کی دوستی اسی لئے تھی کہ تینوں لڑکیوں کی عزت کرتے تھے۔ اسی لئے پہلی مرتبہ وہ شہاب کی اس گفتگو سے بہت حیران اور افسوس میں مبتلا ہوئے۔

ودان چونکہ یہ سب برداشت نہیں کر سکا سو اس نے کہہ دیا اسکی اچھی عادت یہ تھی کہ وہ دل میں بات نہیں رکھتا تھا اسی لئے لوگ اس سے ذرا محتاط ہو کر ہی ملتے تھے۔

"ٹھیک ہے پھر یہ یاد رکھنا تم نے ایک لڑکی کے لئے ہماری دوستی کو ختم کیا ہے میں اپنے آباؤ اجداد کی ویلیوز کو چیلنج نہیں کر سکتا" شہاب اس سے زیادہ سچائی برداشت کرنے کا متحمل نہیں تھا۔

"میں یہ یاد رکھوں گا کہ میں نے انسانیت کی خاطر ایک ایسے شخص کو چھوڑا جس کے لئے اللہ اور اسکے رسول کے احکامات سے زیادہ انسانوں کے بنائے ہوئے اصول اہمیت کے حامل تھے۔" ودان کے مضبوط لہجے اور خود پر پڑنے والی طنزیہ نظروں کو اس نے غصے سے دیکھا۔

"اتنی باتیں میں نے کبھی اپنے باپ کی بھی نہیں سنیں" اس نے دانت پیستے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔  
"میں نے بھی اسی لئے سنائیں ہیں کہ الحمد للہ میں تمہارا باپ نہیں" ودان نے استہزائیہ مسکراتے ہوئے کہا۔  
"تم اس بکو اس سے دشمنی کے دروازے کھول رہے ہو" شہاب نے اپنی لال غصیلی آنکھوں کو سکیر کر کہا۔  
"واقعی جاگیر دار ہی نکلے۔ میں اس دشمنی کو بھی اون کرتا ہوں ڈوواٹ ایوریو وانا ڈو" ودان نے بھی ایک ایک لفظ چباتے ہوئے اسکی جانب دیکھا۔

وہ غصے سے ودان کو گھورتا ہوا اپنا بیگ اور کتابیں اٹھاتا نکل گیا۔

"ودان" انشال نے فقط اتنا کہا۔ جانتا تھا کہ وہ غلط نہیں کہہ رہا مگر اسے اب ڈر تھا کہ وہ دونوں میں سینڈوچ بن جائے گا۔

"اب میں تمہیں بھی وضاحتیں دوں" ودان نے تیکھے چتون سے اسکی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔  
"نہیں یار میں تو خود اسکی سوچ کو جان کر آج حیران ہوا ہوں۔ مگر اب کہیں یہ تمہارا اس لڑکی کے ساتھ سکینڈل نہ بنادے" انشال نے اپنے خدشے کا اظہار کیا



"مجھے تو اب اس سے اس سے بھی زیادہ گھٹیا پن کی توقع ہے۔ خیر تم جانتے ہو میں کسی سے ڈرتا نہیں۔" ودان کی بات پر وہ اسے بس دیکھ کر رہ گیا۔

--

"کیا بات ہے سفیر کچھ دنوں سے میں نوٹ کر رہا ہوں کہ تم کچھ پریشان ہو ڈاکٹر کو دکھایا تھا تم نے بہت لا پرواہ ہو تم اپنی طرف سے" خلیل اور سفیر اس وقت آفس میں لہجے اور میں اکٹھے بیٹھے لہجے کر رہے تھے کہ خلیل کو محسوس ہوا کہ جیسے سفیر کچھ بے چین ہے۔ دونوں تعلیم کے زمانے سے اچھے دوست تھے۔

سفیر گاؤں سے شہر پڑھنے آیا پھر جاب بھی یہیں مل گئی تو شادی کر کے بھی لاہور شہر کا ہی ہو کر رہ گیا۔ گاؤں میں مان اور بھائی تھا۔ باپ فوت ہو چکا تھا۔ ماں اور بھائی کی کفالت کرتا تھا۔ ماں جاگیر داروں کے گھر کام کرتی تھی۔ اور بھائی ابھی پڑھ رہا تھا۔ شادی کو پندرہ سال گزر چکے تھے۔ شہر میں خلیل کی فیملی سے بہت اچھے مراسم تھے۔ ہر دکھ سکھ میں وہ بھائیوں کی طرح کام آتا تھا۔

سفیر کی ایک ہی بیٹی تھی۔ جبکہ خلیل کے تین بچے تھے، دو بیٹے اور ایک بیٹی۔ بڑا بیٹا سفیر کی بیٹی سے سال بڑا تھا۔ اسکے بعد بیٹی اور پھر آخر میں ایک اور بیٹا تھا۔

کچھ عرصے سے سفیر کی طبیعت مضطرب رہتی تھی۔ خلیل نے اسے مشورہ دیا کہ اپنا چیک اپ کروائے۔

"ہاں چیک اپ کروایا تھا اسی لئے بہت پریشان ہوں" اس نے پٹ مردہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب کیا ہوا ہے" خلیل نے پریشانی سے پوچھا۔

پر اکرم اردو ناولز



"مجھے کینسر ہے اور آخری اسٹیج پر ہے۔ ٹریٹمنٹ کے بعد بھی ٹھیک ہوتا ہوں یا نہیں کچھ نہیں معلوم۔" دونوں آمنے سامنے کر سیوں پر موجود تھے۔ اسکی بات سن کر تو خلیل صدے سے دوچار ہوا۔ اپنے بھائیوں جیسے دوست کو کھودینے کا احساس ہی بہت جان لیوا تھا۔

"تم کیوں پریشان ہوتے ہو اللہ بہتر کرے گا میں خود ڈاکٹرز سے بات کرتا ہوں اور ہم ایک ڈاکٹر پر کیوں اکتفا کریں۔ تم مجھے اپنی رپورٹس دینا میں خود آج اپنے ایک دو دوستوں سے کنسلٹ کرتا ہوں جو ڈاکٹرز ہیں" اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے خلیل نے اسے دلاسا دینا چاہا۔

"یہ اب بس جھوٹی تسلیاں ہیں۔ خیر میری چھوڑو تم بتاؤ تمہارے ویزے کا کیا بنا" خلیل نے کینیڈا جواب کے لیئے اپلائی کیا ہوا تھا اور وہاں کی ایک کمپنی سے جاب کی آفر آگئے تھی پانچ سال کا کانفریکٹ تھا اور انہوں نے فیملی کو بھی بلانے کی اجازت دے دی تھی۔ بس آج کل اسی کے لیئے دوڑ دھوپ کر رہا تھا۔

خلیل کو سمجھ نہیں آئی کہ کیسے اسے تسلی دے۔

---

"سر" وہ جو کلاس سے نکل رہے تھے یمنینہ کی آواز سن کر کاریڈور میں رک گئے۔

"جی بیٹا" سر عظیم کا شفقت بھر انداز اسے بہت پسند تھا۔ اسی لیئے وہ بنا کسی جھجک کے ان سے بات کر لیتی تھی۔

"سر پچھلے دنوں جو میرا حرج ہوا ہے میں وہ کور کرنا چاہتی ہوں تو اگر آپ کے پاس کوئی نوٹس ہوں تو پلیز دے دیں"

یمنینہ نے سہولت سے انہیں اپنا مسئلہ بتایا۔

"کوئی ایشو نہیں بیٹا ایک منٹ" انہوں نے مڑ کر کسی کو آواز دی۔ تھوڑی دیر بعد ایک لڑکا آیا۔

"جاؤ ذرا ودان سے کہو سر عظیم کے آفس میں آئے۔" اسے کہتے ساتھ ہی وہ یمینہ کی جانب مڑے۔

"آؤ بیٹا میرے آفس ہی آجاؤ" اسے مڑ کر کہتے وہ اپنے آفس کی جانب چل پڑے۔

ابھی اسے سر کے آفس بیٹھے کچھ سیکنڈز ہی ہوئے تھے کہ دروازہ ناک ہوا۔

"مے آئی کم ان سر" ودان دروازے میں کھڑا اندر آنے کی اجازت لے رہا تھا۔

"ایس بیٹا پلیز" انہوں نے اسے اندر آنے کی اجازت دیتے سامنے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا ایک پریمینہ بیٹھی تھی

دوسرے پر وہ بیٹھ گیا۔

"بیٹا انہوں نے ابھی ایک دو دن پہلے جو ان کیا ہے اور پچھلے ایک ہفتے کا کام کو کرنا ہے۔ تمہارے نوٹس چونکہ کلاس

میں بیسٹ ہوتے ہیں لہذا میں خاہتا ہوں کہ تم اس پچی کی کچھ مدد کرو" انہوں نے رسان سے کہتے یمینہ کی جانب

اشارہ کرتے کہا۔

"ٹھیک ہے سر میں انہیں فوٹو کا پی کروا کر دے دیتا ہوں" سر عظیم کو وہ کالج کے زمانے سے جانتا تھا۔ تب کچھ عرصہ

اس نے ان سے ٹیوشن لی تھی اسکے بعد سے اب تک تو وہ انکی گڈ بکس میں شامل ہو چکا تھا۔ وہ ودان کی ذہانت سے

بہت امپر لیس تھے۔

"جاؤ بیٹا" انہوں نے یمینہ کو اسکے ساتھ جانے کا اشارہ کیا۔

تھوڑی دیر اسکے ساتھ چلنے کے بعد ودان کو الجھن ہوئی وہ کسی لڑکی کو اتنی دیر اپنے ساتھ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

پر اسم ار دو نادر



"نیکسٹ کلاس سروس کی ہے نا آپ جا کر وہاں بیٹھیں میں آپکو نوٹس فوٹو کاپی کروا کر لا دوں گا۔" ودان نے یکدم رکتے ہوئے اسے اپنے سر سے ٹالنا چاہا۔

"مگر سرنے کہا تھا آپکے ساتھ جاؤں" اس نے کچھ حیران ہوتے اسے کہا۔

"سر کہیں گے کہ اسکے ساتھ کنوئیں میں چلانگ لگادیں آپ لگادیں گی۔ آپکو نوٹس سے مطلب ہے ناجیسے بھی ملیں" وہ ایک دم اس پر برسے لگ گیا۔ اسے ایسی ڈیپنڈینٹ لڑکیاں بہت بری لگتی تھیں۔

غصے سے وہ مڑا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا فوٹو کاپی شاپ کی جانب چل پڑا۔

یمنہ اسکے غصے پر پہلے تو ہکا بکا رہ گئی۔ پھر غصے سے خود بھی کلاس کی جانب چل پڑی۔

"ہم۔۔۔ سمجھتا کیا ہے اپنے آپ کو ٹیچرز نے سر پر چڑھایا ہوا ہے۔۔۔ ذہن۔۔۔ ہم۔۔۔ بات تک کرنے کی تمیز نہیں۔ میں کیا مری جا رہی تھی اسکے ساتھ چلنے کے لیے۔ آئندہ تو اس خود سر انسان کو منہ بھی نہیں لگانا" وہ غصے میں تیج و تاب کھا رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد شمیں اسکے پاس آئی۔

"یہ نوٹس ودان نے دیئے تھے تمہارے لیے۔" کچھ دنوں میں شمیں وہ واحد لڑکی تھی جس سے اس نے دوستی کی تھی۔ اور اسکی زیادہ وجہ شمیں کی اپنی فرینڈلی نیچر تھی۔ اس نے غصے سے اسکے ہاتھ سے نوٹس لیے۔

"تم کیا اسکی پھوپھی کی بیٹی ہو جو تمہیں پکڑا دیئے۔ یا پھر میں کوئی ڈریکولا ہوں جو اس کا خون پی جاؤں گی وہ مجھے خود آکر نہیں دے سکتا" وہ غصے سے شمیں پر برسی۔



السلام علیکم

**FAMOUS URDU NOVELS, BOOKS BANK (ویب سائٹ) ہمیں اپنے بلاگز**

**PRIME URDU NOVELS, FREE URDU DIGEST, READING CORNER**

کے لئے ناول رائٹرز کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری پوسٹ کروانا چاہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل کریں یا ہمارے گروپ اور چیچ پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ یا واٹس ایپ پر بھی کانٹیکٹ کر سکتے ہیں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- [aatish2kx@gmail.com](mailto:aatish2kx@gmail.com)

Facebook ID :- [www.facebook.com/aatish2k11](https://www.facebook.com/aatish2k11)

Facebook Group :- **FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST**

**SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION**

"ارے یار اتنی ہائپر کیوں ہو رہی ہو میں تو فوٹو کاپی شاپ گئی ہوئی تھی۔ وہاں وہ کھڑا نوٹس فوٹو کاپی کروا رہا تھا۔ پھر اس نے مجھے دیتے ہوئے کہا کہ تمہیں دے دوں۔ اس میں غصہ کرنے کی کیا بات ہے" یمینہ نے اسے کچھ دیر پہلے کا واقعہ من و عن سنایا۔

"مجھے ابھی تک سمجھ نہیں آئی کہ اگر اسے اپنے نوٹس فوٹو کاپی کروا کر مجھے دینے کی بات اچھی نہیں لگی تو وہ سر کو کہہ دیتا مجھ پر غصہ نکالنے کی کیا ضرورت تھی" وہ اسکی حرکت کو کسی اور رنگ میں لے گئی۔

"ارے نہیں یار وہ بہت ہیپ فل بندہ ہے۔ بس ذرا لڑکیوں سے الگ ہے" اس نے فوراً یمینہ کی غلط فہمی دور کرنا چاہی۔

"تو سرنے کون سا کہا تھا کہ مجھے گود میں لے کر جائے اس سے چار قدم کے فاصلے پر چل رہی تھی۔ اور اگر سرنے نہ کہا ہوتا تو کبھی بھی اسکے ساتھ نہ جاتی میں بھی لڑکوں سے اسی قدر الگ ہوں" یمینہ کا غصہ کسی طرح کم نہیں ہو رہا تھا۔ اور اسکی باتوں پر ثمنین کو اپنی ہنسی روکنی مشکل لگ رہی تھی۔

"ہائے نہ جانے کون خوش نصیب ہوگی جسے وہ گود میں اٹھائے گا۔" ثمنین کے آہیں بھرنے پہ یمینہ نے کوفت سے اسے دیکھا۔

"تم جیسی لڑکیوں نے ہی اسکا دماغ ساتویں آسمان پر پہنچایا ہوا ہے۔ ورنہ ہے ہی کیا اس میں۔۔۔۔۔ ہم۔۔۔۔۔ پوپائی دا سیلر جیسی ناک والا۔" یمینہ نے کلاس میں داخل ہوتے ودان کو دیکھتے ہوئے غصے سے کہا۔

"بابا بابا یار اب ایسے تو نہ کہو اتنی کیوٹ ناک ہے اسکی" ثمنین نے قہقہہ لگاتے کہا۔

"تم تو چپ ہی کر جاؤ" یمینہ نے اسے خاموش کرواتے ہوئے کہا۔

کیا بات ہے کچھ دنوں سے آپکو بہت پریشان دیکھ رہی ہوں۔ "مصباح نے خلیل سے پوچھا۔ کچھ دیر پہلے ہی وہ آفس سے آکر لیٹ گیا تھا۔ حالانکہ یہ اسکا معمول نہیں تھا۔ وہ عموماً گھر آکر بچوں کے ساتھ وقت گزارتا تھا مگر آج جانے کیوں چپ چاپ لیٹ گیا۔ مصباح کو پریشانی لاحق ہوئی۔

"کچھ نہیں بس ایسے ہی" اس نے ٹالنا چاہا۔

"آفس میں کوئی بات ہوئی ہے۔ آپ پریشان کیوں ہوتے ہیں اللہ خیر کرے گا کچھ عرصے میں ہم نے چلے ہی جانا ہے نیہاں سے" اس نے اپنی طرف سے تسلی دینے کی کوشش کی۔

"ہم" ہنکارا بھر کر وہ اٹھ کر بیٹھا مصباح بھی پاس ہی بیڈ پر بیٹھی تھی۔

"کچھ تو بتائیں" وہ بے چارگی سے بولی۔

"سفیر کو کینسر ہے جو کہ آخری اسٹیج پر ہے" سر جھکائے اس نے بتایا اور کہتے ساتھ ہی ایک ہاتھ سے آنکھوں کو صاف کیا جو بھائی جیسے دوست کے ہچھڑنے کا ہی سوچ کر غم ہو گئیں تھیں۔

"میرے اللہ یہ کیا ہو گیا" مصباح نے دل تھام لیا۔

سفیر تو بھائیوں سے جیسا تھا۔ بھابھی بھابھی کہتے زبان نہیں سوکھتی تھی اسکی۔

"یہ کب پتہ چلا آپکو" نم آنکھوں سے پوچھا۔

"کچھ دن سے طبیعت بہت بوجھل تھی اسکی میں نے چیک اپ کروانے کا کہا اور جب رپورٹس آئیں تو۔۔۔" تفصیل

بتاتے اس نے آخر میں ضبط کیا۔

پریم اردو ناولز



"پھر میں نے دو تین اور سرجل زسے کنسلٹ کیا سب کی ایک ہی رائے ہے کہ بچنے کے چانسز نہیں"  
"دفع کریں ان ڈاکٹروں کو وہ اللہ ہے نا" مصباح کا توروما (سفیر کی بیوی) کے بارے میں سوچ سوچ کر دل پریشان  
ہو ا جا رہا تھا۔ دونوں میاں بیوی میں شدید محبت تھی۔

"ہاں مگر ہم حقیقت سے منہ نہیں موڑ سکتے" خلیل نے بے بسی سے کہا۔  
"اسے سب سے زیادہ ٹینشن اپنی بیٹی کی ہے۔"

"ظاہر ہے باپ ہیں اور منا کو تو رکھا بھی انہوں نے شہزادیوں کی طرح ہے۔" منا تو ان سب کو بھی بہت پیاری تھی۔  
سنجیدہ سی ذمہ دار بچی جب انکے ہاں آتی مصباح کے کتنے ہی کام کر جاتی۔  
"میں ایک بات سوچ رہا ہوں بلکہ سوچ چکا ہوں تم سے مشورہ چاہیے" خلیل نے بیوی کو دیکھتے ہوئے کہا۔  
"حکم کریں" وہ ایسی ہی تھی کبھی انکی کسی بات سے اختلاف نہ کرنے والی۔

"اگر ہم منا کو ودی کے لیے مانگ لیں۔ میری شروع سے یہ خواہش رہی ہے اور اب تو ماشا اللہ بچے بھی بڑے ہو  
رہے ہیں۔ کچھ سالوں تک ودی بھی اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے گا۔ ہم تو باہر جا رہے ہیں وہ بھی اپنی پڑھائی  
پوری کر کے آجائے گا ساتھ ہی منا کو ہم بلا لیں گے۔ اور سفیر بھی مطمئن ہو جائے گا۔" خلیل کا فیصلہ  
سن کر مصباح مسکرائی۔

"آپ نے تو میرے دل کی بات کہہ دی میں کب سے یہ سوچ رہی تھی۔ مگر ہمیں پہلے بچوں سے پوچھ لینا چاہیے۔  
اب وہ دور نہیں کہ بچوں کی مرضی کے بغیر ان کی زندگی کے معاملات طے کر دیئے جائیں۔"  
"صحیح کہہ رہی ہو۔ کہاں ہے وہ" مصباح کی بات کی تائید کرتے اس نے ودی کے بارے میں پوچھا۔

"ابھی اپنی کوئی اسائنمنٹ بنا رہا ہے رات کے کھانے کے بعد آپ اور میں اس سے پوچھ لیں گے۔" مصباح کی بات اسکے دل کو لگی۔

"ٹھیک ہے" وہ مطمئن ہو کر دوبارہ لیٹ گیا۔

"یار تم نے لسٹ چیک کی ہے جو سر عظیم نے اسائنمنٹس کے لیے گروپنگ کی صورت میں لگائی ہے" شمین کمپیوٹر لیب میں آئی جہاں یہ سینیئر پہلے سے میٹھی کمپیوٹر پر کچھ کام کر رہی تھی۔

"نہیں یار مارکیٹنگ والے سرنے یہ جو آرٹیکل سمری کے لیے دیا تھا اسی میں ٹائم ہی نہیں ملا" اس نے اکتائے ہوئے لہجے میں جواب دیا نظریں ہنوز سکرین کی جانب تھیں۔

"تو بیٹا جا کر دیکھو تمہارے چودہ طبق روشن ہو جائیں گے۔"

"افوہ ایک تو تم اتنا سسپینس کریٹ کرتی ہونا۔ جلدی بتاؤ جو بھی مسئلہ ہے میرا پہلے سے ہی بہت دماغ خراب ہو چکا ہے" شمین کی حرکت پر اسے شدید کوفت ہوئی۔

"تو سنو تمہارا، میرا، ودان اور انشال کا گروپ بن چکا ہے۔۔۔ اف میں تو اتنی ایکسٹینڈ ہو رہی ہوں۔۔۔ اتنے حسین لوگوں کے ساتھ تو کام کا مزہ ہی دو بالا ہو جائے گا۔" اسکی آواز سے ایکسٹینڈ جھلک رہی تھی۔

"کیا کیا۔۔۔ اس ڈائنوسار کے ساتھ" وہ تو صدمے سے بے جال ہو گئی۔ اسے اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آیا۔

یار اتنے ہینڈسم بندے کے بارے میں آئندہ تم نے اسطری کی کوئی بات کی تو میں نے تم سے ناراض ہو جانا ہے" شمین نے اسے ڈائنوسار سے ملائے جانے پر شدید برا ماننتے ہوئے کہا۔



"تم جیسی جذباتی لڑکیوں کا کوئی علاج نہیں مگر میں اسکے ساتھ کام نہیں کر سکتی انتہائی خود پسند انسان لگتا ہے مجھے"

اسے اپنا آرٹیکل بھول چکا تھا اسے وہیں چھوڑ کر وہ سر عظیم کے آفس چل پڑی۔

ودان کا بھی حال اس سے مختلف نہیں تھا۔ وہ لائبریری میں بیٹھا سیلنگ دا انویزبل پڑھ رہا تھا کہ انشال اسکے پاس آیا۔

"چلو یار سر عظیم نے گروپس بنا کر لسٹ لگا دی ہے۔ اب پورے دو سال ایک ہی گروپ ممبرز کے ساتھ گزارا کرنا ہو گا۔" انشال کی بات پر وہ تیزی سے بک بند کرتا اٹھا۔

جیسے ہی نوٹس بورڈ پر اپنے گروپ ممبرز کے نام پر نظر پڑھی اسکا میٹر گھوم گیا۔

"یہ لڑکیوں کے ساتھ ہمارا گروپ کیوں بنا دیا ہے سر نے" اسے سخت کوفت ہوئی

"تو میٹا اس دن سہترز سے سنا نہیں تھا کہ سر ایسے ہی گروپنگ کرتے ہیں"

"میں سر سے بات کرتا ہوں ہم دونوں آرام سے کام کر لیں گے۔ ہمارا گروپ الگ کر دیں" اس نے حل نکالتے ہوئے سر کے آفس کا رخ کیا۔

"جی میمنہ کیا بات ہے بیٹے" وہ جو سر کے آفس بیٹھی انکے فون سے فارغ ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔ سر کے فون بند کرنے کے بعد آنے کا مقصد پوچھنے پر دماغ میں لفظ ترتیب دینے لگی۔

"سر وہ جو آپ نے گروپنگ کی ہے۔ میں اس کے بارے میں بات کرنے آئی ہوں" اس نے تنبیہ باندھی۔

"سر کیا میرا اور تمہیں کا ایک گروپ نہیں بن سکتا۔ میں آپکو یضین دلاتی ہوں کہ ہم آپکو بہت اچھا کام کر کے دیں گے۔"



"اب آپ اسٹوڈنٹس مجھے بتائیں گے کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے" یمینہ کو پہلی مرتبہ سوچنا پڑا کہ ہر ایک کے بارے میں اتنی جلدی رائے قائم نہیں کر لیتے۔ سر اب اتنے بھی اچھے نہیں تھے جتنا اس نے سمجھا تھا۔

"لیکن سر"

"لیکن ویکن کچھ نہیں جو گروپس بن گئے وہ بن گئے۔ اب مین اسکے بارے میں کوئی اور بات نہیں سنوں گا۔ آپ نے کچھ اور کہنا ہے تو ٹھیک ہے اور وائزیوے گوناؤ" سر کے سر دلچپہ پر اسے اپنا یہاں آنا حماقت لگا۔

منہ لٹکائے وہ باہر چلی گئی۔

ابھی سر عظیم یمینہ کو بھگتا کر فارغ ہوئے تھے کہ ودان ان کا دماغ کھانے آگیا۔

"سر وہ ایک بات کرنی تھی آپ سے" انکی اجازت ملتے جیسے ہی وہ اندر آیا ان سے کچھ کہنے کی اجازت مانگی۔

"فرمائیں اب آپ" انہیں کسی حد تک تو اندازہ ہو گیا تھا پھر بھی وہ اس سے سننے کے منتظر تھے۔

"سر کیا میرا اور انشال کا الگ گروپ نہیں بن سکتا آپ جانتے ہیں میں لڑکیوں سے الرجک ہوں" اسے امید تھی کہ

سر اسکے مزاج سے واقف ہیں لہذا وہ کوئی ایشو نہیں بنائیں گے۔

"بیٹا اگر اتنے ہی الرجک تھے تو یونیورسٹی کیوں جوائن کی۔ یا پھر اپنی ایک الگ یونیورسٹی کھول لو جہاں لڑکیاں نہ ہوں" انہوں نے غصے سے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

وہ تو سر کے انداز دیکھ کر حیران پریشان ہو گیا۔

"اب ساری کلاس مجھے مل کر سکھائے گی کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ اپنے یہ ٹینٹر مزگھر رکھ کے آیا کریں۔

اگر آپ مخلوط تعلیم لے رہے ہیں تو آپکو ہر کسی کو فیس کرنا ہے۔ چاہے وہ لڑکی ہے یا لڑکا۔ اب اگر

اسکے بعد کوئی آیا گروپس کا ایشو لے کر تو میں نے اسے ٹرمینٹ کر دینا ہے۔ آپ بھی یاد رکھ لیں اور باقی سب کو بھی بتادیں "سر عظیم کے سر دلہجے نے اسے واقعی میں حیران کر دیا۔ خاموشی سے وہ اٹھ کر انکے آفس سے باہر آ گیا۔

انشال اس کا منتظر کھڑا تھا۔ اس نے ساری بات انشال کو کہہ سنائی۔

"کوئی نہیں یار بیوی سے لڑ کر آئے ہوں گے۔ اسی لئے غصہ تیرے پر نکال دیا تو دل پر مت لے " انشال کی بات پر وہ بھی ہنس پڑا۔ دور کھڑے شہاب نے حسد کی آگ میں جلتے یہ منظر دیکھا۔

رات میں کھانا کھانے کے بعد خلیل اور مصباح نے ودی کو اپنے کمرے میں بلایا۔

"جی بابا خیریت " اس نے بیڈ پر ان دونوں کے سامنے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔ جوانی کی دہلیز پر کھڑا ان کا یہ بیٹا انکا بازو تھا نہایت ذہین اور ذمہ دار اور اللہ نے حسن بھی بے شمار دیا تھا۔ خلیل نے پہلے تو سفیر کی بیماری سے متعلق ساری بات اسے بتائی۔

"بیٹا وہ منا کو لے کر بہت پریشان ہے کہ اسکے بعد منا کا کیا بنے گا۔ تو میں نے اور تمہاری امی نے ایک فیصلہ کیا ہے تم بلا جھجک ہمیں اپنا فیصلہ سننا یہ کوئی دباؤ نہیں ہے صرف ہماری ایک خواہش ہے۔"

"بابا پلیز آپ کو میرے سامنے اس طرح وضاحت دینے کی ضرورت نہیں جو بھی آپ کہنا چاہتے ہیں کہیں میرے لئے جہاں تک ممکن ہو سکا میں آپکے فیصلے کا احترام کروں گا۔" اسکی بات پر انہوں نے فخر سے اس کی جانب دیکھا۔

پر اسم اردو ناولز



"بیٹا ہم چاہتے ہیں کہ تمہارے لیے منا کو مانگ لیں اور نکاح کر دیں تاکہ اپنی بیٹی کو ایک مضبوط بندھن میں دیکھ کر سفیر مطمئن ہو جائے" انکی بات پر اسے چند سیکنڈ لگے خود کو سنبھالنے میں۔ وہ نک چڑھی سی مناسے بہت بری نہیں تو بہت اچھی بھی نہیں لگتی تھی۔ وہ اس سے بات ہی کم کرتا تھا۔ جب بھی کرتا تھا انکی لڑائی لازمی ہوتی تھی۔ مگر اس وقت بات اسکے ماں باپ اور جان سے پیارے سفیر چچا کی تھی وہ ان سے بہت پیار کرتا تھا۔ انہوں نے ہمیشہ ودی کے بے حد خخرے اٹھائے تھے۔ انکے بارے میں سن کر وہ بھی اپنے ماں باپ کی طرح بہت تکلیف سے گزر رہا تھا۔

اس کی زندگی میں کوئی لڑکی نہیں تھی نہ کسی کے آنے کا چانس تھا۔ اس معاملے میں وہ خشک مزاج تھا۔ اسکے ماں باپ نے اسے زندگی میں ہر طرح کی سہولت اور آزادی دی تھی اور کبھی اس سے کچھ نہیں مانگا تھا۔ بہن بھائیوں میں بڑا ہونے کی وجہ سے وہ ذمہ دار بچہ تھا۔

"جیسے آپ کو مناسب لگے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے" اس نے کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد انہیں اپنا فیصلہ سنا دیا۔ "بیٹا اگر تمہیں کوئی پسند ہے تو بلا جھجک بتا دو"

"آپ اپنے بیٹے کو ایسا سمجھتے ہیں" انکی بات پر اس نے ناراضگی سے انہیں دیکھا۔ "ارے نہیں بیٹا تمہارے بابا کا یہ مطلب نہیں آخر بڑے ہو رہے ہو تم اپنے فیصلے کرنے میں آزاد ہو" مصباح نے جلدی سے کلیر کیا۔

"مگر اپنی زندگی کا یہ اہم فیصلہ میں صرف آپ کی مرضی سے کرنا چاہتا ہوں مگر پلیز ابھی مجھے کیرئیر بنانے دیجیے گا۔ بس اتنی سی ریکوریسٹ ہے" اس نے انہیں اپنی خواہش بتائی۔



"اسکی تم فکر نہ کرو جب تم سیٹ ہو جاؤ گے تب ہم رخصتی کریں گے۔"

انکی بات پر وہ مطمئن ہو گیا

"یار یہ مارکیٹنگ پر نسیپلز کی اسائنمنٹ تم ان دونوں سے ڈسکس کر لینا یہ سب پوائنٹس میں نے ہائی لائٹ کر دیئے ہیں" وہ ان نے کچھ پرنٹ آؤٹس انشال کو دیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے وہ آج آئیں نہیں" انشال کی بات پر اسکا پارہ ہائی ہو گیا۔

"یہ حال ہے ایسی غیر ذمہ دار لڑکیوں کے ساتھ سرنے ہماری گروپنگ کی ہے۔ کل ہماری پریزینٹیشن ہے اور آج وہ غائب ہیں۔ کل پکا پکا پھل کھانے کے لئے آجائیں گی" ایک تو وہ بہ مشکل ان کے ساتھ کام پر راضی ہوا اور پہلی ہی اسائنمنٹ اور پریزینٹیشن پر انکی غیر حاضری پر چراغ پا ہو گیا۔

وہ دونوں اس وقت لائبریری میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور وہ ان کی آواز اتنی اونچی تھی کے قریب کے ریک سے کتابیں لیتی یمینہ اور شمیں کے کانوں تک بخوبی پہنچ گئی۔

یمینہ غصے سے کھول کر رہ گئی۔ صبح سے وہ اسی اسائنمنٹ کے لئے کھپ رہیں تھیں۔ دل تو اسکا کیا ابھی جا کر اسکے گروپ کو چھوڑنے کا اعلان کر دے پھر چاہے جو بھی ہو۔۔۔ مگر پھر سوچا نہیں اب اس کو اچھی طرح زچ کرنا ہے۔ شمیں کا ہاتھ پکڑ کر انکی ٹیبل کی جانب گئی۔ دونوں کتاب پر جھکے ہوئے تھے۔ ٹیبل بجا۔ جیسے ہی انہوں نے سر اٹھایا آتش فشاں بنی یمینہ پر نظر پڑی۔

سفید شلوار، یلو اور کریم کلر کی شرٹ پہنے سفید ہی دوپٹہ لئیے اور کریم کلر کا اسکارف سر پر باندھے وہ دیکھنے والوں کو  
تھٹھکنے پر ضرور مجبور کر دیتی تھی۔ تیکھے نقش اس وقت غصے کے باعث اور بھی تیکھے لگ رہے تھے۔ ڈارک براؤن  
گہری آنکھیں ایک عجیب سا حزن لئیے ہوئے تھیں۔

مگر مقابل بھی ودان تھا اتنی آسانی سے کسی سے متاثر نہیں ہوتا تھا۔ اور یہ لڑکی تو ویسے بھی کل سے اسے اپنی دشمن  
اول لگ رہی تھی۔

"اگر گروپ میں کام کرنے کا حوصلہ نہیں تو سر کو ڈائریکٹ کہیں بغیر تصدیق کے لوگوں پر فتوے نہیں لگانے  
چاہئیں۔ اور انشال بھائی آپ کو کچھ دیر پہلے میں نے میسج کیا تھا کہ ہم لاہور میں ہیں شاید آپ نے پڑھا نہیں"  
ودان کی طبیعت صاف کرنے کے بعد اسکی توپوں کا رخ انشال کی جانب ہوا۔ ابھی کل ہی تو اس نے شمیں اور یمینہ کا  
نمبر لیا تھا۔ ظاہر ہے جب کام اکٹھے کرنا تھا پھر انہیں ڈسکشن کے لئے ہر وقت کانٹیکٹ میں رہنا تھا۔ انشال نے صرف  
اپنا ہی نمبر دیا تھا۔ ودان کی لڑکیوں کے بارے میں خشک مزاجی کے باعث اس نے ودان کا نمبران میں سے کسی کو  
نہیں دیا تھا۔

"اوہ سوری واقعی میں نے چیک نہیں کیا۔" انشال نے اپنا موبائل بیگ سے نکال کر دیکھا تو واقعی اس پر یمینہ کا میسج  
آیا ہوا تھا۔

"آپ لوگ پلیز میٹھیں تاکہ ہم ڈسکس کر لیں" اس نے ان دونوں کو کہا۔ یمینہ کرسی گھسیٹ کر ودان کے مقابل  
بیٹھی۔

پر اسم اردو ناولز



ودان تو حیران تھا کہ ایک ہی دن میں انشال انکا بھائی بھی بن گیا۔ "بیٹا تجھے تو بعد میں پوچھوں گا" دل میں انشال کی خبر لینے کا سوچا

"یہ میں نے کچھ ڈیٹیلز ہی آپ لوگ بھی چیک کر لیں" اس نے میمنہ کو انگور کر کے وہی پیچیز شمیم کو پکڑائے جو کچھ دیر پہلے اس نے انشال کو دیئے تھے۔

ودان کی اس حرکت پر میمنہ نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔ وہ اسکی خود پر پڑنے والی نظر سے انجان نہیں تھا۔ مگر فی الحال وہ انگور کر گیا۔ ورنہ جس طرح اس نے آکر ودان کو باتیں سناتے اعلان جنگ کیا تھا۔ ودان کبھی بخشے والوں میں سے نہیں تھا چاہے لڑکا ہو یا لڑکی اسی لئے لڑکیاں اس سے فاصلے پر رہ کر بات کرتی تھیں۔ "تو وہ جو ہم صبح سے انفارمیشن ڈھونڈ رہے ہیں اس کا کیا ہو گا انشال بھائی۔" اب کی بار میمنہ نے صرف انشال کو خاص طور پر مخاطب کر کے ودان کو بتایا کہ "ہو کئیرز" تم مجھے انگور کرتے ہو میں تمہیں اس سے زیادہ انگور کرتی ہوں۔ "ہم ایک کام کرتے ہیں یہ دونوں انفارمیشن کنسیدر کرتے ہیں کچھ اسکا اور کچھ اسکا میٹیریل یوز کرتے ہیں اور اس کو ٹائپ کر لیتے ہیں۔ ودان تم ان دونوں کے پوائنٹس ہائی لائٹ کرو پھر اسکی نیٹ کا پی ٹائپ کر لیتے ہیں۔" انشال تو برا پھنسا تھا لہذا اس نے ودان کو انوالو کروا کر ماحول کو نارمل بنانا چاہا۔

"آپ یہ کروالیں تو میں ٹائپ کر کے ابھی آپکو دے جاتی ہوں۔ مجھے سر کاظمی نے بلایا تھا۔ ویسے بھی میں محنت کئے بغیر میٹھ کر کھانے والوں میں سے نہیں ہوں۔" ودان کو بتا کر وہ اٹھی۔ اسکے ساتھ ہی شمیم بھی اٹھ گئی۔ "سائیکو" اسکی بات سن کر ودان نے منہ بنا کر کہا۔

ابھی میمنہ اتنی دور نہیں گئی تھی کہ اسکی بات نہ سن سکتی۔



وہ مڑنے ہی لگی تھی کہ شمعین نے اسکا بازو مضبوطی سے تھام کر اسے ایسا کرنے سے روکا۔

"سنا تم نے کیا کہہ رہا ہے" دکھ اور زیادتی کے سبب اسکی بمشکل آواز نکلی۔

"یار جانے دو نا جو بھی کر لیں کام انہیں کے ساتھ کرنا پڑے گا۔ فضول کی لڑائی مول لینے سے کیا فائدہ" شمعین اسے سمجھاتے اپنے ساتھ تقریباً لھسیٹتے ہوئے لاہریری سے نکال لائی۔

"تم تو کہو گی ہی۔ تمہارا چہیتا جو ہے۔ مگر مجھے کسی کا ڈر نہیں مجھے ڈگری اس بندے نے نہیں دینی اور مجھے یونیورسٹی سے نکالنے کا یہ کوئی ریزن نہیں ہو گا کہ میں اس جیسے ڈانٹو سار کے ساتھ کام نہیں کرنا چاہتی۔" اسکے غصے میں ودان کو ڈانٹو سار سے ملائے جانے پر شمعین نے دل میں لاجول پڑھی۔ اتنے ڈیشنگ بندے کو وہ کس سے ملا رہ تھی۔ "واقعی سائیکو ہے" شمعین نے بھی ودان کی بات کی تائید کی۔ اپنی سوچ پر وہ خود ہی ہنس پڑی۔

"تم ہنس رہی ہو" یمینہ غصے سے تلملائی۔

"نہیں یار اویسے ہی، اچھا غصہ ختم کرو اب۔ سر کے پاس آف موڈ لے کر مت جانا۔ ایویں ہر بات کا بٹنگلر بن جاتا ہے یہاں" شمعین کے سمجھانے پر وہ خاموش ہو گئی اور اس نے شکر کا سانس لیا۔

پر اتم اردو ناولز

ودی کے رشتے کے لیے ہامی بھرتے ہی خلیل نے اگلے ہی دن سفیر سے بات کی۔ وہ تو خوشی اور مسرت سے حیران ہی رہ گیا۔ پھر نم آنکھوں کے ساتھ خلیل کو گلے لگایا۔  
"بہت بہت شکریہ یار" شکر سے کہا۔

"فضول بات نہ کر ہم نے کل بھی مناکو ہی اپنی بہو بنانا تھا تو آج کیوں نہیں۔ بس اب تم نکاح کی تیاری کرو" اس نے مسکراتے ہوئے اسے تکلفات کی دیوار کھڑی کرنے سے روکا۔

کچھ ہی دنوں میں انہوں نے نکاح کی تیاری کر لی۔ مناس وقت اگر بہت چھوٹی نہیں تھی تو بہت سمجھ دار بھی نہیں تھی۔ ودی کی عمر اس وقت پندرہ برس جبکہ منا چودہ برس کی تھی۔ بس اسے اتنا بتایا گیا تھا کہ وہ اپنے چچا خلیل کی اب پکی والی بیٹی بن گئی ہے۔

بہت دھوم دھڑکا انہوں نے نہیں کیا تھا بس کچھ چیدہ چیدہ لوگوں کو بلا کر نکاح کر دیا گیا۔ تھامنا کو صرف اتنا پتہ تھا کہ کچھ پیپر زپر اسکے سائن کروائی گئے ہیں۔ جالانکہ سفیر نے چاہا تھا کہ وہ منا سے اپنی بیماری چھپالے مگر گھر میں ہوتے یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ ایسی بات چھپ سکتی اور کینسر جیسی بیماری کا نام ہی اتنا مشہور ہے کہ ہر بچہ بڑا اس نام سے واقف ہے اور یہ جانتا ہے کہ یہ کوئی بہت خطرناک بیماری ہے۔

منانے بھی ایک دن اپنے ماں باپ کی باتیں سن لی تھیں۔ بیماری کی ٹیٹیل تو اتنی سمجھ نہیں آئی مگر یہ ضرور پتہ چل گیا کہ کینسر آخری اسٹیج پر ہے۔ اپنے جان سے پیارے بابا کے اپنی زندگی سے چلے جانے کے خیال سے ہی وہ پڑ مردہ سی ہو گئی تھی۔

اسے اس بات کا پتہ ہی نہیں تھا کہ اسکی پوری زندگی اس نئے رشتے سے بدل کر رہ گئی ہے۔



ان کے نکاح کے کچھ ہی دنوں بعد خلیل اور اسکی فیملی کا کینیڈا کا ویزہ آگیا سوائے ودی کے وہ اسی ملک میں رہ کر تعلیم مکمل کرنا چاہتا تھا۔ وہ ہاسٹل شفٹ ہو گیا تھا اور اپنا گھر انہوں نے کرائے پر دے دیا۔  
خلیل کو گئے ابھی ہفتہ ہی ہوا تھا کہ ایک رات سفیر کی حالت بگڑ گئی فوراً ہاسپٹل لے جایا گیا مگر راستے میں ہی وہ دم توڑ گیا۔

منا اور روما پر تو قیامت ٹوٹ پڑی۔ ودی ان دنوں اپنے پیپرزمیں بڑی تھی۔ سفیر چچا کے گھر جانے کا ٹائم ہی نہ مل سکا۔ مہینے بعد جب پیپرزم سے فارغ ہوا تو خیال آیا کہ چچا کی طبیعت کا پتہ کیا جائے۔  
وہاں پہنچا تو انکے گھر کے باہر بڑا سا تالا دیکھ کر وہ بہت حیران ہوا۔ ساتھ والے گھر کی بیل دی۔ ایک خاتون باہر آئیں۔

"اسلام علیکم آنٹی، یہاں سفیر چچا رہتے تھے۔ اب کچھ جانتی ہیں کہ وہ کہاں ہے۔ انکے گھر تو تالا لگا ہوا ہے۔"  
"بیٹا آپکو نہیں پتہ ان کا تو مہینہ پہلے انتقال ہو گیا تھا۔ اور بیوی نے اتنا صدمہ لیا کہ پندرہ دن بعد وہ بھی چل بسی۔ اب تو بچاری منا کیلی رہ گئی ہے۔" ودی کو تو کتنی دیر اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آیا۔ یہ کیا ہو گیا تھا ایک مہینے کے اندر۔  
اسکے جان سے پیارے چچا اور چچی۔ اسکے لیے اپنے جذبات پر قابو پانا مشکل ہو رہا تھا۔  
"بیٹا تم اندر آ جاؤ مجھے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی" اسکے زرد پرستے چہرے کو دیکھ کر اس خاتون نے اسے اندر آنے کو کہا۔

"نہیں میں ٹھیک ہوں۔ منا کہاں ہے" بدقت خود کو سنبھال کر وہ بولا۔

پر اکرم اردو ناولز



"بیٹایہ تو نہیں پتہ شاید اسکے کوئی رشتہ دار اسے لے گئے ہیں میں بھی ایک دو دن پہلے شہر سے باہر تھی آئی ہوں تو یہاں تالا لگا ہوا تھا۔" ان کی بات پر وہ اور پریشان ہوا۔  
"چلیں شکریہ۔" کہتے ساتھ ہی اس نے اجازت مانگی۔

ایک دو اور گھروں سے پوچھا مگر کوئی نہیں جانتا تھا۔  
ہاسٹل واپس جا کر اس نے باپ کو کال ملائی۔ وہ بھی وہاں جا کر ایسا مصروف ہوا کہ سفیر کا حال پوچھ نہ سکا۔  
مگر اب جو کچھ ودی نے بتایا تھا وہ سن کر نا صرف دکھی ہوا بلکہ بے حد پریشان تھا۔  
"اسکا بھائی اور ماں شیخوپورہ سے آگے ایک گاؤں میں رہتے ہیں تم ایسا کرو وہاں جا کر پتہ کرو" ودی نے گاؤں کا نام نوٹ کر لیا اور اگلے دن ہی وہاں جانے کا فیصلہ کیا۔ جو کچھ بھی تھا مناسکی امانت تھی۔

---

"یار ساری سلائیڈز ریڈی ہیں نا" ودان نے انشال سے کنفرم کروا دیا۔ یہ انکی اس سمسٹر کی پہلی پریزینٹیشن تھی۔  
جیسے ہی سب سٹوڈنٹس اور سر عظیم کلاس روم میں داخل ہوئے۔ اور انہوں نے سٹارٹ کا اشارہ کیا ودان نے پریزینٹیشن دینی شروع کی۔ باقی تینوں بھی پیچھے ہی کھڑے تھے۔ پریزینٹیشن کا اسٹارٹ، اینڈ اور درمیان میں ایک دو سلائیڈز کا بریف ودان نے کرنا تھا اور باقی تینوں نے آگے پیچھے آتے باقی کی سلائیڈز کو بریف کرنا تھا۔ سلائیڈز چینیج کرنے کی ذمہ داری میمنہ کی تھی۔ وہ انشال اور ودان کی نسبت وہ اور شمین کافی کنفیوز تھیں۔  
سٹارٹ بہت اچھا ہوا۔ انشال کی باری تک سب صحیح رہا۔ مگر جیسے ہی میمنہ کی باری آئی اسکی مرتبہ سلائیڈز شمین نے

چینج کرنی تھیں۔ دو سلائیڈز تک تو سب صحیح رہا جیسے ہی تیسری سلائیڈ چینج کی تو وہ کسی کپل کی نہایت ناقابل اعتراض تصویر تھی۔

شمین اور یمینہ کے تو ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ شمین کے پاس کھڑے انشال نے فوراً سلائیڈ ہٹائی اگلی سلائیڈ بالکل ٹھیک تھی۔ مگر یمینہ سے شرم کے باعث پوری کلاس کے سامنے بولا نہیں جا رہا تھا۔

ودان نے نہایت رمان سے اس کے پاس کھڑے ہوتے روسٹرم کے پیچھے سے اسکا بازو پکڑ کر ایسے ہٹایا کہ سب یہی سمجھے کہ وہ ان کی ہی باری تھی۔ پھر باقی کی پریزینٹیشن ودان اور انشال نے ہی سنبھالی مگر ایک بہت غلط امپریشن انکی جانب سے گیا۔

وہ دونوں تو نظریں نہیں اٹھا پارہیں تھیں سارا وقت بس سلائیڈ پر کھڑے ہو کر وائٹ بورڈ پر کھلنے والی سلائیڈز کو ہی دیکھتی رہیں۔

ودان نے جس طرح خود پر ضبط کیا ہوا تھا یہ صرف وہی جانتا تھا۔

جیسے ہی پریزینٹیشن ختم ہوئی چیزیں سمیٹتے اسے اپنے موبائل پر میسج موصول ہوا۔ میسج شہاب کی جانب سے تھا۔ "کوئنگز آف یورپریکٹ پریزینٹیشن۔۔۔ ریونج ہیڈسٹارٹڈ" اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہ وکٹری کا نشان بناتا

اپنی شاطر مسکراہٹ اسکی جانب اچھالتا کلاس روم سے باہر جا رہا تھا۔ سب کے باہر جاتے ہی شمین کرسی پر بیٹھ کر زور و شور سے رونے لگی۔

کیونکہ یہ سلائیڈز وہی فوٹو شاپ سے بنوا کر لائی تھیں۔

اسے نہیں معلوم یہ کس نے کیا تھا۔

پراسرار دہائی



"آئی سوئیر اس میں میری کوئی غلطی نہیں" اس نے روتے ہوئے انشال کو کہا جو اسکے رونے پر اسکے پاس رکھی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔ دوسری جانب سر پکڑے یمینہ بیٹھی تھی۔

"ثمنین پلیز روئیں نہیں ہم میں سے کسی نے آپکو کچھ کہا" انشال نے اسے رسائیت سے سمجھایا۔

"ہاں مگر لے کر تو میں ہی لائی تھی نا"

"پلیز ثمنین آپکی یا ہم میں سے کسی کی کوئی غلطی نہیں۔ آئی تو یہ کس نے اور کیوں کیا ہے میں خود ہی اسے ہینڈل کر لوں گا آپ دونوں ٹینس مت ہوں۔ اور سر سے بھی میں بات کر لوں گا۔ آپ دونوں پر کوئی بات نہیں آئے گی۔ پلیز چیئر اپ ناؤ" سنجیدگی سے کہتے وہ کلاس روم سے نکل کر سر کے آفس کی جانب بڑھا۔

"ناؤ اس آل رائٹ" اسکے جاتے ہی انشال نے کہا۔ یہ کیوٹ سی ثمنین آج اسے بھی اتنی ہی کیوٹ لگ رہی تھی۔

"اٹھیں چلیں اب کیفے چلتے ہیں کہیں اب آپکی دوست صاحبہ بھی رونے کی تیاری نہ پکڑ لیں۔ وہ شہزادہ گلغام تو چلا گیا مجھے دو غمزہ لڑکیوں میں چھوڑ کر" اس نے خوشگوار لہجے میں کہتے انکا دھیان بٹانے کی کوشش کی۔ وہ تینوں اٹھ کر کیفے کی جانب بڑھے۔

کلاس روم سے نکل کر وہ سیدھا میس کام کے ڈیپارٹمنٹ کے گراؤنڈ میں آیا جہاں اس نے شہاب کو جاتے ہوئے دیکھا تھا۔

اسکے ساتھ کچھ اور لڑکے اور لڑکیاں بھی تھے۔

وہ انکے پاس جا کر رکا۔

"مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے کیلے میں"

پرائمری اردو ناولز



"تمہیں جو بھی بات کرنی ہے سب کے سامنے کہو اگر ہمت ہے تو" شہاب نے اسے جوش دلانا چاہا۔  
 "اوکے مجھے کوئی پر اہلم نہیں میں سب کے سامنے کہہ دیتا ہوں مگر اپنی بے عزتی اور سچ اگر تم سب کے سامنے سننے کا حوصلہ رکھتے ہو تو مجھے کوئی پر اہلم نہیں۔" اس نے نہایت ٹھنڈے لہجے میں کہا۔  
 شہاب یکدم شرمندہ ہوتا اٹھا اور ودان کو چلنے کا اشارہ کیا۔ کچھ دور چل کر وہ رک گیا۔  
 "آج تم نے جس گھٹیا حرکت کا مظاہرہ کیا ہے اگر آئندہ یہ سب برقرار رکھا تو یاد رکھنا تم جن ایکٹیویٹرز میں ملوث ہو میں ان سے بہت اچھی طرح واقف ہوں۔ مجھے کچھ گھنٹے لگیں گے تمہیں جیل میں بھجواتے ہوئے۔" ودان کی بات پر وہ اپنی جگہ چور بنا۔  
 وہ کہتے ہیں نہ کہ اچھی صحبت کا اچھا انجام اور بری صحبت کا برا انجام۔

یہی شہاب کے ساتھ ہوا تھا۔ جب تک وہ ان دونوں کے ساتھ تھا وہ اچھا ہی رہا۔ مگر جب سے ان سے دوستی ختم کی اور کچھ بدلے کی وجہ سے وہ غلط لڑکوں کی صحبت میں رہنے لگ گیا تھا۔ جو ہاسٹلز میں منشیات سپلائی کا کام کرتے تھے۔ اسے وارن کر کے ودان فوراً وہاں سے چلا گیا۔

اگلے دن کی بس پکڑ کر وہ جب اسکے باپ کے بتائے ہوئے ایڈریس پر مناکوڈ ہونڈ نے شیخوپورہ سے آگے کے ایک نواحی گاؤں میں پہنچا تو وہاں بھی تالا پڑا دیکھ کر حقیقت میں اب وہ بہت پریشان ہوا۔ ارد گرد کے لوگوں سے پتہ کرنے پر بھی ان کے اگلے ٹھکانے کا کچھ پتہ نہیں پتہ چلا۔  
 گھر آکر اس نے خلیل کو فون کیا۔

"ہاں بیٹا کچھ پتہ چلا" اس نے بے تابی سے پوچھا۔

"بابا وہ تو وہاں سے بھی کہیں شفٹ کر گئے ہیں اور اب کہاں گئے ہیں کوئی نہیں جانتا" اس نے مایوسی سے باپ کو بتایا۔

"یا اللہ یہ کیا ہو گیا کہاں ڈھونڈے اب" انہوں نے پریشانی سے کہا۔

آخر اب وہ صرف سفیر کی نشانی نہیں تھی۔ خلیل کے خاندان کا حصہ بن چکی تھی۔

بابا آپ پریشان نہ ہوں انشا اللہ مل جائے گی۔ اسکی دادو اور چچا کو تو پتہ ہے نہ کہ ہمارا نکاح ہو چکا ہے

ودی کی اسی سمجھداری کی وجہ سے انہوں نے اتنی عمر میں اسے یہ ذمہ داری سونپ دی تھی۔

"اوکے میٹے اللہ مالک ہے کچھ سوچتے ہیں میری جاب کا کانٹریکٹ بھی یہاں چار سال کے لیے ہو گیا ہے۔

کوشش کرتا ہوں کہ جلدی واپس آئیں آخر کو یہ میرے بچوں کی زندگی کا معاملہ ہے" انہوں نے دلگرفتگی سے کہا۔

"ڈونٹ وری بابا اللہ نے ہی اس رشتے کی بات آپ کے دل میں ڈالی تھی وہی اس مشکل سے ہمیں نکالے گا" اسکی

تسلی آمیز باتیں سن کر انہیں اس بات پر فخر ہوا کہ ودی ان کی اولاد ہے۔

"ان شا اللہ" کہتے ہی انہوں نے فون بند کر دیا۔

"اف یہ کیا عذاب ہے سر کے ساتھ مسئلہ کیا ہے آخر" ہاتھ میں پکڑے نوٹس کو دیکھ کر اس نے سر ہاتھ میں تھاما

ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی کلاس کا ایک لڑکا سر عظیم کا نوٹ لے کر میمنہ کے پاس آیا تھا۔



کچھ دنوں میں انہیں سینئر زکوٰۃ ویل دینا تھا جس کی کمپئرنگ کی ذمہ داری سر نے یمینہ اور ودان کو دی تھی۔  
"کیا ہوا اب" شمین جو اسکے سامنے رکھی چیر پر بیٹھی نوٹس بنانے میں مصروف تھی سر اٹھائے بنا پوچھنے لگی۔  
اسکی بات پر یمینہ نے بیزاری سے وہ نوٹ اسکے آگے کیا۔

"بابا بابا مجھے لگتا ہے سر کوئی سین بنا کر ہی چھوڑیں گے تم دونوں کا" اس نے معنی خیزی سے کہا۔  
"بیٹا ابھی تو میں سر کا سین بنانے جا رہی ہوں پڑھائی کی حد تک تو میں اسے برداشت کر لوں گی مگر اس سے آگے  
نہیں۔ ڈرگین ہے پورا ہر وقت آگ برساتا رہتا ہے" غصے سے کہتی وہ اپنی چیزیں سمیٹ رہی تھی۔  
"بابا بابا اوہ گاڈ روز تم اسے کسی نئے کارٹوں کریکٹر کا نام دیتی ہو۔ پوری یونی کا چارمنگ بوائے ہے" شمین  
کو اپنی ہنسی روکنی مشکل ہو گئی۔

"کوئی اور بھی کریکٹر رہ گیا ہے تو بتا دو ایک ہی مرتبہ" اس نے یمینہ کو چھیڑتے ہوئے کہا جو خود بھی اب مسکرا  
رہی تھی۔

"ہاں نا بہت سے رہتے ہیں جیسے کنگ فو پانڈا، ہلک، منین مووی کا گرو۔ اور۔۔۔" اس سے پہلے کہ وہ مزید گل  
افشانی کرتی۔

"بابا بابا بابا۔۔۔۔۔ بس کر دو یار میرے پیٹ میں بل پڑ گئے ہیں" شمین نے اسے روکتے ہوئے کہا۔  
"آئی وٹش میں کبھی ودان کو تمہارے نادر خیالات بتا سکوں" اس نے بمشکل اپنے قہقہے روکتے ہوئے کہا۔  
"ابھی تو سر کے پاس سے ہو آؤں آکر بتاتی ہوں تمہیں" اسکی بات پر مصنوعی دھمکی دیتے ہوئے وہ سر کے آفس  
پہنچی۔

پر اکرم اردو ناولز

"یار سر کیا چاہتے ہیں آخر کہ میں اس یونیورسٹی سے ہی چلا جاؤں" وہ ان نے سر عظیم کا نوٹ پڑھتے ہوئے غصے سے ہاتھ ٹھیل پر مارا۔

"اوہ آہستہ میرے بھائی ہم لا بیری میں ہیں" انشال نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا۔  
"او جا کہاں رہا ہے اور کیا بھیجا ہے سر نے" اس نے اسے چیزیں سمیٹتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔  
"سر سے بات کرنے۔ جسٹ لک ایٹ دس ریش" اس نے نوٹ انشال کے آگے رکھتے ہوئے کہا۔  
"یار یونیورسٹیز میں یہ سب چلتا رہتا ہے ڈونٹ ٹیک اٹ ٹویو رہارٹ" انشال نے اسے ہنڈا کرنے کی کوشش کی۔  
"واٹ سو ایوریار سر کو پتہ ہے کہ میں لڑکیوں سے الراجک ہوں، پھر بھی۔۔۔ آئی نیڈ ٹو ٹاک ٹو ہم" اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"مے آئی کم ان سر" کچھ دیر بعد وہ سر عظیم کے آفس میں تھا۔  
"آؤ وہ ان" نوٹس مل گیا ہے تو بس بیٹا آج سے تیاری شروع کرو" انہوں نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے کہا۔  
"سر میں یہ نہیں کر سکتا۔ آپ کسی اور کو لے لیں اس سب کے لیے۔ میں تو فنکشن میں بھی آنے میں انٹر سٹڈ نہیں ہوں" اسکی بات پر سر عظیم کا پارہ ہائی ہوا۔  
"پھر وہی بات کیا پر اہلم ہے تمہارے ساتھ"  
"سر پر اہلم کوئی نہیں بس میں یہ سب نہیں کر سکتا" اس سے بات نہیں بن پڑی۔

پر اہلم اردو ناولز



"میرا نہیں خیال کہ تم اتنے ان کا نفیڈینٹ ہو کہ اتنے لوگوں کو فیس نہ کر سکو۔ جو ابھی سے لوگوں کو موٹیویشنل سیمینارز دیتا ہے وہ اتنے سے بندوں میں نروس ہو سکتا ہے؟"

"سر اس میں میں اکیلا ہوتا ہوں کوئی لڑکی ساتھ نہیں ہوتی" اس نے اب اصل وجہ بتائی۔

"پھر لڑکی والی بات۔ وہ تمہیں کھا جائے گی کیا۔"

سر کے غصے سے بھنانے پر اسکی ہنسی نکل آئی اس سے پہلے کے وہ کوئی جواب دیتا آفس کا دروازہ ناک ہوا۔

"کم ان" اجازت ملتے ہی میمنہ کا چہرہ دروازے میں نمودار ہوا۔

ودان نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا۔

"لوجی آجاؤ اب تم بھی" انہیں شک پڑ گیا کہ اب وہ بھی انکار کے لئے آئی ہے۔

"سر وہ میں یہ کمپیرنگ والا کام نہیں کر سکتی۔" وہ اندر آتے ہی سر سے مخاطب ہوئی یہ جانے بغیر کے سر کے سامنے

بیٹھا ہوا شخص کوئی اور نہیں ودان تھا۔

"تشریف رکھیں پھر میں آپکی کہانی سنتا ہوں" سر کے کہنے پر اس نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے جو نہی ساتھ بیٹھے

شخص کو دیکھا ایک لمحے کو وہ جزبہ ہوئی۔

"جی بتائیں اب" سر نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"سر وہ میں یہ کمپیرنگ والا کام نہیں کرنا چاہتی۔"

"کرنا نہیں چاہتی یا اسکے ساتھ نہیں کرنا چاہتی" سر نے اسے غور سے دیکھتے کسی نتیجے پر پہنچتے ہوئے کہا

پر اکرم اردو ناولز

"جی سر آپکی دوسری بات ٹھیک ہے" جس دھڑلے سے وہ بولی تھی اس نے ودان کو چوکایا تھا۔ "یعنی میرے منہ پر ہی کہہ گئی۔" اس نے دل میں سوچے پیچھے تاب کھایا

"مائی گاؤ تم دونوں کیا مونٹسری کے بچے ہو ایسی حرکتیں وہ کرتے ہیں سر میں نے اسکے ساتھ نہیں بیٹھنا کیونکہ یہ میرے چپس کھاتا ہے اور دوسرا بولتا ہے سر میں نے اسکے ساتھ شئیر نہیں کرنا کیونکہ یہ مجھے پنسل مارتا ہے۔ حد ہو گئی۔ میرے کلاس کے سب سے بیسٹ سٹوڈنٹس کے ساتھ کیا پر اہلم ہے مجھے ابھی بتائیں اور یہاں سے جب نکلیں تو آپ دونوں کے درمیان ہر طرح کا ایشوریزو لو ہو چکا ہو۔ میں بار بار یہ سب نہیں دیکھ سکتا۔ ہاں جی پہلے آپ جتائیں ودان آپکو کیا پر اہلم ہے" سر نے توپوں کا رخ اسکی جانب کیا۔

"سر مجھے ان سے کوئی پر اہلم نہیں ہے میں نے آپکو جیڑی منع کیا تھا۔ بہر حال آپکی بات مجھے صحیح لگی ہے ہمیں ایسی بچکانہ حرکتیں سوٹ نہیں کرتیں۔ تو مجھے ان سے کوئی ایشو نہیں ہے ایم ریڈی ٹوپر فام دس کمپرنگ" اسکے مینٹرا بدلنے پر وہ جتنی حیران ہوتی کم تھا۔

"اور آپ؟" اب سر کی توپوں کا رخ یمنینہ کی جانب ہوا۔

"نہ۔۔ نہیں سر کوئی ایسا ایشو نہیں ہے اٹس اوکے۔ سوری ٹوبو دریو" اگر وہ سر کے سامنے اچھا بننے کی ایکسٹنگ کر سکتا تھا تو وہ کیوں اسکے بارے میں کچھ کہہ کر بری بنتی۔ اس نے بھی فوراً سے اپنا مائنڈ چینج کیا۔

"ویری گڈ آئی ہو یہ شو آپ دونوں بہت اچھا ہو سٹ کریں گے۔" سر نے دونوں کو شاباش دے کر اٹھنے کا اشارہ کیا۔

یمنینہ نے اٹھتے ہوئے اسے غصے سے گھورا جو اپنی شرارتی مسکراہٹ چھپانے کی کوشش کر رہا تھا۔



منا کے چچا کو چودھریوں نے اپنے رشتے داروں کے گاؤں میں انکی حویلی میں نوکری دلوادی تھی۔ لہذا انہیں اپنا پہلا گھر بیچ کر دوسرے گاؤں میں شفٹ ہونا پڑا

منا کو چچا کے گھر آئے کچھ ہی عرصہ ہوا تھا کہ جوان بیٹے اور بہو کے غم میں دادی بیمار رہنے لگ گئیں۔ انہوں نے جلد ہی چچا کی شادی کر دی تاکہ ان کی بیوی آکر گھر اور منا کو سنبھالے۔

یہاں کے چودھریوں کے پاس چچا کام کرتا تھا۔ دادی بھی انکی حویلی جا کر سپر وائزر کا کام انجام دیتی تھیں۔ ایک دو مرتبہ منا بھی انکے ساتھ حویلی گئی۔

چودھریوں کے بڑے بیٹے کی بیٹی شفاء سے اسکی بہت اچھی دوستی ہو گئی۔ وہ اسی کی ہم عمر تھی اسکا ہیک بڑا بھائی لاہور کے ہی کسی کالج میں پڑھتا تھا۔

چچا کی شادی کے کچھ ہی عرصے بعد دادی کا انتقال ہو گیا۔ کچھ دیر تو چچی نے اسکے ساتھ اچھا سلوک رکھا۔ مگر جیسے ہی اسکا بیٹا ہوا منا انہیں کھٹکنے لگ گئی۔ منانے یہاں آکر پڑھائی نہیں چھوڑی شفاء سے کتابیں لادیتی اور سال میں اس نے میٹرک پاس کر لیا۔

اس دن وہ شفاء کو اپنے رزلٹ کا بتانے ہی جارہی تھی کہکہ اسکے اتنے اچھے نمبر آئے ہیں کہ کسی بھی کالج میں اب وہ سکالر شپ کی بنیاد پر پڑھ سکتی ہے وہاں جا کر راستے میں شفاء کا بھائی مل گیا۔

"شفاء ہے گھر پر" اس نے دوپٹہ صبح کرتے پوچھا

"بالکل ہے آپکی تعریف" اس نے گہری نظروں سے اسے دیکھتے پوچھا۔

"میں اسکی دوست ہوں" اس نے نظریں جھکائے ہی جواب دیا۔

"مجھے نہیں معلوم تھا شفاء کا ٹیسٹ اتنا اعلیٰ ہو گیا ہے فرینڈز کے معاملے میں نہیں تو بہت پہلے چکر لگاتا یہاں کا" اس نے معنی خیزی سے کہا۔

ابھی وہ کچھ اور کہتا کہ پیچھے سے چودھرائن کی آواز آئی تو وہ جو دروازے میں اس کا رستہ روکے کھڑا تھا تیزی سے پیچھے ہٹا۔

منا تیزی سے اندر کی جانب بڑھی۔ اور چودھرائن سے اجازت لے کر شفاء کے کمرے میں چلی گئی۔  
"منا تجھے پتہ ہے پھپھو کی شادی ہو رہی ہے اف کتنا مزہ آئے گا تم نے ہر فنکشن میں آنا ہے" شفاء نے اپنی پھوپھو کی شادی کا بتایا جو اپنے بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹی تھیں۔  
منا کا دل تو کیا کہ وہ اسکے بھائی کے متعلق اسے بتائے کہ وہ کس قسم کی فضول باتیں اس سے کر رہا تھا۔ مگر پھر خاموش رہی اور اسے پھپھو کی مبارک دے کر اپنے پاس ہونے کا بتایا۔  
"گریٹ یار تو اب تم کالج میں ایڈمیشن کا کیا کرو گی۔"

"چچا کو کہا تو ہے کہ مجھے ایڈمیشن دلا دیں لاہور میں وہاں جا کر میں خود ہی اپنے خرچے کا انتظام کروں گی۔ ویسے بھی ابو نے جو میری سیونگنز کروائیں تھیں وہ میرے پاس ہی ہیں ایڈمیشن کا تو سارا خرچہ نکل ہی جائے گا۔ پھر دیکھیں گے۔"

"اللہ تمہارے حق میں بہتر کرے۔" شفاء نے سچے دل سے اسکے لئے دعا کی

پر احم اردو ناولز



یہ میں نے کچھ میٹیریل نکالا ہے ریگارتنگ داکمپیرنگ "اگلے دن صبح میں کلاس سٹارٹ ہونے سے پہلے ودان نے اسے کچھ پیپرز پکڑائے۔

"اتنی پینڈو نہیں ہوں کہ مجھے کچھ آتا جاتا نہیں میں آل ریڈی میٹیریل لے کر سر سے اپروو کروا چکی ہوں اور آپ اپنے آپکو عقل کل کیوں سمجھتے ہیں۔ ایک آپ ہی اس دنیا میں جینٹس ہیں "کل کی بھی کھولن آج اسے نکالنے کا موقع مل گیا۔

"جی نہیں میں نے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا "ودان نے پہلی مرتبہ اسکے تنے چہرے کو دلچسپی سے دیکھا۔  
"کرنا چاہیے بھی نہیں کلاسز آف ہونے کے بعد میں ہال میں آ جاؤں گی تو ہم ریہرسل سٹارٹ کر دیں گے "کہتے ساتھ ہی آتش فشاں بنی وہ کاریڈور سے نکل کر گراسنڈ کی جانب چل پڑی جہاں اسے شمیں آتی ہوئی دکھائی دی۔  
کلاسز آف ہونے کے بعد دونوں اپنا اپنا میٹیریل لےئے ہال میں پہنچے۔  
باری باری اپنی لائنز بولیں۔ باقی کی انتظامیہ بھی وہیں تھی۔

تھوڑی دیر بعد جب ان دونوں نے مائیک میں وہی لائنز بولیں تو ودان کی آواز بہت متوازن تھی۔ جبکہ یمینہ کی آواز تھوڑی پھٹی پھٹی اور اتنی واضح نہیں تھی۔  
"یمینہ آپکی آواز بہت عجیب سی آرہی ہے "سرباسط جو اس پورے فنکشن کو آرگنائز کر وارہے تھے وہ ناگواری سے بولے۔

پر اسم اردو ناولز

"سریہ مائیک کو بالکل پاس کر کے بول رہی ہیں۔ اس کو پیچھے رکھیں گی تو ان کی آواز ٹھیک ہو جائے گی" ودان نے سر باسط کو کہا۔ وہ جانتا تھا اب اس کو ڈائریکٹ کچھ کہا تو اس کا دماغ پھر خراب ہو جانا ہے۔ اسی لیے اس نے خود سے اسے نہیں ٹوکا۔

یمینہ نے غصے سے اسے دیکھا۔ اگلی مرتبہ اس نے تھوڑا فاصلے سے اپنی لائنز بولیں تو آواز بالکل صحیح لگی۔  
"آپ مجھے پہلے نہیں بتا سکتے تھے۔ سر سے انسلٹ ضرور کروانی تھی۔ آپ جیسے لوگ کبھی دوسروں کو آگے بڑھتا نہیں دیکھ سکتے" جیسے ہی سر اسے اوکے کا کہہ کر مڑے اس نے ودان پر طنز کے تیر چلائے۔  
"آپ اپنی ہر ناکامی کے بعد دوسروں کو یونہی مورد الزام ٹھہراتی ہیں؟" وہ تو تھا ہی ٹھنڈے مزاج کا لہذا یمینہ کے طنز کے تیر راستے میں ہی گر گئے تھے۔ وہ یمینہ کو لاجواب کر کے اسٹیج سے اتر چکا تھا۔  
"اس بندے کے ساتھ رہ کر یقیناً مجھے بی پی ہائی کی بیماری ہو جانی ہے" یمینہ نے دل میں کر لاتے ہوئے سوچا۔

---

۔ مناکا ایڈمیشن اسکے حسب منشا کالج میں ہو گیا تھا۔ اور ہاسٹل کا انتظام بھی۔ اس نے شکر کیا کہ اب اسے چچی کی کڑوی کسبلی باتیں سننی نہیں پڑھیں گی۔ ایک دو سالوں میں اسکی زندگی کیا سے کیا ہو گئی تھی۔ ماں باپ کی موت نے اسکو جہاں رشتوں کی محرومی دی تھی وہاں نڈر اور خود اعتماد بنا دیا تھا۔ وہ جان گئی تھی کہ دنیا میں کیلے رہ جانے والوں کو اپنا راستہ خود تلاش کرنا پڑتا ہے۔ انگلی پکڑ کر چلانے والا تو اب کوئی تھا نہیں لہذا وہ وقت سے پہلے ہی بہت سمجھ دار ہو گئی تھی۔

پر اسم ار دو نادر



زوبیہ پھوپھو کی مہندی کا دن تھا وہ حویلی میں ہی آئی ہوئی تھی۔ یلو اور اولیو گرین امتزاج کا شادی کی مناسبت سے لباس پہنے۔ شفاء کی فرمائش پر کانوں میں جھمکے ڈالے۔ اپنے گھنے بالوں کی چوٹی بنائے ہلکی سی نیچرل کلر کی لپ اسٹک لگائے وہ عام دنوں سے ہٹ کر بہت پیاری لگ رہی تھی۔

"منیا رپلیز چیک کر آؤ گی اماں جی کے کمرے سے کے پھوپھو کا سوٹ پریس ہو گیا ہے" شفاء جو کہ زوبیہ کو تیار کر رہی تھی عجلت میں بولی۔

"او کے ابھی جاتی ہوں" مناتیزی سے باہر نکلی۔ سیڑھیاں اتر کر اماں جی یعنی چودھرائن کے کمرے میں گئی۔ اپنی ہی دھن میں اندر آتے اس نے دیکھا ہی نہیں کہ بیڈ کے بائیں جانب رکھے صوفے پر شفاء کا بھائی بیٹھا تھا۔ اندر آتے سامنے ہی پھوپھو کے کپڑے بیڈ پر پریس ہئے نظر آئے۔ اس نے جلدی سے اٹھائے۔

"سنو لڑکی" جیسے ہی وہ مڑی کسی نے اسے پکارا۔ مڑ کر دیکھا تو شفاء کا بھائی تھا۔ کچھ نیا نیا جوانی کا خمار چڑھا ہوا تھا۔ وہ اسکے قریب آیا۔

"میری دوست بنو گی" اس نے بلا تمہید اپنی خواہش کا اظہار کیا مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اسکے سامنے میمنہ ودان کھڑی ہے۔

"آپ کی اس خواہش پر سمجھ نہیں آ رہا کہ آپ کی ذہنیت پر افسوس کروں یا آپ کو انور کر کے چلی جاؤں" اسکے مضبوط لہجے نے شہاب کو لحظہ بھر کے لئے ساکت کیا۔

"ارے تم تو فلسفہ بول رہی ہو آئی لائنک اٹ" اس نے اپنی حریص نگاہیں اس کے وجود پر گاڑھیں۔

پر اکرم اردو ناولز

"نہیں میں صرف بولتی نہیں دماغ ٹھکانے بھی لگا دیتی ہوں" ٹیکھی نظروں سے کہتے ساتھ ہی وہ مڑ کر جانے لگی کے ہاتھ ایک سخت شکنجے میں آگیا۔

حیرت اور غصے کے ملے جلے تاثرات سمیت اس نے جیسے ہی مڑ کر دیکھا شہاب کی جتنا مسکراہٹ نے اسکا دماغ بھڑکا دیا۔

"عمل کرنے میں تو ہم بھی پیچھے نہیں" اسکے ہاتھ کی جانب اشارہ کیا جو شہاب کی آہنی گرفت میں تھا۔  
میمینہ نے کپڑے وہیں پھینکے اور وہی ہاتھ گھما کر اسکے منہ پر جڑ دیا۔

"یقیناً میرا یہ عمل آپکو آسندہ لڑکیوں سے محتاط ہو کر بات کرنے پر مجبور کر دے گا۔" میمینہ کی آنکھوں سے اس وقت چنگاریاں نکل رہی تھیں۔ جیسے ہی شہاب کی گرفت اسکے ہاتھ پر کمزور پڑی وہ فوراً وہاں سے نکلتی چلی گئی۔  
شہاب کو تو یقین ہی نہیں ہوا کتنی دیر کوئی ایک کمی کمین کی بیٹی اس قدر نڈر بھی ہو سکتی ہے۔  
اگلے دن میمینہ ہاسٹل شفٹ ہو گئی۔ اس نے شفاء کو بھی ہاسٹل کا نام نہیں بتایا۔

شہاب نے بہت مرتبہ اسکی کھوج لگائی مگر شفاء بھی اسکے بارے میں نہیں جانتی تھی۔ میمینہ کا کوئی کانٹیکٹ نمبر بھی اسکے پاس نہیں تھا۔

یونیورسٹی شروع ہونے سے کچھ عرصے پہلے ہی ایک دن شفاء نے بتایا کہ اس نے اپنی اسی دوست کو فیس بک سے سرچ کیا ہے اور اسکا کانٹیکٹ نمبر بھی لے لیا ہے۔

شفاء نے اسکی تصویر شہاب کو دکھائی تبھی یونیورسٹی میں اس دن وہ شفاء کو پہچان گیا اور غصے میں وہ سب کہہ بیٹھا جس سے وہ ان بھڑک گیا۔ اب تو اس لڑکی سے نفرت کی شدت میں اور بھی اضافہ ہو گیا تھا۔



"ہیلو شہزادے کیا کر رہا ہے" وہ ابھی لیپ ٹاپ آن کر کے دو دن بعد والی اسائنمنٹ پر کام کر رہی رہا تھا کہ انشال کی کال آئی۔

"کچھ نہیں یار لیڈر شپ اسٹائلز والی اسائنمنٹ پر کام کرنے ہی لگا تھا۔" اسکے جواب پر انشال نے برا سامنہ بنایا۔  
"دفعہ کرا بھی اسے جلدی سے جس بھی حلیے میں ہے فوراً میری طرف آ جا مگر دھیان سے اب نیکر میں نہ آ جائیں"

"کبھی کبھی تم بہت ہی چیپ جاک کرتے ہو" ودان نے اسکی بات پر بد مزہ ہوتے ہوئے کہا۔  
"پہلے یہ بتا آفت کیا آئی ہے۔"

"ایسے ہی یار آؤٹنگ کروانی ہے تیری چل کپڑے چینیج کر اور جلدی سے نکل آ۔" انشال کے اصرار کرنے پر وہ جلدی سے اٹھاڑاؤڈر اور ٹی شرٹ چینیج کی کہ خلیل صاحب کی کال آئی۔

"کیسے ہیں بابا"

"بالکل ٹھیک بیٹا ہم اگلے مہینے واپس آرہے ہیں" اس خبر نے تو اسکا موڈ اور بھی خوشگوار کر دیا۔

"گریٹ بابا"

"ہاں بیٹا آکر سب سے پہلا کام یمینہ کو ڈھونڈنے کا کرنا ہے" انکی اداس آواز پر اسکی نظروں کے سامنے ایک چہرہ لہرایا۔

"مل جائے گی بابا آپ پریشان نہ ہوں" اس نے انہیں تسلی دلائی۔

السلام علیکم

**FAMOUS URDU NOVELS, BOOKS BANK (ویب سائٹ) ہمیں اپنے بلاگز**

**PRIME URDU NOVELS, FREE URDU DIGEST, READING CORNER**

کے لئے ناول رائٹرز کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری پوسٹ کروانا چاہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل کریں یا ہمارے گروپ اور چیچ پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ یا واٹس ایپ پر بھی کانٹیکٹ کر سکتے ہیں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- [aatish2kx@gmail.com](mailto:aatish2kx@gmail.com)

Facebook ID :- [www.facebook.com/aatish2k11](https://www.facebook.com/aatish2k11)

Facebook Group :- **FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST**

**SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION**



"میرے بیٹے کو کوئی اور تو نہیں پسند آگئی" انہوں نے اپنے خدشے کا اظہار کیا۔

"بابا آپ تو اپنے بیٹے کو جانتے ہیں آپکی جان سے پیاری بیٹی کے لئے میں نے خود کو سب حسیناؤں سے بچا کر رکھا ہوا ہے" بابا کے کہنے پر اس نے جلے دل سے کہا۔

"بابا بابا" اسکی بات پر وہ بے اختیار قہقہہ لگا اٹھے۔

"او کے بیٹا گھر کو ذرا چیک کر لینا ان دنوں جا کر۔" اسے ہدایات دیتے ساتھ ہی انہوں نے فون بند کیا۔ اور وہ جو تیار ہو چکا تھا گاڑی کی چابی پکڑی اور انشال کی طرف چل پڑا۔

گاڑی اسکے گھر کھڑی کر کے وہ انشال کی ہی گاڑی میں بیٹھ گیا۔ بلوٹی شرٹ اور جینز میں اپنے رف سے حلیے کے باوجود وہ انتہائی ڈیسٹنگ لگ رہا تھا۔

"یار کیا تو مجھے ڈنر کروانے لے جا رہا ہے یا ڈیٹ پہ" گاڑی پی سی کی طرف موڑتے دیکھ کر اس نے شرارت سے انشال کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں یار تو اندر چل بتاتا ہوں" انشال نے اب بھی راز راز ہی رہنے دیا۔

گاڑی پارک کر کے وہ پی سی کے لان میں پہنچے تو وہاں رنگ و بو کا سیلاب تھا۔

"انشال بکواس کر بھی دے اب" ودان نے اب جھنجھلا کر اس سے پوچھا۔

"یار چاچو کے آفس کا فنکشن تھا تو ا انہوں نے بلایا میں نے سوچا تجھے بھی لے جاؤں" انشال کے بتانے پر اب ودان نے اسے گھورا۔

پرائم اردو ناولز

"پہلے بک بک نہیں کر سکتا تھا۔ سب انکے آفس کے بندے ہیں۔ تو نے تو ہمیں عبداللہ بنادیا جو پرانی شادی میں ناچ رہا ہے" ودان نے خفت سے کہا۔

"چپ کر آتجھے چاچو سے ملواتا ہوں" انشال نے اسکی بات پر ہنستے ہوئے کہا۔

دور کھڑے اسے طاہر صاحب کسی لڑکی کے ساتھ کھڑے نظر آئے جو سکارف میں تھی۔

اتنے آزاد ماحول میں جہاں لڑکیاں فیشن کے نام پر خود کو عیاں کر رہی تھیں۔ وہاں ایک سکارف اور متانت سے دوپٹہ اوڑھے ایک لڑکی لوگوں کو حیرت زدہ ہی کر رہی تھی وہ دونوں بھی حیران ہوئے۔ لڑکی کی انکی جانب پشت تھی سو وہ اسے دیکھ نہیں پائے۔

"اسلام علیکم چاچو" انشال کو فریب آتا دیکھ کر وہ بھی خوشگوار تاثرات سمیت انکی جانب بڑھے۔

"وعلیکم سلام کیسے ہو بچو اچھا کیا کہ آگئے" طاہر صاحب ودان سے بہت اچھی طرح واقف تھے اسے بھی انشال کے ساتھ دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔

"آؤ بھی تمہیں اپنے آفس کی سب سے جینٹس بچی سے ملوائیں" ان کو کہتے ساتھ ہی انہوں نے اسی سکارف والی لڑکی کو آواز دی جو کسی اور سے باتیں کر رہی تھی۔

جو نہی اس نے طاہر صاحب کی آواز پر مڑ کر دیکھا۔ انشال اور ودان ایک لمحے کے لیے اپنی جگہ فریز ہوئے کیونکہ وہ کوئی اور نہیں یمنہ تھی۔

وہ متوازن چال چلتی ان تک آئی۔

پر احم اردو ناولز



"بیٹا یہ یمینہ سفیر ہے تین سال سے میرے آفس میں جاب کر رہی ہے اور آٹم امپریسڈ کے سٹڈیز بھی کرتی ہے اور پارٹ ٹائم جاب بھی۔" وہ اس سے بہت متاثر تھے۔

اس نے فریب آکر دونوں کو سلام کیا۔

"ان سے تو ہم بھی امپریسڈ ہیں مجھے نہیں معلوم تھا جس کا ذکر آپ اتنے عرصے سے کر رہے تھے وہ ہماری یونی فیلو ہو گی" انشال نے خوشگوار حیرت سے کہا۔

"اوہ تو تم لوگ جانتے ہو" طاہر صاحب نے حیرت سے کہا۔

"جی سر یہ میرے کلاس فیلو ہیں" اب کی بار یمینہ نے کہا۔

ودان ہاتھ سینے پر باندھے کھڑا تھا۔

"گریٹ پھر تو تم ان کو کمپنی دو۔ ایکسیوز میٹا میں آتا ہوں" کہتے ساتھ ہی کسی کے بلانے پر چلے گئے۔

زنک کلر کے سادہ سے ڈریس میں بھی وہ اپنی باوقار شخصیت کے ساتھ سب میں نمایاں لگ رہی تھی۔

"ویٹر جوس پلیز" اس نے پاس کھڑے ویٹر کو آواز دے کر ان دونوں کو جوس کے گلاس دینے کو کہا۔

"آپ کو یہاں دیکھنا تو پلیزینٹ سرپرائز ہی ہے" انشال نے بات کا آغاز کیا۔ اسکی بات پر ایک ہلکی سے مسکراہٹ

اسکے چہرے پر بکھری اسی وقت ودان کی نظر اسکی جانب اٹھی۔ اس سے پہلے وہ ادھر ادھر دیکھ کر اسے انور کرنے

کی کوشش کر رہا تھا۔

"میرے لئے تو خیر یہ صرف سرپرائز ہے" اسکی بات پر ودان کی نظر اسکے تکیے نقش والے چہرے پر رکی۔

"ہمیں نہیں معلوم تھا آپ اتنی جینٹلس ہیں"

"شکر ہے آپ نے تو تسلیم کیا ورنہ بہت سے لوگ اتنے خود پسند ہوتے ہیں اور خود کو اتنا جینٹلس تصور کرتے ہیں کہ اپنے سامنے کسی کو آگے بڑھتا دیکھ نہیں سکتے" اس نے ٹھنڈے لہجے میں کمپیرنگ والی بات کا بدلہ وداں سے لیا۔

"افسوس کے کچھ لوگ جینٹلس تو ہوتے ہیں مگر کامن سینس سے بے بہرہ۔ اور یہی خامی ان کی ذہانت پر پانی پھیر دیتی ہے" اب کی بار وداں نے اسے بتایا۔

نجانے کیوں مگر اس لڑکی کے چہرے پر غصے والے تاثرات دیکھنے میں اب اسے مزہ آتا تھا۔ کیا کشش تھی وہ خود بھی انجان تھا۔ وہ بار بار اس کے چہرے میں الجھتا تھا۔ کسی اور کے چہرے کا عکس نظر آتا تھا۔ مگر وہ کسی ثبوت کے بنا کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہتا تھا۔

اس سے پہلے کے وہ کوئی کرار سا وداں کو جواب دیتی کسی نے اسے پکار لیا۔

وہ کچا چبانے والی نظروں سے وداں کو گھورتی ایکسیوز کرتی چلی گئی۔

اس نے اپنی مسکراہٹ بمشکل جوس کا گلاس پیٹے چھپائی۔

"تم دونوں تیسری جنگ عظیم لا کر رہو گے" انشال نے تاسف بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

وہاں سے واپس آ کر اس نے کچھ سوچتے ہوئے انشال کو کال ملائی جو سونے کی تیاری کر رہا تھا۔

"یار اپنے چاچو کو کہہ کر مجھے میمنہ کا بائیو ڈیٹا پتہ کروادو۔ انکے پاس تو سب ریکارڈ ہو گا اس کا" اسکے ہیلو کے جواب میں وداں نے بنا کوئی تمہید باندھے کہا۔

پر اسم اردو ناولز



"یا اللہ میں کیا کوئی خواب دیکھ رہا ہوں یا یہ حقیقت ہے۔۔۔ ابھی کچھ دیر پہلے جسے کرارے جواب دیئے جا رہے تھے اسی کا پتہ کروایا جا رہا ہے۔ بھائی تو کہیں گرا تو نہیں کیا پتہ کہیں سر پر چوٹ سے تیری یاداشت گم ہو گئی ہو" انشال کے مذاق پر وہ بھنایا۔

"بکو اس کم اور جو کام کہا ہے وہ کرو"

"بیٹا ایسے تو نہیں کہیں آج فنکشن میں کیو پڈ کا تیر تو نہیں چل گیا۔ یہ ایک گھنٹے میں ہی میرے یار کو کیا سے کیا ہو گیا۔ مجنوں والی بو آرہی ہے تیرے لہجے سے" اس نے پھر چھیرا۔ اب کی بار ودان بھی مسکرا دیا۔

"تجھے کیا تکلیف ہے سیدھا سا ایک کام کہا ہے"

"نہیٹا یہ معاملہ سیدھا نہیں شدید گڑبڑ والا ہے۔ جلدی سے پہلے اسکے پیچھے چھپے راز پر سے پردہ اٹھا۔" وہ بھی انشال تھا اسکی رگ رگ سے واقف۔

"یار تو مجھے جتنی جلدی اسکی انفودے گا اتنی جلدی اس راز پر سے پردہ اٹھے گا اب تجھ پہ ڈیپنڈ کرتا ہے تو کتنی جلدی یہ راز جاننا چاہتا ہے" ودان نے ہوشیاری سے اسے پھنسایا۔

"بہت چیز ہے تو، صبح ہی تجھے بتاتا ہوں فکر نہ کر کتنی دیر نیچے گا۔" انشال کی دھمکی پر اب کی بار اس نے قہقہہ لگایا۔

اگلے دن ودان پہلے اپنے گھر گیا۔ وہ ایک فلیٹ لے کر اسی میں رہ رہا تھا۔ اتنے بڑے گھر میں گھر والوں کے بغیر رہنا اسے اچھا نہیں لگتا تھا۔ سو ان کے جانے کے بعد شروع میں وہ ہاسٹلز میں رہا اور پھر کچھ عرصے بعد فلیٹ خرید لیا۔

وہ اور انشال اپنی فری لانسنگ کی ایک کمپنی چلاتے تھے جس میں وہ گرافک ڈیزائننگ سے متعلق پراجیکٹس کر کے اپنا خرچہ خود اٹھاتے تھے۔ اسکے علاوہ بی بی اے کے بعد انہوں نے کچھ کورسز ایسے کیئے کے پھر وہ موٹیویشنل سیمینارز مختلف یونیورسٹیز کے لئے کرتے تھے۔ وہ ہمیشہ سے ذمہ دار تھا۔ لہذا بہت جلدی اس نے خود کو اسٹیبلش کرنے کا سوچا۔

اب اس نے انشال کے ساتھ بزنس کا پلین کیا تھا۔ ٹینڈرز انہیں مل چکے تھے۔ خلیل صاحب نے بھی اپنا سرمایہ اس کو اپنے بزنس میں انویسٹ کرنے کا کہا۔

انہوں نے آفس لوکیشن دیکھ رکھی تھی۔ اب مسئلہ مارنگ میں آفس کو دیکھنے کا تھا۔ مگر اب خلیل صاحب کی واپسی کا سن کر وہ مطمئن ہو گیا تھا کہ مارنگ میں وہ اور ایوننگ میں انشال اور وہ خود آفس کو دیکھ لیں گے۔ کچھ عرصہ پہلے ہی اس نے اپنا گھر کرائے داروں سے خالی کروایا تھا۔

وہاں تھوڑی بہت مرمت کروانے کا کام تھا۔ ابھی وہ اپنے ایک دوست کا نمبر ڈھونڈ ہی رہا تھا جس سے گھر کی رینویشن کروادے کہ انشال کی کال آئی۔

"میں نے جان بوجھ کر فون لیٹ کیا ہے" انشال کی شرارتی آواز پر وہ مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔

"چلو اب جلدی سے بتاؤ کیا انفارمیشن ملی ہے" اس نے کوشش کی کہ وہ اپنا لہجہ تھوڑا سراسر رکھے۔

"اوئے ہوئے رومیو" انشال نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔ اور پھر جو انفارمیشن انشال نے بتائی اسکے بعد کسی شک کی گنجائش نہیں تھی کہ یہ میمنہ ابی اسکی منا ہے۔ وہ پہلے ہی دن اسکے نام پر چوکا ضرور تھا اسکے چہرے میں بھی کوئی عکس نظر آتا تھا۔ مگر تب کی دوچٹیا کرنے والی منا اور اب کی اسکا رف میں لپٹی۔ خوبصورت نقوش والی میمنہ



میں بہر حال بہت فرق تھا۔ مگر کچھ دن تو اس نے خود کو جھٹلایا پھر آخر ایک دن ایڈمن آفس جا کر اسکی معلومات  
 لیٹی چاہئیں تو ان لوگوں نے بتانے سے انکار کر دیا کہ اس طرح وہ کسی کی انفارمیشن لیک نہیں کرتے۔  
 اور کل رات یہ جان کر کہ وہ انشال کے چچا کے آفس میں کام کرتی ہے اس نے وقت ضائع کیئے بغیر اسکی معلومات  
 لینے کا سوچا وہ جانتا تھا کہ انشال یہ کام آسانی سے کروالے گا۔ اور وہی ہوا۔  
 "چل اب یہ بتا کہ ماجرا کیا ہے" وہ جانتا تھا اب تو انشال آسانی سے اسے چھوڑنے والا نہیں۔  
 "ماجرا یہ ہے کہ وہ تمہاری بھابھی ہے" ودان نے شرارتی لہجے میں کہا۔  
 "کیا کہہ رہا ہے کہیں رات مین کوئی خواب و اب تو نہیں دیکھ لیا۔ وہ تجھے گھاس نہیں ڈالتی تو اسے میری بھابھی بنانے  
 پہ تلا ہے۔" وہ جانتا تھا کہ انشال کو یقین نہیں آئے گا۔  
 "کیونکہ وہ جانتی ہے کہ میں گھاس نہیں کھاتا" یہ کہتے ساتھ ہی اس نے اپنے نکاح کی کہانی اسے کہہ سنائی۔  
 "یار یہ تو عجیب ہی کہانی ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ اسے یاد ہو گا۔"  
 "یاد ہونا تو چاہیئے کیونکہ وہ اتنی چھوٹی نہیں تھی کہ یاد نہ رہے۔"  
 "تو اب دو دلوں کا ملن کیسے ہو گا"  
 "یار ایک تو تم یہ انڈین موزید دیکھنا بند کر دو۔۔۔۔۔ سیریلی اتنے چیپ ڈائلاگز بولتے ہو"  
 ودان نے اکتاہٹ سے کہا۔  
 "یار ابھی بابا آرہے ہیں بلکہ سب واپس آرہے ہیں نیکسٹ منٹھ انکو بتاؤں گا پھر کچھ دیکھتے ہیں" ابھی تو وہ خود اس  
 حقیقت پر کچھ حیران تھا۔

"چل یار میسٹ آف لک۔۔۔ شمین کو بتادوں "شمین اور انشال کی خاموش محبت سے وہ واقف تھا۔ دونوں ایک دوسرے کو پسند تو کرتے تھے مگر ابھی کہنے کی ہمت نہیں تھی۔

"جی نہیں ابھی صبر لڑکیاں ویسے بھی ہلکے پیٹ کی ہوتی ہیں جتنا مرضی منع کر لو آگے بات پہنچانی ہی ہوتی ہے۔ ابھی ویٹ کرو ابھی تو مجھے خود سمجھ نہیں آرہی کیسے ری ایکٹ کروں وہ جو کل تک دشمن اول تھی۔ اب۔۔۔"

"اب دشمن جان بن گئی ہے" انشال نے اسکی بات اچکتے ہوئے کہا۔ ودان بھی ہنس پڑا۔

"جی نہیں ابھی تنا بھی رو میو نہیں بنا" اس نے انشال سے زیادہ شاید خود کو جھٹلایا۔ دل اسکی جانب کیوں کھینچتا تھا یہ آج اسے اندازہ ہوا۔ اللہ نے تو اتنا پیار ارشتہ انکے مابین بنایا تھا وہ جو اسکی محرم تھی تو پھر کیوں نہ وہ اسکی جانب متوجہ ہوتا۔ انشال کا فون بند کر کے وہ گھر کے لان میں آکھڑا ہوا۔

بے ترتیب سوچیں تھیں۔ دل عجیب سی لے پر دھڑک رہا تھا۔ اس نے نکاح کے بعد سے بار بار خود کو صرف یہی باور کروایا تھا کہ وہ کسی کی امانت ہے اور اسے کبھی بھی کہیں بھی اس میں خیانت نہیں کرنی۔ اسے امید تھی کہ کبھی نہ کبھی وہ اسے ضرور ملے گی۔ اسے یہ مینہ سے کوئی افلاطونی محبت نہیں تھی۔ ہاں مگر اللہ کے بنائے ہوئے اس رشتہ کا پاس ضرور تھا جو انکے مابین تھا۔

"اسلام علیکم سوری تھوڑا لیٹ ہوگی راستے میں رش بہت تھا" وہ بیک اسٹیج آئی جہاں ودان بیٹھا موبائل ہاتھ میں لئیے ریلیکس انداز میں بیٹھا تھا۔ بلیک ڈنر سوٹ میں وائٹ شرٹ کے ساتھ بلیک ہی ٹائی لگائے وہ واقعی یونی کا چارمنگ بوائے لگ رہا تھا۔



"میک اپ کرنے میں اتنا ٹائم ویسٹ نہیں کرنا تھا نا" ایک نظریہ دینے کو دیکھا جو خود بھی بلیک نیٹ کے ڈریس میں بلیک ہی اسکارف لئیے دمک رہی تھی۔ اس کے چہرے سے نظر پھیر کر وہ واپس موبائل کی جانب متوجہ ہوا۔ اس تعلق کے پتہ لگنے کے بعد یہ اسکی اس سے پہلی ملاقات تھی۔ پچھلے کچھ دن ہو نہیں آسکا تھا گھر کی رینویشن میں بڑی تھی۔

سر کو بھی معلوم تھا کہ کمپیرنگ میں اسے کوئی مشکل نہیں ہوگی لہذا انہوں نے اسے کچھ نہیں کہا۔ "اس بات پر نو کمینٹس۔ اور دو دن سے آپ کہاں تھے اتنی مشکل سے تیاری کی میں نے ایٹ لیسٹ فائل ریہرسل تو اکٹھے کر لیتے۔ اب اگر کہیں کچھ خراب ہوا تو اسکے ذمہ دار آپ ہوں گے۔" اس نے چڑ کر کہتے ہوئے کہا۔ "آپ تو بہت جینٹلس ہیں" اس نے مسکراہٹ ہوئوں میں دباتے ہوئے گویا اسے چھیرا۔ ایک عجیب سا استحقاق وہ محسوس کر رہا تھا اسکے لئے۔

"الحمد للہ! میری تیاری تو بہت اچھی ہے جو لوگ اوور کانفیڈینٹ ہوتے ہیں ڈرنا ان کو چاہیئے" ودان کو اسکی تیاری پر جتاتے ہوئے وہ دور پڑی ایک کرسی پر جا کر بیٹھ گئی۔

جیسے ہی سر نے انکو اسٹیج پر جانے کا اشارہ کیا۔ وہ دونوں بیک اسٹیج سیڑھیاں چڑھنے لگے کہ یکدم میمنہ کا پاؤں لڑکھڑایا۔ ودان کی ساری توجہ اسکی جانب نہ ہوتی تو فیضانہ زمین بوس ہو جاتی۔ ودان نے فوراً اسکا بازو تھام کر اسے گرنے سے بچایا۔

"مس اوور کانفیڈنٹ دھیان سے" اسے ودان کی سرگوشی نما آواز آئی تو جھکے سے بازو چھڑایا۔ مائیک تک جاتے اسے کچھ لمحے لگے اپنا اعتماد بحال کرنے میں۔

"کتنے کیوٹ لگ رہے ہیں دونوں اکٹھے" ثمنین جو انشال کے ساتھ بیٹھی ان دونوں کو اسٹیج پر بولتا دیکھ رہی تھی سرگوشی نما آواز میں بولی۔

"ہمارے بارے میں کچھ کہا آپ نے" انشال سمجھ تو گیا تھا کہ کس کے بارے میں بات ہو رہی ہے پھر بھی معصوم بن کر اپنا تذکرہ چھیرا لائٹ پیچ فراک اور چوڑی دارپاجامے میں سبھی بنی ثمنین آج اس کے دل میں اتر رہی تھی۔

"جی نہیں ان دونوں کی بات کی ہے" انشال کو گھورتے بولی۔ جو بلیک ڈنر سوٹ میں بہت اچھا لگ رہا تھا۔

"آپ دونوں ہر وقت مرچیں کیوں چباتی ہیں" انشال نے اسے نظروں کے حصار میں رکھا۔

"کیونکہ آپ چاکلیٹ بہت زیادہ کھاتے ہیں" اسکا طنز سمجھتے ہوئے اس نے قہقہہ لگایا۔ سامنے کوئی پرفارمنس چل رہی تھی لہذا شور کے باعث کسی اور تک اسکی آواز نہیں گئی۔

"میں تو ہوں ہی بہت سوئیٹ مجھے چاکلیٹ کھانے کی زیادہ ضرورت نہیں"

"ایک بات پوچھ سکتا ہوں۔" اس نے اپنی گہری نظریں اس کے صبیح چہرے پر جماتے ہوئے پوچھا۔

"خیال سے سوال زیادہ پرسئل نہ ہو" اسکی نظروں کا مفہوم وہ سمجھ رہی تھی۔

"میں نے کبھی کسی سے فلرٹ نہیں کیا۔ میں نے اور ودان نے بہت صاف ستھری زندگی گزاری ہے۔ سو میں

زیادہ بات کو گھما پھرا کر کرنے کا قائل نہیں۔ کیا کوئی گنجائش نکل سکتی ہے کہ میں اپنے پیرنٹس کو آپکے گھر

بھیجوں" اس کی بات پر ثمنین کے چہرے پر جتنے رنگ بکھرے انشال کے لئیے انہیں شمار کرنا مشکل ہو گیا۔

"جی" بہت دقت سے وہ بولی۔ انشال نے پرسکون سانس لی۔

"بھینکس" بمشکل اسکے چہرے سے نظریں ہٹاتے ہوئے اس نے کہا۔



شو بہت اچھا ہو گیا۔ وہ دونوں اکٹھے آئے تھے سو واپس بھی اکٹھے جا رہا تھے۔ واپسی کے راستے پر انشال نے ودان کو بتایا کہ اس نے ڈھکے چھپے الفاظ میں تمہیں کو پروپوز کر دیا ہے۔

"تیری تیزیاں میرے سامنے تو کبھی کنفیس نہیں کیا اور اسے پروپوز بھی کر دیا اور خیر سے تجھے یہی جگہ ملی تھی پروپوز کرنے کو" ودان نے اسے تاسف سے دیکھا۔

"اگر میں کیلے میں ایسی کوئی بات کرتا تو جتنی جنگجویہ دونوں ہیں میرا سر سلامت نہیں رہتا۔ اسی لئے میں نے ایسی جگہ کا انتخاب کیا جہاں میں سیف رہوں۔۔۔ میرے خیال میں محبت جگہ اور وقت کا تعین کیئے بنا ہوتی ہے اور جب ہوتی ہے تو اسے پانے کے لئے دیر نہیں کرنی چاہیئے اور ویسے بھی میری تو بات چھوڑ تو نے کون سا بھی کنفیس کیا ہے

"انشال نے اسے گھیرتے ہوئے اپنی فیلنگز بھی بتائیں۔

"میں نے ابھی تک اسکے لئے ایسا کچھ فیل ہی نہیں کیا" ودان نے فوراً کہا۔

"بیٹا تیری رگ رگ سے واقف ہوں۔ اتنی جلدی تو کہاں کسی پر کھلتا ہے" انشال کی بات پر وہ خاموش ہی رہا اور پھر یکدم ہاتھ بڑھا کر اسٹیر یو آن کیا

Sleeping at last

کا سانگ لگا ہوا تھا۔ اسے سنتے کچھ دیر پہلے میمنہ کے گرنے اور اسے تھام لینے کا منظر اسکی آنکھوں کے سامنے سے گزرا

I've waited a hundred years

But I'd wait a million more for you

Nothing prepared me for  
What the privilege of being yours would do  
If I had only felt the warmth within your touch  
If I had only seen how you smile when you blush  
Or how you curl your lip when you concentrate enough  
Well I would have known  
What I was living for all along  
What I've been living for  
Your love is my turning page  
Where only the sweetest words remain  
I surrender who I've been for who you are  
For nothing makes me stronger than your fragile heart  
If I had only felt how it feels to be yours  
Well I would have known  
What I've been living for all along  
What I've been living for



عجیب سا احساس تھا جسے وہ کوئی نام نہیں دے پارہا تھا

گلے دن جیسے ہی وہ یونیورسٹی آئی میززدیکھ کر وہ حیران رہ گئی۔ جگہ جگہ لڑکے سر پر کالی پٹیاں باندھے کھڑے تھے۔  
"یہ آج کیا ہو رہا ہے" لان میں ہی ثمنین نظر آگئی۔ میمنہ اسکی جانب بڑھتے ہوئے بولی۔  
"یار آج اپوزیشن لیڈر نے یونیورسٹی آنا ہے اور کوئی جلسہ کرنا ہے اسی کی تیاری ہو رہی ہے۔" ثمنین کو بھی کچھ دیر پہلے ہی معلوم ہوا تھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آج کلاسز نہیں ہوں گی" اس نے مایوسی سے کہا۔  
"پتہ نہیں یار چلو اندر کسی سے چل کر پوچھتے ہیں" کہتے ساتھ ہی وہ جونہی اسکا ہاتھ پکڑ کر اندر کی جانب بڑھی انشال سامنے سے آتا ہوا نظر آیا۔ ثمنین نے اس سے آنکھیں چرائیں جس کی آنکھیں اسے دیکھ کر چمک اٹھی تھیں۔  
"کیسی ہیں آپ لوگ" مسکراتے ہوئے اس نے دونوں کو مخاطب کیا۔  
"ہم تو ٹھیک ہیں یہ آج جو ایکٹوٹی ہو رہی ہے تو کیا کلاسز ہوں گی"  
"جی ہاں کیونکہ ابھی تو کلاسز آف ہونے کا کوئی نوٹس بورڈ پر نہیں لگا۔ میرے خیال میں تو ہوں گی۔" اس نے میمنہ کو دیکھتے ہوئے بتایا۔

"آج ویسے یا جوج ماجوج کی جوڑی کیسے ٹوٹ گئی" میمنہ کی بات پر انشال نے قہقہہ لگایا۔  
"اس میں یا جوج کون ہے اور ماجوج کون" اس نے بھی شرارتی انداز میں پوچھا۔  
"یہ ریسپانسیبلٹی میں نے آپکو دی آپ جو چاہے بن جائیں" میمنہ نے بھی ہنستے ہوئے کہا۔

"شکر کریں وہ ہے نہیں اگر وہ آپکے نادر خیالات سن لے تو آپکی خیر نہیں" ایسی ہی باتیں کرتے وہ کلاس میں داخل ہوئے۔

تین کلاسز کے بعد بارہ بجے کے قریب ٹیچر نے کہہ دیا کہ اگلی کلاسز نہیں ہوں گی۔

"چلیں آپ دونوں کو چھوڑ آتے ہیں" انشال نے کلاس سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

"ہاں اس وقت تو میرا ڈرائیور بھی نہیں ہو گا سو ہمیں اب آپ سے لفٹ ہی لینا پڑھے گی۔" شمین نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ ودان بھی پاس ہی کھڑا ہوا تھا۔

"میں اپنی دو بکس کل لا بیریئرین کے پاس رکھوا کر گئی تھی اگر آپ لوگوں کے پاس ٹائم ہو تو پلیز میں لے آؤں" اس نے انشال سے پوچھا۔

"ہاں پلیز آپ لے آئیں۔" انشال کی اجازت ملتے ساتھ ہی وہ لا بیریئرین کی جانب مڑی۔

کاریڈورز بالکل سناں تھے سب سٹوڈنٹس جاچکے تھے۔ وہ تیزی سے لا بیریئرین کی جانب بڑھی۔

اندر گئی تو کوئی بھی نظر نہیں آیا۔ وہ جھنجھلائی ہوئی جیسے ہی لا بیریئرین کے آفس کی جانب بڑھی کہ شاید وہ وہاں بیٹھا ہو اسے اپنے پیچھے کلک کی آواز آئی۔ اس نے جیسے ہی مڑ کر دیکھا شہاب کھڑا اسکی جانب حریص نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

یمنہ نے تیزی سے ہاتھ میں پکڑے موبائل کو غیر مکالماتی انداز میں پیچھے کرتے ہوئے اندازے سے کالز لاگ اوپن کیا۔ اس نے کچھ دیر پہلے ہی شمین کو کال ملائی تھی۔ لہذا اس نے اندازے سے انگوٹھے سے پہلی کال کو پریس کر دیا۔



"دروازہ کھولو" وہ لہجہ مضبوط کرتے ہوئے بولی۔

"آج تو یہ دروازہ تب ہی کھلے گا جب تم میرے ساتھ اپنا کوئی تعلق واضح کرو گی" اسکے گھٹیا مطالبے کا مطلب سمجھتے ہوئے اسکی حنفی معنوں میں جان نکلی۔

"دیکھو تمہارے اس تھپڑ کا بھی میں کوئی بدلہ نہیں لوں گا جس کی تپش آج بھی مجھے اپنے گال پر اسی طرح محسوس ہوتی ہے جیسی اس دن محسوس ہوئی تھی۔ بس تم میری محبت کا جواب محبت سے دے دو" اسکے قریب آتے ہوئے وہ بولا۔

"ایسا کبھی نہیں ہو سکتا میری زندگی میں کسی مرد کی کوئی گنجائش نہیں ہے" اس نے اسے ہاتھ کے اشارے سے وہیں رکنے کا کہتے ہوئے سختی سے کہا۔

"تیری تو۔۔۔" اس سے پہلے کے وہ کوئی عملی کاروائی کرتا۔ دروازہ زور سے دھڑ دھڑانے کی آواز آئی۔  
"دیکھو اگر تم نے کسی کو بتایا کہ میں نے یہ سب جان کر کیا ہے تو یاد رکھنا میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم کس ہاسٹل میں رہتی ہو اور کس آفس میں کام کرتی ہو تمہیں اٹھوانا میرے لئے کوئی مشکل نہیں۔" ہونٹ بھینچتے ہوئے وہ جلدی جلدی بولا۔

جیسے ہی اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا وہ ان نے اندر آتے ہی اسے گریبان سے پکڑا۔  
"میں نے تمہیں وارن کیا تھا نہ کہہ اس سب کو اتنا مت بڑھاؤ" وہ غصے سے اسے دھکیلتا ہوا ٹیبل کی جانب لے گیا۔  
"کیا کہہ رہے ہو میں نے کچھ نہیں کیا غلطی سے دروازہ بند ہو گیا تھا۔۔۔" اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتا وہ ان نے ایک زوردار تھپڑ اسکے منہ پر مارا۔

"بکو اس مت کرو میں سب کچھ سن چکا ہوں" اس نے غصے سے دھاڑتے ہوئے شمعین کا فون آگے کیا جس پر  
یمینہ کی کال ابھی بھی آئی ہوئی تھی۔

شہاب اپنی جگہ چورسا بن گیا۔

"میں نے تمہیں پہلے بھی کہا تھا اس سب کو اس نہج پر لے کر مت جاؤ کہ میں تمہارے پول کھول دوں مگر اب مجھے  
لگ رہا ہے کہ یہ سب ناگزیر ہو گیا ہے" ودان نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"تمہارا تو علاج میں جلد کرو اتنا ہوں۔۔۔ چلی" اسے دھمکاتے ہوئے اس نے یمینہ کو چلنے کا اشارہ کیا۔

"کہاں چلنا ہے ابھی" انشال نے گاڑی چلاتے ہی ودان سے پوچھا۔

"ابھی تو ان کو بھی میرے فلیٹ پر لے کر چلو" اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

وہ یمینہ سے بہت کچھ پوچھنا چاہتا تھا اور وہ اکیلی کبھی اسکے فلیٹ نہ جاتی لہذا اسے یہ قدم اٹھانا پڑا۔

شہاب کی باتوں سے اتنا تو وہ جان گیا تھا کہ یمینہ سے اسے کوئی خارتھی جس کی بدلہ وہ آج لینا چاہتا تھا۔

یمینہ کی حاضر دماغی نے نہ صرف اسے بچایا تھا بلکہ ودان کی عزت کو بھی بچالیا تھا۔

یمینہ نے گو کہ بہادری کا مظاہرہ تو کر دیا تھا مگر وہ ابھی تک شکاڈ تھی۔ دل میں ودان کو دیکھ کر کسی خواہش نے

شدت سے سراٹھایا مگر اس نے خود کو جھٹلایا۔ وہ آج خود کو بہت تنہا محسوس کر رہی تھی۔ دو آنسو اسکی آنکھوں سے

گر کر ہتھیلی پر پڑے۔

سب اس وقت خاموش اور شکاڈ تھے۔

ان سب کی یہ خاموشی ودان کے فلیٹ میں آنے تک نہیں ٹوٹی۔



ودان نے سب کو لاؤنچ میں بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود ان کے لیئے جوس نکال کر لایا۔

یمینہ کی جانب گلاس بڑھانے کے بعد اسکے سامنے رکھے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"وہ کس تھپڑ کی بات کر رہا تھا کیا ہوا تھا اس یونیورسٹی سے پہلے ایسا کیا ہوا تھا کہ اس نے آپ سے بدلہ لینے کا سوچا"

ودان نے یمینہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"یہ میرا بہت ہی پرسنل معاملہ ہے آپ کا شکریہ کہ آپ نے میری مدد کی مگر اس سے آگے میں آپ کو کچھ نہیں بتا سکتی۔ میں کیوں بتاؤں" اس نے حیرت سے ودان کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ان کے درمیان کبھی بھی اتنی بے تکلفی نہیں رہی تھی کہ وہ اس سے اپنے مسئلے شئیر کرتی

"بتانا تو آپ کو پڑے گا۔ کیونکہ آپ کا اور میرا کچھ بھی پرسنل نہیں" اس نے سنجیدگی سے کہتے اسے کچھ باور کروانا چاہا۔  
کہنا کیا چاہتے ہیں آپ" اس نے بے یقینی سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"جو نکاح ہمارے درمیان اتنے سال پہلے ہوا تھا اس نے مجھے یہ حق دیا ہے کہ میں آپ سے آپ کی زندگی کے بارے میں ہر طرح کا سوال کر سکتا ہوں" ودان کے مضبوط لہجے نے ناصر فیمینہ کو ہلا کر رکھ دیا بلکہ شمیم کو بھی چونکا دیا۔

تو کیا وہ شک جو اس کے نام سے اسے ہوا تھا وہ شک نہیں حقیقت تھی۔ جس وقت اس نے آخری مرتبہ ودان کو دیکھا تھا تب وہ سکول بوائے تھا۔ تب کے ودان میں اور اب کے ودان میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ کلین شیو تھا۔ اور پتلا سا جسم جیسے عموماً اتنی عمر کے لڑکوں کا ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ آواز کے وکلز بھی تب

پر اسم اردو ناولز

بدل رہے تھے۔ اسی لئے وہ اسے پہچان ہی نہیں پائی۔ ویسے بھی نکاح سے پہلے بھی ان کی کبھی آپس میں نہیں بنی تھی۔

وہ تو حیرت سے کچھ بول ہی نہیں پائی۔

"یہ سب کیا ہے۔ کس کا نکاح اور۔۔۔" ثمنین بھی بے پناہ حیرت کا شکار تھی۔ میمنہ نے تو کبھی اسے اپنے نکاح کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔ اس نے حیران نظروں سے انشال کی جانب دیکھا جس کا چہرہ پر سکون تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ سب کچھ جانتا تھا

مجھے بھی کچھ دن پہلے پتہ چلا ہے کہ جس رات آپکے آفس کے ڈنر پر میں اور انشال آئے تھے۔ اسی رات میں نے انشال کو آپکی انفارمیشن پتہ کروانے کا کہا تھا۔

اسکے بچانے آپکا سارا بیوڈیٹا بنادیا اور وہ شک جو پہلے دن آپکا کلاس میں نام سن کر ہوا تھا وہ یقین میں بدل گیا۔ کیا آپکو کبھی میرے نام پر شک نہیں ہوا تھا۔" ودان نے سب حقیقت بتاتے اس سے پوچھا۔ آج تو اسکے لہجے کا انداز ہی اور تھا

"مجھے بھی ہوا تھا۔ لیکن آپ اتنے چینج ہو چکے ہیں کہ بس ایک شک ہی رہا۔ میں نے سوچا ضروری تھوڑی ہے کہ ایک آپ ہی دنیا میں ودان خلیل ہوں ہو سکتا ہے کوئی اور ہو۔ اور میں کیسے بنا تصدیق کے ایک بندے سے جا کر پوچھ لیتی کہ آپ ہی میرے چچا کے بیٹے ودان ہیں" اس نے سر جھکائے سادگی سے کہا۔

"اب کوئی مجھے بھی کچھ بتائے گا یا میں بے وقوفوں کی طرح آپ تینوں کو دیکھتی رہوں" ثمنین کو اپنے بے خبر ہونے کا غصہ تھا۔



انشال نے اسے غصے سے تکرار کرتے دیکھ کر ودان اور یمینہ کے نکاح کی ساری بات بتائی۔

"یا اللہ کتنی بے وفادوست ہو کبھی جو تم نے مجھے ہوا لگنے دی ہو" اب اس نے غصے سے یمینہ کو دیکھا۔

"سوری یار" وہ تو ابھی تک خود بے یقین تھی کہ جس رشتے کی ملنے کی آس وہ کھو بیٹھی تھی وہ اچانک سے ودان کے روپ میں سامنے آگیا تھا۔

"آپ کے چچا آپ کو کہاں لے گئے تھے میں آپ کے آبائی گاؤں تک آپ لوگوں کا پتہ کرنے آیا تھا" ودان نے پھر سے سوالات کا سلسلہ شروع کیا۔

اور یمینہ نے اسے ساری کہانی بتائی کے کیسے وہ اپنے چچا اور دادی کے ساتھ شہاب کے گاؤں پہنچی۔

"اور یہ تھپڑ والا کیا سین تھا" اب وہ دوبارہ اسی بات کی جانب آیا۔

یمینہ نے اسے زوبیہ پھوپھو کی مہندی پر ہونے والے اس ناخوشگوار واقعے کی تفصیل بتائی۔

ودان نے غصے اور غیرت سے اپنے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچیں۔

"اس کا کچھ کرنا پڑے گا" اس نے انشال کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"کرتے ہیں تو ٹینشن نہ لے" اس نے ودان کو تشلی دلائی۔ اس کے والد کا بہت اوپر تک اثر و رسوخ تھا۔ اب ان سے مدد لینا ناگزیر ہو گئی تھی۔

"چچا، چچی سب کیسے ہیں" حیرت سے نکل کر جب وہ کچھ باہر آئی تو یکدم یمینہ کو سب کا خیال آیا۔

"بالکل ٹھیک ہیں اگلے مہینے پاکستان شفٹ ہو رہے ہیں۔ میں نے ابھی ان کو کچھ نہیں بتایا آپ کے بارے میں۔

سرپرستوں کا آپ کو ساتھ گھر لے جا کر۔" ودان نے ہلکی سی مسکراہٹ سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

کیا کیا نہ یاد آیا تھا اسے۔ مصباح چچی اور خلیل چچا کی تو وہ جان تھی۔ پرانی یادیں آنسو بن کر اسکی آنکھوں سے بہنے لگیں۔

ثمین جو اسکے قریب ہی بیٹھی تھی یکدم اسے ساتھ لگا لیا۔

"کیا ہے آپ نے میری دوست کو رلا دیا۔" ثمین نے مصنوعی خفگی سے ودان کو گھورا۔ جو خود بھی سفیر چچا کو یاد کر کے جذباتی ہو گیا تھا مگر مرد تھا نہ رو نہیں سکتا تھا۔

خاموشی سے نظریں جھکا کر بیٹھ گیا۔ پھر بے بسی سے روتی ہوئی یمینہ کو دیکھا انکے درمیان کبھی بھی اتنے خوشگوار تعلقات نہیں رہے تھے کہ وہ اسکے پاس بیٹھ کر اسے چپ کر واتا۔

"اچھا سنیں" یکدم انشال کی آواز آئی۔ وہ سیدھی ہو کر بیٹھی آنسو صاف کیئے۔ آنکھیں جھکی ہوئی ہی تھیں۔

"اب میں آپکو بھابھی کہہ سکتا ہوں" اس نے شرارتی لہجے میں یمینہ کو مخاطب کرتے ماحول کو بہتر کرنا چاہا۔ "جی نہیں" ودان کے سامنے بیٹھ کر اسکا شرمانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

"اوکے" اس نے ہنستے ہوئے ودان کو ایسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو "بیٹا ابھی دال نہیں گلنے والی"

"اور پلیز ابھی یہ بات صرف ہمارے درمیان رہے یونیورسٹی میں کسی کو پتہ نہ چلے میں سکون سے ابھی پڑھنا چاہتی ہوں" اس نے سب کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہم کون سا اشتہار لگانے جارہے ہیں۔ میں بھی ابھی یہ سب انورڈ نہیں کر سکتا" ودان نے برا مناتے ہوئے کہا وہ دونوں واپس اپنے خول میں سمٹ گئے۔

پر اکرم اردو ناولز



ویسے واقعی ودان بھائی کیا آپ اتنے ہی چینیج ہو گئے کہ یمینہ آپکو پہچان نہیں سکی۔ ثمنین نے حیرت سے پوچھا۔

"اسکی جوانی کی تصویریں دیکھ کر تو میں بھی حیران رہ گیا تھا۔ پورا چھلا ہوا آلو تھا" انشال کی بات پر یمینہ کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آگئی۔

"کوئی اور بکواس رگئی ہے تو وہ بھی کر دے" یمینہ کی مسکراہٹ نے جلتی پر تیلی کا کام کیا۔

"چلیں اب آپ دونوں کو گھر ڈراپ کر آؤں اور اپنے متوقع سسرال کا پتہ بھی کر آؤں" وہ جو انشال کی بات پر اپنی چیزیں سمیٹ رہی تھی یکدم حیرت سے اسکی جانب دیکھنے لگی۔

"انشال" ثمنین انشال کی شرارت پر یکدم چیخنی۔

"ابھی ایسا کچھ نہیں ہوا" اس نے انشال کی مسکراتی نظروں سے نروس ہوتے ہوئے کہا۔ ودان اور انشال ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہنسنے۔

"کیا کہہ رہے ہیں" یمینہ نے حیرت سے انہیں اور پھر ثمنین کے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھا۔

"آپ چلیں میں راستے میں آپکو بتاتا ہوں" انشال نے بمشکل اپنی ہنسی کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔

"تو آج بی جمالو کارول پلے کرے گا"

"ہاں نہ ابھی دونوں سکھیوں کی لڑائی کرواؤں گا" ودان کی بات پر اس نے بھی شرارتی لہجے میں کہا۔

"جی نہیں یمینہ کبھی بھی مجھ سے نہیں لڑے گی" ثمنین نے مضبوط لہجے میں کہا۔

"وہ تو ابھی پتہ چل جائے گا"

پر اہم اردو ناولز

"آپ سب کی باتیں سنتے ایسا محسوس ہو رہا ہے کسی ایلین زبان میں بات کر رہے ہیں کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا مجھے"  
میمینہ نے اپنی لاعلمی پر انہیں لتاڑا۔

"بتاتا ہوں" انشال نے انہیں چلنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر واقعی سارے راستے ان دونوں کی لڑائی ہوئی اور انشال محظوظ ہوتا رہا

اور اس دن کے بعد سے وہ دونوں یونیورسٹی میں ویسے ہی رہے ایک دوسرے سے خار کھائے ہوئے۔ اس رشتے کی حق یقت کو دونوں ماننے میں متامل تھے یا پری ٹینڈ کر رہے تھے۔ یہ دونوں نہیں جانتے تھے۔ ہاں اتنا ضرور ہوا تھا کہ دونوں نے ایک دوسرے کے ساتھ اپنا موبائل نمبر ایلیمنج کر لیا تھا۔ اسی میں مہینہ کیسے گزرا پتہ ہی نہیں چلا اور خلیل صاحب اور انکی فمیلی کے واپس آنے کا دن قریب آگیا۔ رات میں وہ ہاسٹل کے کمرے میں بیٹھی اسائنمنٹ بنا رہی تھی کہ موبائل پر ڈریگن کالنگ کا نام بلنک ہونے لگا۔ اس نے ودان کا نام ڈریگن کے نام سے سیو کیا ہوا تھا۔

"ہیلو" اس نے کچھ حیران ہوتے چھٹی بیل پر فون اٹھایا کیونکہ ودان نے اتنے دنوں میں کبھی اسے کال یا کوئی میسج نہیں کیا تھا۔ جس طری وہ اسے انگور کرتا تھا وہ اس سے زیادہ اسے انگور کرتی تھی۔

"کل سب واپس آرہے ہیں۔ آپ چلیں گی میرے ساتھ انہیں ریسیو کرنے" نا جانے دل میں کیا آیا کہ ودان نے اسے ساتھ لے جانے کا سوچا۔

پرام اردو ناولز



"آپکو پوچھنا نہیں چاہیے تھا بس کہہ دیتے کے میں اس ٹائم پر آرہا ہوں۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ چچا چچی سے ملنے کے لئے میں کبھی انکار کرتی" انکے مابین رشتے نے تو نہیں ہاں مگر انکے ساتھ جڑے کچھ رشتوں نے انکے درمیان ایک مان کا رشتہ ضرور برقرار رکھا تھا۔

"کیا مجھے ایسا کوئی حق ہے" ودان کے سوال پر پہلی مرتبہ اسکا دل اس رشتے کی حق یقت کو ماننے ہوئے دھڑکا۔ مگر اس نے سختی سے اپنے دل کو سمجھایا۔ اس نے کبھی اس رشتے کو اس انداز میں سوچا ہی نہیں تھا جس میں عام لڑکیاں سوچتی ہیں یا پھر لڑکی ہو کر بھی اسکے اندر چونکہ لڑکیوں والی کوئی بات نہیں تھی لہذا وہ ایسا کچھ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی۔ یا پھر وہ ابھی ودان کی اپنے لئے فیملنگز سے بھی بے خبر تھی نہ اس نے کبھی کوئی ایسا احساس دلایا تھا وہ ویسا ہی اجنبی تھا جیسے اس رشتے کو جاننے سے پہلے تھا تو پھر وہ لڑکی ہوتے ہوئے اپنی نسوانیت کو کیسے نیچا کرتی۔ وہ بری طرح کنفیوز تھی اس رشتے کو لے کر۔

"کس وقت جانا ہے" اس نے ودان کے سوال کو نظر انداز کیا۔

"میں صبح سات بجے آپکو پک کرنے آجاؤں گا۔ اپنے ہاسٹل کا ایڈریس مجھے ٹیکسٹ کر دیں" اس نے کہتے ساتھ ہی فون رکھ دیا اسے میج بھیجتے ساتھ ہی وہ وارڈن سے صبح اپنے جلدی جانے کی پریشانی لینے چل پڑی۔ کیونکہ اگلے دن ہفتہ تھا اور اسے یونیورسٹی سے آف ہوتا تھا لہذا وارڈن کو بتانا ضروری تھا۔

پر اسم اردو ناولز

رات ساری وہ صبح سے سوہی نہیں پائی ان سب سے ملنے کے خیال سے ہی دل کی جالت عجیب ہو رہی تھی ساری رات ماضی کو یاد کرتے اور آنسو برساتے گزری۔ صبح ساڑھے چھ بجے ودان کا بیج آیاریڈی ہونے کا وہ اپنے فلیٹ سے نکل رہا تھا۔

یمینہ تو کب کی تیار ہو چکی تھی۔ جلدی جلدی ناشتہ کیا حالانکہ خوشی کے باعث بھوک پیاس سب اڑی ہوئی تھی۔ مگر وہاں کتنا ٹائم لگ جاتا کچھ اندازہ نہیں تھا۔ پورے سات بجے کام والی اماں جی ودان کے آنے کا پیغام لے کر آئیں۔ ودان وارڈن کے پاس بیٹھا انہیں بتا چکا تھا کہ وہ اس کا رشتہ دار ہے اپنا کائنٹیکٹ نمبر سب لکھوایا تاکہ پھر بھی کبھی وہ اس سے ملنے آئے تو یمینہ کی پوزیشن مشکوک نہ ہو۔

پہلی مرتبہ یمینہ کے دل میں اسکے لیے نرم گوشہ پیدا ہوا۔

"چلیں" اس آتا دیکھ کر وہ جو کرسی پر بیٹھا وارڈن سے باتیں کر رہا تھا اٹھ کھڑا ہوا۔

وائٹ شلوار قمیض میں بازو فالڈ کیئے وہ ہلکی سی شیو میں وہ واقعی یمینہ کو بھی آج ڈیشنگ لگا۔

اس نے آہستہ سے سر ہلایا لائٹ پنک اور پیچ شرٹ اور ٹراؤزر پہنے پیچ سکارف لپیٹے وہ ہمیشہ کی طرح گریس فل اور خوبصورت لگ رہی تھی۔

ودان نے آگے بڑھ کر اسکے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا اور پھر خود بھی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔

ودان کے لیے یہ پہلا موقع تھا کہ وہ کسی لڑکی کو یوں اپنے ہمراہ بٹھا کر سفر کر رہا تھا۔

اور پہلی مرتبہ ہی ایسا ہوا تھا کہ کسی لڑکی موجودگی اسے اریٹ نہیں کر رہی تھی۔ یقیناً یہ اس حلال رشتے کی وجہ سے جس سے اللہ نے ان دونوں کی زندگی کی ڈور باندھ دی تھی۔ اس نے مڑ کر اسکی متورم آنکھوں کو دیکھا۔ کیسی بات



تھی کچھ کہے بنا ہی وہ جان گیا تھا کہ وہ ساری رات اس پر بہت بھاری گزری ہوگی۔ سب کتنے پر جوش ہو جائیں گے  
 یمینہ سے مل کر اور بابا شاید وہ عرصے بعد پر سکون ہوں گے۔ اب اسکی سوچوں کا رخ گھر والوں کی جانب مڑا۔  
 دونوں خاموش اور اپنی سوچوں میں گم تھے۔ انہی سوچوں میں ایئر پورٹ آگیا۔ گاڑی پارک کر کے وہ دونوں  
 اترے۔ گاڑی کولاک کر کے وہ اسے لئیے آگے بڑھا کہ سائیڈ سے آتا ایک لڑکا یمینہ سے ٹکرایا۔ جو اس سے دو قدم  
 پیچھے چل رہی تھی۔ "اوپس کی آواز سن کے اس نے مڑ کر دیکھا۔ نجانے وہ جان بوجھ کر ٹکرایا تھا یا غلطی سے۔  
 "دیکھ کر نہیں چل سکتے آپ" وہ ان دو قدم پیچھے آتے اس سے سر دلچے میں بولا۔

"سوری سر غلطی سے ہو گیا" وہ ان نے ناگواری سے اسے دیکھا اور یمینہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے قریب کرتا چل پڑا۔  
 اس نے حیران ہو کر اسکی جانب دیکھا آج تو وہ اسے حیران کرنے پر تلاء ہوا تھا۔ یمینہ کے لئے یہ استحقاق بھرا لمحہ وہ  
 عجیب سی کیفیت سے دوچار ہوئی۔

وہ دونوں ویٹنگ ایریا میں آکر کھڑے ہو گئے۔ فلائیٹ لینڈ کرنے کی اناؤنسمنٹ ہو چکی تھی۔ یمینہ کا دل  
 تیز تیز دھڑک رہا تھا۔ سامنے لٹکی لیل سی ڈی میں وہ لوگ انہیں باہر آتا دیکھ رہے تھے۔  
 جیسے ہی وہ لوگ نظر آئے وہ ان تھوڑا سا آگے بڑھا جبکہ یمینہ وہیں کھڑی رہی وہ تو ابھی جانتے بھی نہیں تھے تو  
 وہ کیسے ایک دم سے انکی جانب بڑھ جاتی۔ باوقار سے خلیل چاچو اور گریس فل سی مصباح چچی کو اس نے محبت پاش  
 نظروں سے دیکھا۔ انکے پیچھے پیاری سی ایک لڑکی یقیناً رحمہ تھی اور ایک ہینڈ سم سالز کا سجان تھا۔ وقت نے کتنا کچھ  
 بدل دیا تھا۔ وہ پیچھے کھڑی حسرت سے ان سب کو گلے ملتے دیکھ رہی تھی۔

پر اکم اردو ناولز

ودان نے سب سے مل کر پیچھے مڑ کر یمینہ کو دیکھا اور پاس آنے کا اشارہ کیا۔ سب نے حیران نظروں سے اسکی جانب دیکھا۔

مصباح تو یکدم پریشان ہوئیں۔ کہیں ودان نے کوئی لڑکی۔۔ انہوں نے سوچا۔ یمینہ کی جگہ کسی اور لڑکی کو اپنی بہو کے روپ میں دیکھنے کا خیال ہی ان کے لئے سوہان روح تھا۔

یمینہ کے پاس آتے ہی ودان نے مسکراتے ہوئے خلیل صاحب اور مصباح کی جانب دیکھا۔  
"میٹ یور بہو" اتنا کہہ کر وہ خاموش ہوا اور انکی الجھن میں اضافہ کیا۔

"یمینہ ودان" اسکے اتنا کہتے ہی مصباح کی آنکھوں سے آنسو جھڑی کی صورت گرے اور خلیل صاحب نے ہاتھ بڑھا کر اسے خود میں بھینچتے اپنے آنسو کو آنکھوں سے گرنے سے نہ روکا۔

یمینہ کسی ننھے بچے کی طرح انکے ساتھ لگ گئی۔ انکے ساتھ لپٹے ہوئے اسے سفیر صاحب کی خوشبو محسوس ہوئی۔ اس نے بے اختیار آنکھیں بند کر کے پورے حق سے اس خوشبو کو محسوس کیا۔ رورو کر اسکی ہچکی بندھ گئی۔  
چچا سے ملنے کے بعد وہ چچی سے ملی جنہوں نے ماں کی طرح اسے خود میں سمیٹ لیا۔ رحمہ بھی بڑھ کر ان دونوں کے ساتھ لگ گئی۔

"تھینک یو میٹا" خلیل صاحب نے اپنے آنسو صاف کرتے ودان سے کہا۔ جو خلیل صاحب کے کندھے پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا۔

"پلیز بابا" اس نے محبت سے انہیں ٹوکا۔

پر اتم اردو ناولز



"بس کریں لیڈیز مجھے بھی اپنی بھابھی سے ملنے دیں اور آئم شیور میں انکی طرح آپکوراؤں گا نہیں" سبحان نے آگے بڑھتے یمینہ کو کندھوں سے تھام کر مصبای سے الگ کرتے اپنے ساتھ لگاتے پیار سے اسکے آنسو صاف کرتے کہا۔

اسکی بات پر سب ہنس پڑے اور آنسوؤں کی آمیزش میں گھلی یہ مسکراہٹ ودان کو مسمرانز کر گئی۔ اسکی نظروں نے کچھ پل اس دشمن جان کے چہرے سے ہٹنے سے انکار کیا۔

یمینہ نے ہنستے ہوئے سبحان کے بال بگاڑے۔ چند لمحوں میں وہ اتنے پیارے رشتوں کی محبت سے مالا مال ہو گئی تھی۔ بہت کٹھن سفر اس نے تنہا کاٹا تھا مگر منزل اتنی خوبصورتی سے اسے مل جائے گی وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

ابھی کچھ دن پہلے وہ کتنی تنہا تھی اور اب۔ اس نے بے اختیار ودان کی جانب دیکھا۔ جو سامان والی ٹرالی چلاتے چچا سے کوئی بات کہہ رہا تھا۔ یہ سب رشتے اسے اسی ایک شخص کی بدولت تو ملے تھے۔ آج وہ اسے ویسا ہی پیارا لگ رہا تھا جیسی تعریفیں وہ لڑکیوں سے اسکی سنتی تھی۔

گاڑی میں بیٹھتے نجانے کیا ہوا اس نے موبائل میں میسج ٹائپ کیا اور ودان کو سینڈ کیا۔  
گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے اسکے موبائل کی میسج ٹون بجی۔

جیسے ہی اس نے موبائل آن کیا ویسپائر کا میسج دیکھا۔ ودان نے اس کا نام ویسپائر کے نام سے سیو کیا ہوا تھا۔  
میسج اوپن کیا تو تھینک یو کا میسج تھا۔ اس نے موبائل بند کر کے ڈیش بورڈ پر رکھ دیا۔

یمینہ جو کہ اسے ہی دیکھ رہی تھی اپنے انور کیئے جانے پر ششدر رہ گئی۔ اپنی کچھ دیر پہلے کی سوچوں پر مٹی ڈالی۔

"ہم مغرور انسان بندہ کوئی یورویکم یا مینشن ناٹ ہی لکھ دیتا ہے یہ ہے ہی نہیں اس قابل کے میں اسکے بارے میں کچھ اچھا سوچوں" غصے سے پیچ و تاب کھاتے اس نے سوچا۔  
ودان جانتا تھا کہ اسکے انور کرنے پر وہ چڑے گی۔ اور اب اسے چڑانے میں مزہ آتا تھا۔ اس نے بیک ویو مر میں اسکی غصے والی شکل دیکھی اور زیر لب مسکرایا۔

گاڑی انکے گھر میں داخل ہوئی تو بچپن کے سب واقعات کسی فلم کی طرح نظروں کے سامنے گزرے۔ ودان نے پچھلے دنوں بہت سی چیزیں تبدیل کروادیں تھیں اور بہت سی فی چیزوں کا اضافہ کروادیا تھا۔ اسکے باوجود اس گھر کی خوشبو ویسی ہی تھی۔

کچھ دیر وہ سب میٹھے باتیں کرتے رہے پھر تھکے ہوئے تھے سو اس نے خود ہی انکو زبردستی سونے کے لیے اٹھایا۔

ان سب کے جاتے ہی وہ ودان کے پاس آئی جولیل سی ڈی پر خبریں دیکھنے میں مصروف تھا۔  
"آپ مجھے مارکیٹ سے کچھ چیزیں لادیں گے۔ چچی ایک دم سے کہاں کچن کے کاموں میں مصروف ہوں گی تو میں سوچ رہی ہوں کہ ایک دو ہانڈیاں بنا کر فریزر کر جاؤں تاکہ کچھ دن وہ ریلیکس رہیں" وہ جلدی جلدی ایک کاغذ کچھ لکھتی اسے کہہ رہی تھی۔



کتنا ڈفرنٹ لگ رہا تھا اس کے منہ سے اسائنمنٹ کے علاوہ اس طرح کی پرسنل گفتگو سننا۔ ودان نے اس کے مصروف انداز کو دیکھتے ہوئے سوچا۔

"لائسنس میں لا دیتا ہوں" اس کے ہاتھ سے کاغذ لیتے ہوئے اس نے کہا۔ کچھ دیر بعد اس کی مطلوبہ چیزیں لے آئی۔ کچن کی سلیب پر رکھیں اور خود بھی وہیں کھڑا ہو گیا۔ میمنہ ایک ایک شاپرچیک کر رہی تھی۔

"بنانا کیا کیا ہے آپ نے" بالآخر اس نے پوچھا۔

ایک قورمہ سالن بنا دیتی ہوں، ایک منچورین اور ایک فیملی روم۔ سب ڈفرنٹ ہو جائے گا۔" وہ دونوں اس وقت نہایت ہی نارمل انداز میں باتیں کر رہے تھے۔ اگر انشال یا شمین میں سے کوئی انہیں اس طرح دیکھ لیتا تو یقیناً بے ہوش ہو جاتا۔

"لائسنس پھر آپ کی ہیلپ کرواتے ہیں اگر آپ کو ناگوار رہ گزرے تو" ودان نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ایک شرط پر آپ اس وقت یہ ایڈمٹ کریں گے کہ آپ میرے اسائنمنٹ کے طور پر ابھی یہاں کام کر رہے ہیں" اس کے مغرور انداز پر وہ مسکرایا۔

"اوکے باس" ودان نے فوراً مان لیا۔

وہ جلدی جلدی اسے سبزیاں کاٹ کر دے رہا تھا۔

"آپ کو یاد ہے چاچا فضل جو ہمارے پرانے کک تھے"

"ہاں اور ہم انہیں کتنا تنگ کرتے تھے" ودان کے کہنے پر اسے وہ کیوٹ سے چاچا فضل یاد آئے جو ودان لوگوں کے ہاں کچھ عرصہ کام کے لئے آئے تھے۔

"آج اگر وہ بھی یہاں ہوتے تو میں انہیں اسٹ کر رہا ہوتا" ودان کے شریر لہجے پر یمینہ کا ہماغ بھک سے اڑ گیا۔  
"چھوڑیں یہاں اور جائیں آپ باہر میں خود کر لوں گی سب" غصے میں وہ اس سے چھری لینے کے لئے جیسے ہی آگے ہوئی چھری کی تیز دھار اسکے ہاتھ پر کٹ لگا گئی۔

یکدم خون نکلا۔

"کیا ہو گیا ہے یار مذاق کر رہا تھا۔" ودان نے اسکے ہاتھ سے خون ٹپکتے دیکھ کر خفگی سے کہا۔ اور جیسے ہی اس کا ہاتھ پکڑنے کے لئے ہاتھ آگے کیا وہ اپنا ہاتھ پشت کے پیچھے لے گئی۔

"نو تھینک یو" غصے سے کہتی وہ مڑنے لگی کہ ودان نے اسے بازو سے پکڑ کر واپس اپنے سامنے کیا۔

"ہر وقت غصہ اچھا نہیں ہوتا ہاتھ آگے کریں" اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے وہ تشویش سے بولا۔

"نہیں کروں گی" اس نے بھی ضدی لہجے میں کہا حالانکہ تکلیف سے برا حال تھا۔

"آپکے خیال میں میں خود آپکا ہاتھ نہیں پکڑ سکتا تو نہایت غلط خیال ہے آپکا" اس کی چیلنج کرتی نظروں میں دیکھتے اس نے یمینہ کو جھٹکے سے خود سے لگاتے بازوؤں کے گھیرے میں لیا۔

وہ تو ششدر رہ گئی۔ اسکی اس حرکت پر وہ اتنی ساکت ہوئی کہ مزاحمت بھی نہ کر سکی

ودان نے آرام سے اسکا ہاتھ پکڑ کر آگے کیا۔

"چھوڑیں مجھے" ہوش آتے ہی وہ پھر سے ضدی لہجے میں بولی۔

"چھوڑ دوں گا۔ مجھے بھی ایسا کوئی شوق نہیں آپکے ساتھ رومانس کرنے کا مگر اس وقت آپ میری مہمان ہیں اور

میں نے چاہتا ہماری وجہ سے آپ کسی تکلیف سے گزریں۔ اب چپ چاپ یہاں بیٹھ جائیں۔" اس نے یمینہ کا ہاتھ



پکڑے نجانے اسے باور کروایا یا خود کو۔ اسے کچن میں موجود ٹیبل کے قریب رکھی چیئر پر بٹھایا۔ خود جلدی سے کچن کی ایک کیبنٹ سے ٹیبل اور کاٹن ٹکالی اسکا زخم صاف کیا پھر اٹھ کر کاٹن آئل میں ڈپ کر کے پیٹی لی اور اسکے ہاتھ پر باندھنے لگا۔

"کاش جتنی کئیر یہ شو کر رہا ہے اسکے دل میں بھی میری اتنی ہی کئیر ہوتی مگر اس رشتے کے حوالے سے جو ہمارے درمیان ہے "میمینہ نے اسے اپنے ہاتھ پر پیٹی باندھتے دیکھ کر سوچا۔

پھر خود ہی اپنی سوچ پر لاجول پڑھی۔ "میں کیا سوچے جا رہی ہوں یہ تو میرا دشمن اول ہے" اسکے ہاتھ پر پیٹی باندھ کر وہ اسے منع کرتا رہا مگر اس نے بھی سب بنا کر دم لیا۔ وہ سارا وقت اسکی مدد کرواتا رہا۔ مگر اب کوئی اور مذاق کرنے کی ہمت نہیں کی۔

کھانا کھا کر اس نے ان سے اجازت چاہی۔ رات کا "ارے کیوں بھی" مصباح نے حیرت سے پوچھا۔

"چچی آپ سب تھکے ہوئے ہیں میں ایک دو دن میں آؤں گی پھر ابھی آپ لوگ ریسٹ کریں" اس نے اٹھنے کے لئے پر تولے۔

"بھی اس کو جلد ہی یہاں لانے کا انتظام کریں" مصباح نے یکدم خلیل صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ودا ان اور میمینہ اس ذکر پر خفیف سے ہوئے۔

"کرتے ہے جلد بندوبست" انہوں نے مسکراتے ہوئے انہیں دیکھا۔

"جاؤ ودا ان ابھی منا کو چھوڑ آؤ" انہوں نے ان دونوں کی کیفیت دیکھتے ہوئے انہیں منظر سے ہٹایا۔

وہ سب سے مل کر گاڑی میں بیٹھی۔

وہ خاموشی سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔

اس نے ایک نظر اسکے زخمی ہاتھ کو دیکھا۔ دل تو کیا کہ اس ہاتھ کو تھام کر اسکی ساری تکلیف ختم کر دے۔ مگر جس بے اختیاری کا مظاہرہ وہ اس وقت کچن میں کر چکا تھا۔ ابھی دوبارہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ تو اسکی حیثیت کو قبول ہی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اور شاید وہ خود بھی ابھی اپنے رشتے کو ٹائم دینا چاہتا تھا۔ وہ اسکا ساتھ اپنے دل کی پوری آمادگی کے ساتھ چاہتا تھا۔ ایک دو لمحوں کے زیر اثر نہیں۔ جب تک اسکے لئیے یمینہ کے بغیر رہنا ناگزیر نہ ہو جاتا وہ اس رشتے کو آگے بڑھانا نہیں چاہتا تھا۔

ابھی تو دل پر ہلکا ہلکا اثر ہونا شروع ہوا تھا۔

"آئسکریم کھائیں گی" دور سے نظر آتے آئسکریم بار کو دیکھتے اچانک ہی اسے خیال آیا۔

"جی نہیں" وہ ابھی تک منہ پھلائے ہوئے تھی۔

اسکے جواب پر وہ مسکرایا۔

"اٹ واز آجوک" اس نے اسکا موڈ ٹھیک کرنا چاہا۔

"آپکے اور میرے درمیان مذاق کا کوئی رشتہ نہیں" سامنے دیکھتے وہ سنجیدہ لہجے میں بولی۔

"اور ویسے بھی آپ یہ جتا چکے ہیں کہ میں مہمان تھی تو مہمانوں سے اتنا بے تکلف نہیں ہوتے" اس نے اب کی بار

اسکی آنکھوں میں دیکھ کر طنز کیا۔ اسکی مسکراہٹ اور گہری ہوئی۔

"شدید نفرت شدید محبت کی علامت ہوتی ہے" اس کا لہجہ پھر سے شرارتی ہوا۔



"انہوں" اس نے ہنکارا بھرا۔

"ویسے میں بہت اچھا فیس ریڈر ہوں"

"ہم۔۔۔ اتنے کوئی آپ نجومی" اس نے سر جھٹکا۔

"اچھا باقی باتیں چھوڑیں آنسکریم کا بتائیں"

"آپکے پیسوں سے تو میں اب حیات بھی نہ پیوں" اس کا غصہ جوں کا توں تھا۔

"سوچ لیں" اسکی بات پر ودان لے بھنویں اچکا کر اسے دیکھا۔

"سوچ کے ہی بولا ہے وہ بھی اسی کے انداز میں بولی۔

"او کے کے" اسکی بات پر وہ او کے کو لمبا کرتا ہوا بولا۔

باقی کا سفر خاموشی سے گزرا۔

-

"یار کل انشال کے پیرینٹس گھر آرہے ہیں اور مجھے بہت ٹینشن ہو رہی ہے" سرواسع کی کلاس آف ہوئی تو ثمنین

نے پریشانی سے یمینہ سے کہا۔

"کس خوشی میں میں آؤں جب اس نے پرپوز کیا تھا تب تم نے مجھے بتایا تھا۔ اب میں تمہیں یاد آگئی ہوں" وہ خفگی

سے بولی۔

"یار پرپوز کہاں کیا تھا بس پوچھا تھا کہ میرے پیرینٹس گھر آسکتے ہیں" ثمنین نے وضاحت دی۔

"تو تمہارے خیال میں انگوٹھی پہنا کر وہ تمہیں پرپوز کرتا رہے یہ بھی تو پرپوز کا ہی ایک طریقہ ہے نا"

"اچھا پلیز ناب جانے بھی دونوں اس بات کو بس تم کل آرہی ہو۔ ویسے تم کتنی لڑاکی ہونا و دان بھائی کا کیا بنے گا" شمین نے اسے چھیڑا۔

"تم جتنا مرضی مجھے چھیڑنے کی کوشش کر لو شرمانا میں نے پھر بھی نہیں ہے" اس نے شمین کی بات ہواؤں میں اڑائی۔

"اف ڈھیٹ بھی ہو" شمین نے مرہ بنا کر کہا

"شکریہ کوئی اور بھی تعریف رہ گئی ہے تو وہ بھی کر لو" اس نے چڑتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آرہی ہونا"

"جتنی تعریفیں تم میری کر رہی ہو دل تو بالکل نہیں کر رہا مگر کیا کروں تمہارے علاوہ کوئی اور دوست ہے بھی نہی کہ

تم سے لڑ کر اسکے پاس چلی جاؤں" اس نے اظہار افسوس کرتے ہوئے کہا۔

"یا ہو! تھینک یو" شمین نے خوش ہوتے اسے زور سے اپنے ساتھ بھینچتے گالوں پر چٹا چٹ پیار کیا۔ کہ یہ مینہ بھی

محبت کے اس اظہار پر حیران رہ گئی۔

"آپ جب خوش ہوتی ہیں تو سامنے والے کے ساتھ ایسے ہی اظہار کرتی ہیں۔" انشال جو انہیں یہ بتانے آیا تھا کہ

اگلے ہفتے ان کا ٹریپ نارڈن ایڈیاز جا رہا ہے شمین کی اس حرکت پر شریر سی مسکراہٹ لیئے انکی جانب بڑھتے

ہوئے بولا۔ وہ بچاری اپنی جگہ خفیف سی ہو گئی۔

"جی نہیں وہ تو بس ایسے ہی"

"ایسے ہی ان پر پیار آگیا۔ اور کس کس پر ایسا پیار آ سکتا ہے"



"سینسر پلیز میں یہیں بیٹھی ہوں" میمنہ نے اسے گھورتے ہوئے احساس دلایا کہ اپنے رومانس پر بریک لگائے۔

"اوہ سوری ایک توان کو دیکھنے کے بعد کچھ اور دکھائی نہیں دیتا۔" وہ ہنستے ہوئے شمیم کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"ابھی کوئی بات فائل نہیں ہوئی سو ذرا دھیان سے" شمیم نے اسکی باتوں پر برامانتے ہوئے کہا۔

"اچھا سوری۔ آپ لوگوں کے لئے ایک گڈ نیوز اگلے ویک اینڈ پر ہمارا ٹرپل مارڈن ایریا جارہا ہے"

"واؤ کتنا مزہ آئے گا" شمیم خوش ہوئی۔

"نہیں یار میں تو نہیں جاؤں گی" میمنہ نے فوراً انکار کیا۔

"اف کبھی کسی بات پر ہاں بھی کہہ دیا کریں" انشال نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

"اس نے بس ایک ہی مرتبہ ساری ہاں کہہ دی تھی" شمیم کی بات پر دونوں نے کچھ نا سمجھتے ہوئے اسے دیکھا۔

"وہ ان بھائی کے لئیئے" وہ معنی خیزی سے مسکرائی۔

"شٹ اپ" اس کا ذکر آتے ہی کچھ دن پہلے کی ساری باتیں یاد آئیں۔

"ہا ہا ہا صحیح کہا" انشال نے قہقہہ لگایا۔

--

اگلے دن وہ یونی سے شمیم کے ساتھ ہی اسکے گھر چلی گئی۔ انشال بھی گھر والوں کے ساتھ آیا تھا۔ کچھ دن پہلے ہی

اسکے پیرینٹس نے شمیم کے پیرینٹس سے بات کر لی تھی اور آنے کا مقصد بھی فون پر بتا دیا تھا۔ دونوں فیملیز کو

انشال اور شمیم پسند آئے تھے اور اسی دن بات پکی کرتے ہوئے مہینے بعد نکاح کا فیصلہ ہو گیا تھا۔ انشال

دو ہی بھائی تھے۔ انشال بڑا تھا۔ چھوٹے بھائی نے پڑھنے کے لیئے باہر جانا تھا اور کب واپس آتا کچھ پتہ نہیں تھا لہذا انکی خواہش پر نکاح کی تقریب کا فیصلہ ہوا۔  
ثمنین اکلوتی تھی اسی لیئے یمینہ اسکی جانب سے بہن کے فوائض سر انجام دے رہی تھی۔ سب کو سرو کرنے کی ذمہ داری اس نے لی تھی۔

خوشگوار ماحول میں سب معاملات طے ہوئے۔ ودان کسی وجہ سے نہ آسکا۔ انشال نے اسے میج کر کے رشتہ پکا ہونے اور نکاح کی خبر کر دی تھی۔

ثمنین کے گھر سے واپسی پر انشال نے ہی اسے ڈراپ کیا ابھی وہاں سے واپس آئے اسے زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ اسکے باس یعنی انشال کے چچا کا فون آگیا۔

"اسلام علیکم سر خیریت" صبح ہی تو اس نے سر کو جھٹی کا بتا دیا تھا۔

"وعلیکم سلام۔ مبارک ہو میٹا بہت بہت" ان کی بات پر وہ بھی سمجھی کہ سر انشال اور ثمنین کی مبارک دے رہے ہیں۔ وہ جانتے تھے کہ وہ سب کلاس فیلوز ہیں۔

"خیر مبارک سر آپکو تو زیادہ مبارک ہو" اس نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"بالکل جناب آخر اتنا عرصہ تم نے سرو کیا میری میٹیوں جیسی ہو۔ مگر بھی یہ خالی خالی مبارک سے کام نہیں چلے گا مٹھائی لے کر آؤ کل سب سٹاف تمہیں وش کرنا چاہتا ہے" وہ نا سمجھی سے انکی بات سن رہی تھی۔ "مجھے کس خوشی میں وش کرنا ہے۔ بات تو ثمنین اور انشال کی طے ہوئی ہے اور سر نے پورے سٹاف کو بتا دیا" وہ حیرت سے سوچ رہی تھی۔



"سر میں کچھ سمجھی نہیں"

"ارے بھی ریزائن تو میں تمہارا تب ہی قبول کروں گا جب تم مٹھائی کھلاؤ گی اور تم نے بتایا تک نہیں کہ تمہاری شادی کی بات چل رہی ہے" سر کی بات سن کر تو وہ سشدر رہ گئی۔

"ریزائن۔۔ شادی۔۔ کیا کہہ رہے ہیں سر" اس نے اچھنبے سے پوچھا۔

"ارے بھی صبح ہی تو تم نے اپنا ریزائن بھیجا ہے اور وجہ اس پر شادی ہی لکھی ہے۔ اب مٹھائی نہیں کھلانا چاہتی تو اور بات ہے" انہوں نے برا مناتے ہوئے کہا۔

انکی بات پر اسکے دماغ میں کسی کا لمبا سے اوکے کہنا گونجا۔

اس نے غصے سے دانت پیسے۔

"نہیں سر ایسی بات نہیں میں آؤں گی ایک دو دن تک" اس نے جلدی سے بات سنبھالی۔

"اوکے بیٹا ضرور اللہ تمہیں خوش رکھے۔ اللہ حافظ" سر کو خدا حافظ کہتے ہی اس نے فون بند کرتے ایک اور نمبر تیزی سے ملایا۔

"بہت ہی کوئی گھٹیا حرکت کی ہے آپ نے" اسکے ہیلو کہتے ہی وہ پھٹ پڑی۔

"وضاحت کریں گی" اسکی مسکراتی آواز سے اسے اچھی طرح اندازہ ہو گیا کہ وہ شرمندہ ہرگز نہیں۔

"کیا مصیبت تھی آپکو میری جاب ختم کروانے کی۔ صرف ایک اتنی سے بات کا آپ نے بدلہ لیا ہے۔ اب میں

دوسری جاب کہاں سے ڈھونڈوں گی اتنی جلدی۔" اسکی ڈھٹائی پر وہ روہانسی ہوئی۔

پر اسم اردو ناولز

"آپ کو ضرورت ہی کیا ہے آپکا شوہر بہت اچھا کماتا ہے آپکی ہر ذمہ داری اب مجھ پر ہے۔ بابا نے اور میں نے یہ مل کر ڈیسا ئیڈ کیا تھا"

"چچا کو اپنی اس شیطانی حرکت میں مت لائیں۔ میں جانتی ہوں یہ سب آپکے ہی دماغ کا کیردا ہو گا۔ ویسے بھی آپ کہاں برداشت کریں گے کہ زندگی میں کچھ کر سکوں" اس نے دل کی بھڑاس نکالی۔  
"اتنے سے دنوں میں کتنا سمجھنے لگ گئیں ہیں آپ مجھے" صاف لگ رہا تھا کہ وہ اس کا مذاق اڑا رہا ہے۔  
"اچھا اس بات کو چھوڑیں۔ یہ بتائیں کل اپنے پرانے گھر چلیں گی میرے ساتھ" ودان کی بات پر وہ کچھ دیر کے لئیے چپ کر گئی۔

"نہیں مجھ میں ہمت نہیں" کچھ دیر بعد وہ بولی۔  
"کیوں"

"بس ویسے ہی" اب وہ اسے کیا بتاتی کیا کیا یادیں نہیں جڑیں تھیں وہاں سے۔

"میں اسکو چیک کر کے آیا ہوں۔ اس گھر کو ٹھیک کروانا چاہتا ہوں سوچا آپکو بھی ساتھ لے جاؤں۔ جو جو وہاں سے لینا ہو لے لینا یا جیسے بھی وہاں کی چیزوں کو رکھنا ہو بتا دینا۔ ہم میں سے سب سے زیادہ آپکا حق ہے وہاں۔ میں وہاں کی کوئی بھی چیز آپکی اجازت کے بغیر چھیرنا نہیں چاہتا۔" اس نے سنجیدگی سے کہا۔  
"کیا تھا یہ شخص کبھی دل کے اتنے قریب محسوس ہوتا اور کبھی اتنا دور۔"  
"اوکے کب جانا ہے"

پر اتم اردو ناولز



"یونی سے سیدھا آپ گھر آ جانا آپ کو پک کر کے لے جاؤں گا۔" اگلے ودان نے یونیورسٹی نہیں جانا تھا سو اس نے اسے گھر آنے کا کہا۔  
"اوکے" کہہ کر اس نے فون رکھ دیا۔

اگلے دن یونیورسٹی سے سیدھا وہ ودان کے گھر گئی۔ چچی نے اسکی پسند کا پالک گوشت بنایا ہوا تھا۔ ابھی کھانا رکھ ہی رہے تھے کہ ودان آفس سے آیا۔ ابھی خلیل صاحب کو یہاں کے کسٹمرز کے ساتھ ڈیلنگ کا اتنا اندازہ نہیں ہوا تھا۔ لہذا ودان آف ڈیز میں آفس جا کر انکی مدد کرتا تھا۔  
آج بھی کوئی اہم میٹنگ تھی سو اس نے یونیورسٹی سے آف لے لیا تھا۔  
اپنے ہمیشہ والے رف اینڈ ٹف حلیئے میں اسکن کلر کی ڈریس شرٹ پہنے ڈارک براؤن ٹائی لگائے اور براؤن ہی کلر کی ڈریس شرٹ پہنے وہ بہت ہی ہینڈسم لگ رہا تھا۔  
کھانا کھا کر اس نے میمنہ کو چلنے کا کہا۔  
گاڑی میں بیٹھتے اسکے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو رہے تھے۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ وہ کبھی دوبارہ اس گھر میں جا سکے گی جہاں بہت سی یادیں تھیں خوشگوار اور تکلیف دہ بھی۔  
ودان نے گاڑی چلاتے اسکے پریشان چہرے کی جانب دیکھا۔

پر اکرم اردو نادولز

پھر ہاتھ بڑھا کر اسکی گود میں رکھے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ اسے لگا آج یمینہ کو سب سے زیادہ اسکے سہارے کی ضرورت ہے۔

یمینہ نے چونک کر اسکی جانب دیکھا۔

"اتنی پریشان کیوں ہیں" یمینہ نے کوئی جواب نہیں دیا یا پھر اس سے کوئی جواب ہی نہیں بن پڑا۔ جیسے ہی گاڑی گھر کے دروازے کے باہر آکر رکی۔ وہ بری طرح چونکی۔ خوفزدہ نظروں سے ایسے گھر کے دروازے کی جانب دیکھا جیسے ابھی ابھی اسکے ماں باپ کی میتیں یہاں سے نکلی ہوں۔

ودان گاڑی سے باہر آیا پھر اسکی جانب آکر اسکی سائیڈ کا دروازہ کھول کر اسکا ہاتھ پکڑ کر باہر نکالا۔ کچھ دن پہلے ہی وہ یہاں آیا تھا تو ایک لاک ماسٹر کو بلا کر یہاں کا تالا کھلوا کر اندر کے حالات چیک کر کے آیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اب یمینہ کو اس گھر کا اختیار سونپ دے وہ جیسے چاہے اسے استعمال کرے۔ سفیر صاحب اپنی بیماری کے دنوں میں یہ گھر یمینہ کے نام کر چکے تھے اور اسکے پیپرز خلیل صاحب کو دے گئے تھے۔ حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ یمینہ ہی ان سے جدا ہو گئی۔ اب جب وہ ملی تھی تو انہوں نے یہ ذمہ داری ودان کو دی کہ وہ نا صرف اسے اسکے گھر لے کر جائے بلکہ وہ پیپرز بھی اسے دے دے۔

دوازہ کھول کر وہ اسکا ہاتھ تھامے اندر لایا۔

وہ چاروں جانب برستی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔

"میری جان آگئی سکول سے" اسے ایسے لگا کہیں سے روما کی آواز آئی ہے۔

پر اسم اردو ناولز



"میری بیٹی تو ہے ہی سب سے اچھی" کسی کو نے سے سفیر صاحب کی مسکراتی آواز آئی۔ اندر لا کر ودان نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا اور وہ بھی بھول گئی کہ وہ کس کے ساتھ آئی ہے۔ ایک ایک چیز پر ہاتھ پھیر کر جیسے وہ ان کا لمس ڈھونڈ رہی تھی۔

"میری بیٹی تو آج شہزادی لگ رہی ہے۔ اب میں سکون کی نیند سو سکوں گا" یہ الفاظ اسکے نکاح کے وقت کے تھے۔ تب تو نہیں مگر بعد میں اسے انکے معنی پتہ چلے تھے۔

پھر اس کمرے کی جانب بڑھی جہاں اسکے جان سے پیارے ماما بابا رہتے تھے۔

وہ بیڈ جہاں آخری مرتبہ اسکے بابا لیٹے تھے۔ اسی جگہ سے لیٹ لیٹ کر وہ اور اسکی ماں گھنٹوں روتے تھے۔

وہ آہستہ سے وہاں نیچے کارپٹ پر بیٹھ کر اس تکیے پر ہاتھ پھیرتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

ودان اسکے رونے کی آواز سن کر اندر آیا۔ پھر اسکے پاس دو زانو بیٹھ کر اسے اپنے ساتھ لگالیا۔ دل کیا اسکا سارا غم اپنے اندر اتار لے۔

وہ بھی تو اس سے لیٹ کر خوب روئی۔

"منابس یار۔۔ اس لئیے تو یہاں نہیں لایا تھا۔۔۔ ششش" اسے چپ کرواتے اس کا چہرہ اونچا کیا اسکے آنسو صاف کیئے اسے لگا آج اسکی ذات ان آنسوؤں میں بہہ جائے گی۔

"میں کیا کروں مجھے ماما اور بابا بہت یاد آرہے ہیں کوئی بھی تو ایسا لمحہ نہیں جب میں نے انہیں یاد نہ کیا ہو۔ میں تو بالکل اکیلی رہ گئی ہوں۔ اللہ نے میرے بابا اور ماما کو اپنے پاس بلا تے یہ بھی نہیں سوچا کہ میں تنہا کیسے رہوں گی" آج وہ اس سے وہ سب شنیر کر رہی تھی جو وہ کبھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ کیوں اور کیسے مگر آج واقعی

اسے ودان کے سہارے کی ضرورت محسوس ہوئی تھی ایک ایسے کاندھے کی ضرورت جس پر سر رکھ کر وہ اپنی سب تکلیف کو بھول جائے اور اپنے سارے غم کہہ لے۔ اور آج ایسا ہی ہوا تھا۔

"کہاں آپ آکیلی ہو بابا امی، سبحان رحمہ اور میں ہم سب ہیں نا آپ کے ساتھ۔ ایسے نہیں سوچتے۔" اس نے پیار سے کہتے اسکی بھنگی آنکھوں میں دیکھا۔ پھر اسے اپنے ہونے کا مان بخشنے کے لئے اسکے ماتھے پر اپنے لب رکھ دیئے۔ اور پھر اسی ننھے بچے کی طرح اسے خود میں سمیٹ لیا۔

"آپ تو بہت بریو ہو یار لیکن ابھی اس وقت چھوٹی سے بچی لگ رہی ہو۔"

"اکیلا پن انسان کو بہادر بنادیتا ہے اور رشتے کمزور۔ جب سے چچا چچی آئے ہیں مجھے لگتا ہے میں پھر سے کمزور بن گئی ہوں۔ چھوٹی سی بچی جو اپنے گھر والوں کی انگلی پکڑ کر چلتی ہو۔" اسکے سینے پر سر رکھے وہ اپنی ہر کیفیت اس سے سنیر کر رہی تھی۔

"نہیں میرے خیال میں رشتے آپکو مضبوط بنا دیتے ہیں۔ کیا میرے رشتے نے آپکو شہاب جیسے درندے سے نہیں بچایا۔" اس کے جواب پر وہ کچھ لمحے لا جواب ہو گئی۔

"میں یہاں آپکو صرف اسی لئے لے کر آیا ہوں کہ آپ اس حقیقت کو پوری طرح سمجھ جائیں کہ چچا اور چچی اب اس دنیا میں نہیں۔ پتہ نہیں کیوں مگر مجھے لگتا ہے آپ ابھی تک اس حقیقت کو ماننے کو تیار نہیں۔ یمینہ رشتے بھی اللہ ہمیں دیتا ہے اور ان کو واپس بھی اللہ لے لیتا ہے۔ ہمیں صرف اسکی حکمت کے آگے خود کو سرینڈر کرنا ہے۔ آپکی پوری پرسنلٹی میں ایک عجیب سی یاسیت ہے۔ شاید آپکو اندازہ نہ ہو۔ میں نے کبھی آپکو کھل کر مسکراتے نہیں دیکھا کیونکہ آپ نے اپنی زندگی کے گرد اسی ایک غم کا حصار لھینچ لیا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ کچھ دیر پہلے



مجھے یہ نہ کہتیں کہ آپ اکیلی رہ گئی ہیں۔ آپ کو ہم سب کے ملنے کے بعد کسی کے ہونے کی تسلی تو ہوئی ہے مگر آپ نے ان رشتوں کی حقیقت کو قبول نہیں کیا۔ نہیں تو آپ کبھی بھی جاب والی بات پر ایسے ری ایکٹ نہ کرتیں۔ چلیں میرے ساتھ تو آپ کی دشمنی ہے مگر بابا پر تو آپ کا پورا حق ہے نا۔ آپ ان سے مان سے کہتیں کہ میں اب کوئی جاب نہیں کرنا چاہتی۔ مگر آپ نے وہ مان ہمارے رشتوں کو ابھی دیا ہی نہیں کیونکہ آپ اس غم سے نکلیں ہی نہیں۔ آپ اس حقیقت کو قبول کریں تبھی آپ ایک پرسکون زندگی گزار سکیں گی۔ نہیں تو ہر خوشی آپ کی ادھوری رہ جائے گی۔ اور آپ کے خیال میں اس طرح چچا اور چچی کی روح پرسکون رہ پائے گی۔ "وہ حیران تھی کہ اس شخص نے کس باریک بینی سے اسکی ذات تک کو پڑھ لیا ہے۔ جس کو وہ خود سے غافل سمجھتی تھی۔" اب آپ مجھ سے پراس کریں کہ آپ کوئی نیگیٹو بات اپنی زندگی اور حالات سے متعلق نہیں سوچیں گی۔ یہ سب دنیا کا دستور ہے اور اس کو ایسے ہی چلنا ہے۔ نیویں اور ولیوں کی زندگی کی مثالیں صرف پڑھنے کے لیے نہیں ہیں بلکہ ان پر عمل کرنے کے لیے ہیں۔ سب کو اپنوں کے منگھڑنے کے اس عمل سے گزرنا ہوتا ہے مگر اس سب پر صبر بھی تو ہمیں ہی کرنا ہے نا۔ صبر وہی ہوتا ہے جو ہم کریں وہ نہیں جو وقت کے ساتھ ہمیں آجائے۔ اللہ انہیں صابروں کے ساتھ ہوتا ہے جو اسکی رضا میں راضی ہو کر اسکی خوشنودی کے لیے صبر کرتے ہیں۔"

ودان کی باتیں اسکے دل میں اتر رہی تھیں۔

اس نے اب کی بار سراٹھا کر اسکی جانب دیکھا جو ہاتھ آگے کئی ہے اس سے وعدہ لے رہا تھا۔

اس نے ہولے سے اس سے دور ہوتے اسکے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا۔

"تھینک یو" ودان نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔ بہت عرصے بعد ایک آسودہ سی مسکراہٹ اسکے لبوں کو بھی چھو گئی۔

ودان نے اسکے ہاتھ کو سیدھا کر کے اسکی انگلی پر چوٹ کا نشان دیکھا جو کچھ دن پہلے اسکو چھری سے لگا تھا۔ ودان نے اس پر ہولے سے اپنی شہادت کی انگلی پھیری۔  
کچھ دیر بعد وہ اسکے ساتھ واپس ہاسٹل گئی۔

گاڑی سے اتر کر جب وہ اندر کی جانب بڑھی ودان کو لگا وہ ادھر رہ گیا ہے۔ آج پہلی مرتبہ اسے میمنہ کی کمی شدت سے محسوس ہوئی۔ "تو کیا وہ لمحہ آگیا ہے کے اسکے بنار ہنا گزیر لگنے لگا ہے" اس نے اپنے دل سے پوچھا اور جواب ہاں میں ملتے ہی اسے لگا اب بابا سے رخصتی کی بات کرنی ہی پڑے گی۔ اپنی ہی کیفیت پر مسکراتے ہوئے وہ گاڑی آگے بڑھا لے گیا۔

---

اگلے کچھ دن ودان اتنا مصروف رہا کہ خلیل صاحب سے بات کرنے کا ٹائم نہیں نکال سکا۔ انہیں دنوں انکے ٹرپ پر جانے کا دن آگیا۔ شمعین نے میمنہ کو بلیک میل کر کے جانے پر تیار کر ہی لیا۔  
جمعرات کی شام میں انکے بسیں یونیورسٹی سے بھر کر نکلتی تھیں۔ رات میں انہوں نے اسلام آباد، مری اور مظفر آباد سے ہوتے ہوئے انہوں نے جمعہ کی دوپہر شوگر ان پہنچنا تھا۔

کچھ اسٹوڈنٹس تو سارا راستہ ہلہ گلہ کرتے گئے۔ جبکہ کچھ نے تو نمیندیں بھی پوری کیں۔  
میمنہ اور شمعین کچھ دیر تو باتیں کرتیں رہیں جبکہ کچھ وقت انہوں نے سو کر گزارا۔



انشال اور ودان بھی انہی کی بس میں تھے مگر ان سے لا تعلق بیٹھے تھے۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ لوگ انکے بارے میں کوئی اسکینڈل بنائیں۔ بہت سے ٹیچرز بھی انکے ساتھ تھے۔

ٹیچرز خود بھی بے حد انجوائے کر رہے تھے۔ بچوں کے ساتھ بچے بننے کا بھی الگ ہی مزہ ہوتا ہے۔ شوگران میں ہوٹل کی بنگ تھی۔ ایک کمرے میں چار لڑکیوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ اسی طرح کیا کمرے میں چار لڑکوں نے رہنا تھا۔

شوگران اتر کر سب کو کپکپی شروع ہو گئی۔

"اف یار ہمارا پاکستان کتنا خوبصورت ہے۔ ہمیں تو پتہ ہی نہیں تھا۔" یمینہ حیرت اور خوشی سے بولی۔

دن کے اجالے میں جب انہوں نے اللہ کی قدرت کے نظارے دیکھے تو سب دنگ رہ گئے۔ بادلوں سے ڈھکے پہاڑوں کی چوٹیاں سبز اور سفید رنگ کا امتزاج ہر جانب اس قدر خوبصورت لگ رہا تھا۔ آنکھوں کو جیسے صحیح معنوں میں ٹھنڈک مل رہی تھی۔ دھول مٹی سے پاک فضا اونچے اونچے پہاڑ ہر چیز ایک شاہکار لگ رہی تھی۔

کچھ لوگ تو اپنی فیملیز کے ساتھ یہاں آتے رہتے تھے۔ مگر بہت سے ایسے تھے جو پہلی بار آئے تھے۔ "ہاں جی اور ابھی تم کتنے خزروں کے بعد آئی ہو۔ مجھے کریڈٹ دو جو تمہیں زبردستی تیار کروا کر لائی ہے۔" ثمنین نے گردن اکڑاتے ہوئے کہا۔

"یا اللہ کن خوشامد پسندوں میں پھنس گئی میں" یمینہ نے ہاتھ بلند کر کے چھت کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

پر اتم اردو ناولز

وہ دونوں اس وقت ہوٹل کے کمرے میں فریش ہونے آئیں تھیں۔ منہ ہاتھ دھو کر راستے کی تھکن اتاری اور پھر سر پر گرم اسکارف لیتیں شرگس پہنے باہر ہال میں آئیں جہاں سب اسٹوڈنٹس بیٹھے تھے اور انہیں کھانا سرو کیا جا رہا تھا۔

ان دونوں کو قسمت سے انشال اور ودان کے بالکل سامنے کی کرسیاں ملیں۔ ودان تو ایسے انہیں انور کر رہا تھا جیسے جانتا ہی نہ ہو۔ تو کیا اس دن اسکے گھر میں بیٹھف جو تسلی بھرے جملے تھے وہ صرف ہمدردی تھے کیا انکے پیچھے کوئی ایسا جذبہ نہیں تھا جس کی تاریں دل سے جڑیں تھیں۔ ودان کو ایک نظر دیکھ کر وہ الجھن کا شکار ہوتی سوچتی چلی گئی۔ چلو یا رہا چلتے ہیں۔ لڑکیاں سب گروپ کی شکل میں باہر کی جانب بڑھیں۔ وادی سی بنی تھی جس کے ارد گرد خوبصورت منظر تھے۔

یمینہ اور شمیں ایک چھوٹی سی پہاڑی پر جا کر بیٹھ گئیں۔ دنیا کے جھیلوں سے دور یہ پرسکون نظارے انسان کو کسی اور ہی دنیا میں لے جاتے ہیں۔ وہ سب بھی اس سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

لڑکے بھی باہر آچکے تھے اور ودان کا کیمرہ حرکت میں آچکا تھا۔ وہ اس لینگل پر جا کر کھڑا ہوا جہاں سے سامنے چھوٹی سی پہاڑی پر بیٹھی یمینہ اسے صاف دکھائی دے رہی تھی۔ اس نے کتنی ہی تصویریں اسکی لے ڈالیں جو کبھی تو شمیں کی بات پر ہنستی، کبھی کسی بات پر منہ بناتی اور کبھی اسی گھوری سے نوازتی۔

ہائے ہائے پہلا بیچارہ شوہر دیکھا ہے جو چھپ چھپ کر اپنی ہی بیوی کی تصویریں بنا رہا ہے " انشال نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے آہیں بھرتے ہوئے کہا۔

انشال کی بات پر مسکراہٹ دباتے اس نے کیمرے کا رخ بدلا۔

پر اگم اردو ناولز



"تو جا کر کوئی ایک آدھ بات چیت کیوں نہیں کر لیتا اس سے" انشال نے اسے اکسایا۔

"کیونکہ مجھے ایسی کوئی ضرورت نہیں" اس نے مضبوط لہجے میں کہا۔

"صدقے جاؤں کچھ دن پہلے کون آہیں بھر بھر کر اپنی بیوی کے اپنے ساتھ لپٹ کر رونے کے قصے سن رہا تھا۔ کون یہ کنفیس کر رہا تھا کہ اب اور اسکے بغیر نہیں رہا جا رہا۔ اور کون یہ کہہ رہا تھا کہ میرے بس میں ہوتا تو وقت کو وہیں روک دیتا"

"سچ کہتے ہیں اپنے دوست کو اتنا بھی رازداں نہیں بناؤں کہ وہ اوور ہی ہو جائے" ودان نے اسکی باتیں دہرانے پر اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"باہا ہائیٹ میں تو پھر بھی تیرا پیچھا نہیں چھوڑنے والا" انشال نے قہقہہ لگاتے ہوئے اسے مزید چڑایا۔  
کچھ دیر بعد لڑکے اور لڑکیوں کا ایک گروپ ہانگینگ کے لئے تیار ہوا۔

"چلو میمنہ ہم بھی چلتے ہیں ودان بھائی اور انشال جا رہے ہیں" شمین نے انشال کا میج ملتے ہی میمنہ سے کہا۔  
"ایک تو تمہاری سی آئی ڈی بڑی تیز ہے" وہ انکے اس میسجنگ والے کام سے بڑی تنگ تھی۔

"ظاہر ہے جو ان خون ہیں اور نیا نیار یلییشن ہے ہمارا تمہاری اور ودان بھائی کی طرح بڑھے نہیں جن کا نکاح ہوئے بھی صدیاں گزر گئیں" میمنہ نے اسے چڑاتے ہوئے کہا۔

"ہاں جی ہم نے تو آب حیات پیا ہوا ہے نا جو اتنی صدیوں کے بعد بھی جو ان نظر آتے ہیں" وہ حسب سابق چڑی گئی۔  
"اتنی لڑاکا ہو تبھی ودان بھائی تمہیں منہ نہیں لگاتے" شمین مسلسل اسکے تمللانے کا مزہ لے رہی تھی۔

"وہ منہ لگا کر تو دکھائیں"

"ہا ہا میں و دان بھائی کو میج کرتی ہوں کہ میمنہ کی کیا خواہش ہے" اب کی بار شمین کے ذومعنی لہجے پر پہلے تو اسے سمجھ نہیں آئی۔ لیکن جیسے ہی اپنے الفاظ یاد آئے اس پر چڑھ دوڑی۔

"اف انشال بھائی کے ساتھ ایسی چیپ باتیں کر کر کے تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے" جی نہیں ہم فضول باتیں نہیں کرتے"

"ہاں بالکل وہ تمہیں ایکسٹرا کلاسز دیتے ہیں نا"

"اف اب چلنے کا بتاؤ گی کے میدان گرم رکھو گی۔"

"چلو بھی" اس نے شمین کی بات مانتے ہوئے اسے گرین سگنل دیا۔

اب وہ دونوں بھی اس گروپ کے ساتھ ہائیکنگ پر جا رہی تھیں۔ شوگران کا سری پائے ہائیکنگ ٹریک بہت مشہور ہے وہ لوگ بھی وہیں گئے۔

ودان اور انشال جان بوجھ کر انکے بالکل پیچھے تھے۔ اسٹیکس پکڑے وہ لوگ اوپر کی طرف جا رہے تھے۔ تیز ہوا چل رہی تھی۔ کسی کسی مقام پر تو توازن رکھنا مشکل ہو رہا تھا۔ ایسی جگہ جا کر وہ لوگ تھوڑی دیر رک جاتے۔

کچھ دیر رکنے کے بعد ابھی شمین اور میمنہ دو قدم ہی چلیں تھیں کہ شمین کی کسی بات پر اس نے شمین کی جانب دیکھا اور ہیں اسکے پاؤں لڑکھڑائے اور وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکی۔

یہ تو شکر تھا کہ ودان کا دھیان انکی جانب تھا۔ اس نے تیزی سے آگے بڑھ کر اسے تھاما۔ لمحوں میں اسے لگا اسکی جان نکل گئی ہے۔

پر اسم اردو ناولز



وہ تو شکر تھا کہ اتنے موٹے کپڑے انہوں نے پہن رکھے تھے تو کچھ بچت ہو گئی۔ مگر سیدھے گرنے اور ڈھلان سے نیچے آنے کے باعث اسکے گلوں پھٹ گئے۔

ودان نے ایک ہاتھ ڈھلان پر مضبوطی سے جما کر دوسرے سے اسے بازو کے گھیرے میں لے رکھا تھا۔

تھوڑا سا اسکا سانس بحال ہوا تو اسے اپنی اور ودان کی آکوریڈ پوزیشن کا اندازہ ہوا۔

بہت سے اسٹوڈنٹس تو آگے نکل چکے تھے۔ انکے ساتھ بس کوئی ایک دو اسٹوڈنٹس تھے۔

"ٹھیک ہونا آپ" پریشان لہجہ قریب سے سنائی دیا۔ وہ خود کو سنبھالتے اسکے بازو کو پیچھے کر کے سیدھی ہو کر بیٹھی۔

"جی" مختصر جواب دیا۔ اتنی دیر میں انشال اور شمین بھی انکے پاس آگئے۔

اور کچھ اور اسٹوڈنٹس انکے پاس آئے۔

"چوٹ تو نہیں لگی۔۔۔ سب ٹھیک ہے نا" سب باری باری پوچھ رہے تھے۔

چوٹ سے زیادہ ودان کی قربت نے اسے حواس باختہ کیا تھا۔

"اوکے پھر ہم چلتے ہیں تم ایسے کرو انہیں واپس لے جاؤ" انشال نے باقیوں کو ہٹانے کے لیے کہا اور شمین کو اشارہ

کرتے آگے بڑھ گیا۔

"ہاتھ دکھائیں" ودان اور وہ دونوں نیچے ہی بیٹھے تھے۔ میڈن کی ٹانگ میں جھنک لگا تھا جس کی وجہ سے وہ ابھی اٹھنے کی

ہمت نہیں کر پا رہی تھی۔

اسکے ہاتھوں میں پہنے ہوئے پھٹے ہوئے گلوں اسکی آنکھوں سے او جھل نہیں رہ سکے تھے۔

پرائمری اردو ناولز

یمنہ نے خاموشی سے ہاتھ آگے کر دیئے۔ ایک مرتبہ پہلے اسکے ہاتھ پیچھے کرنے پر جو ہوا تھا وہ ابھی اس کھلی جگہ پر وہ سب افورڈ نہیں کر سکتی تھی۔

"یہ تو بہت چھل گیا ہے" ودان نے اسکے گلوڑ اتارتے ہوئے کہا جن کے ناہموار زمین ہونے کی وجہ سے چیتھڑے اڑ گئے تھے۔ ودان نے اپنا بیگ بیک اتار کر اس میں چیک کیا۔ انہوں نے کاٹن اور پٹی پہلے سے رکھی ہوئی تھی۔ کیونکہ ہانگنگ کے دوران اکثر ایسے واقعات ہو جاتے ہیں لہذا فوری ٹریٹمنٹ کی بھی ضرورت پڑ جاتی ہے۔

ودان نے تیزی سے کارٹن پر ہلکا سا اپنی پینے والی پانی کی بوتل سے تھوڑا سا پانی نکال کر اس کا زخم صاف کیا اور پھر ایک دوائی لگا کر اسکے ہاتھ پر پٹی باندھ دی۔

"لگتا ہے ساری عمر پٹیاں باندھتے ہی گزرے گی" ودان نے اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔  
"تو کس نے کہا ہے ہمدردیاں کرنے کو مت کریں" وہ ہمیشہ کی طرح چڑگی۔

"آپ اتنا غصہ کیوں کرتی ہیں میری ہر بات پر" اس نے آخر آج پوچھ ہی ڈالا۔

"آپ تو جیسے عطر میں ڈوبی باتیں کرتے ہیں نا۔ ہر وقت ظن کے تیر چلاتے ہیں" یمنہ کا ہاتھ ابھی بھی ودان کے ہاتھ میں تھا۔ جسے وہ آہستہ آہستہ سہلا رہا تھا۔ مگر یمنہ اپنے غصے کے باعث اس کا اتنا کٹرنگ انداز نوٹ نہیں کر سکی۔  
"بابا ہا ظن کے تیر اور آپ تو جیسے الف لیلی سناتی ہیں مجھے" ودان نے ہنستے ہوئے کہا۔

اسکی بات پر وہ برا سا منہ بنا کر ارد گرد کا جائزہ لینے لگی۔ "کس قدر خوبصورت جگہ ہے" اس نے دل میں سراہا۔

پر اکم اردو ناولز



السلام علیکم

**FAMOUS URDU NOVELS, BOOKS BANK (ویب سائٹ) ہمیں اپنے بلاگز**

**PRIME URDU NOVELS, FREE URDU DIGEST, READING CORNER**

کے لئے ناول رائٹرز کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری پوسٹ کروانا چاہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل کریں یا ہمارے گروپ اور چیچ پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ یا واٹس ایپ پر بھی کانٹیکٹ کر سکتے ہیں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- [aatish2kx@gmail.com](mailto:aatish2kx@gmail.com)

Facebook ID :- [www.facebook.com/aatish2k11](https://www.facebook.com/aatish2k11)

Facebook Group :- **FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST**

**SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION**

"اب نیچے آپ اپنے پیروں پر جائیں گی یا میرے کندھوں پر" ودان نے وہاں کی بڑھتی ہوئی سردی کے پیش نظر اس سے پوچھا۔

"انہوں۔۔ الحمد للہ ابھی اتنی بری جالت نہیں ہوئی۔ اپنے پیروں پر ہی جاؤں گی۔" اسے ودان کا لہجہ مذاق اڑاتا لگا۔ ودان کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکال کر وہ کھڑی ہوئی۔ جبکہ ودان نے اس سے پہلے کھڑے ہو کر اپنا ہاتھ اسکی جانب بڑھایا اسے سہارا دینے کے لیے مگر یمینہ نے نظر انداز کیا۔

مگر وہ اپنا توازن برقرار نہ کر پائی اور اس سے پہلے کے دوبارہ دھڑام سے زمین پر گر گئی ودان نے اسے جلدی سے تھام لیا۔

"کبھی کبھی انسان کو ایسے دعوے نہیں کرنے چاہئیں جن کے بارے میں اسے پتہ ہو کہ وہ نہیں کر سکتا" ودان نے اپنی مسکراتی نظروں سے اسکی جانب دیکھا۔

اب کی بار یمینہ خاموش رہی۔ وہ آہستہ آہستہ اسے سہارا دیے نیچے اترنے لگا۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد اسے کسی جگہ بٹھا دیتا۔ تاکہ وہ زیادہ تھک نہ جائے۔

یمینہ کا دل اسکے ہاتھوں کی گرمی محسوس کر کے اسکی جانب ہمکنے لگا جسے وہ ڈانٹ ڈپٹ کے خاموش کروا رہی تھی۔ "اتنی خوبصورت جگہ پر ایک سیلفی تو بنتی ہے آپ یہاں بیٹھیں میں ایک سیلفی لے لوں" ودان نے اسے ایک جگہ بٹھا کر کہا۔

"ہم شو خاہیں کا" یمینہ نے جھنجھلاتے ہوئے سوچا وہ جلد از جلد نیچے جا کر روم میں لیٹا چاہتی تھی۔

پر اکرم اردو ناولز



ودان نے موبائل نکالتے اسکی جانب دیکھا جو اسے انور کیسے سامنے دیکھ رہی تھی۔ چہرے پر دنیا جہاں کی کوفت تھی۔

اس نے کیمرہ آن کر کے ایسے اینگل سے تصویر لی کے کیمرے کے آگے وہ خود اور پیچھے بیٹھی یمینہ بھی آرہی تھی۔ گو کہ اسکا سائیڈ پوز ہی تھا۔ مگر ایک کپل کی صورت میں یہ انکی پہلی اکٹھے سیلفی تھی۔

"میری سڑیل حسینہ" تصویر دیکھ کر وہ مسکرایا۔

وہ پھر سے اسے پکڑے نیچے کی جانب بڑھا۔ جیسے ہی وہ ہوٹل کی جانب آیا۔ ٹیچرز بھی یمینہ کو دیکھ کر پریشان ہوئے۔ کسی نے جھٹ سے ڈاکٹر کو فون کیا اور کوئی اسے کمرے تک پہنچانے گیا۔

جو پین کلرز ڈاکٹر اسے دے کر گیا تھا اسکے زیر اثر وہ گھنٹہ دو سوتی رہی۔

شام میں اسکی آنکھ موبائل کی وابریشن سے کھلی۔

آنکھیں بمشکل کھول کر موبائل دیکھا تو ودان کی کال تھی۔

تھوڑا سا اٹھ کر بیٹھی اور کال اٹینڈ کی۔

"ہیلو" تیند سے ابھی بھی اسکی آواز ہلکی سی بھاری ہو رہی تھی۔

"کیسی طبیعت ہے اب" لہجے میں فکر تھی۔

"بہتر ہے مگر ٹانگ میں بہت درد ہے۔" اس کی آواز میں نفاہت تھی۔

"یہاں بہت سے اسٹوڈنٹس ہیں تو میں ابھی آجاتا آپکو دیکھنے۔" اب کی بار اس کی آواز میں بے چارگی تھی۔

"نہیں نہیں آپ تو سیلیفیاں لیں" اسکی طنز بھری آواز نے اسے قہقہہ لگانے پر مجبور کیا۔  
"آپکو یہ غم ہے کہ میں نے آپکے ساتھ کیوں نہیں لی" اسکی مسکراتی آواز آئی جس نے یمینہ کو بھی مسکرا نے پر مجبور کیا۔ پتہ نہیں کیوں اس سے الجھنے میں مزہ آتا تھا۔

"جی نہیں ایسا کوئی شوق نہیں مجھے۔ انہی کے ساتھ تصویریں لیں جو آپکو میرے ساتھ آتا دیکھ کر جل رہیں تھیں"  
"بابا ہا! اچھا لسن" اس نے بمشکل اپنی ہنسی روکی۔

"یہاں سے سیدھا کل رات میں آپکو گھر لے جاؤں گا۔ وارڈن کو کال کر کے بتا دینا کہ آپ دو تین دن کے لیے ہاسٹل نہیں آنا" اسکی پلیٹنگ پر وہ حیران ہوئی۔  
"لیکن کیوں"

"اس لیے کہ اس حالت میں آپ کیسے اکیلی وہاں اپنا خیال رکھیں گی۔ گھر میں تو سب ہوں گے آپکی تیمارداری کے لیے" اس کا اپنے لیے پریشان ہونا اسے کتنا اچھا لگ رہا تھا کاش وہ اسے بتا سکتی۔

"اب ایسے تو اچھا نہیں لگتا کہ میں چچی اور رحمہ سے تیمارداریاں کروانے چل پڑوں" اے پتہ ہی نہیں چلا وہ کب اور کیسے اپنے دل کی بہت سی باتیں اس سے شنیر کرنے لگ گئی تھی۔ یہ شاید اس دن کے بعد سے تھا جب اپنے گھر گزاری اس شام یمینہ نے ودان سے اپنے دل کی وہ سب باتیں کہیں تھیں جو اس نے کسی اور سے شنیر نہیں کیں تھیں۔

"اوہ تو آپ چاہتی ہیں کہ پورے بینڈ باجوں کے ساتھ آکر آپ کو لے جایا جائے" ودان شوخ ہوا۔  
"بہت ہی فضول سوچ ہے آپکی" اس نے منہ بناتے کہا۔



دل کہ حال تو بتاتا نہیں بینڈ باجوں کی بات کر رہا ہے۔ اس نے دل میں دہائی دیتے سوچا۔  
"فضول نہیں نیک سوچ ہے" اس سے پہلے کہ میمنہ کچھ کہتی شمعین کمرے میں آئی۔  
"کیسی ہواب" آتے ہی اس نے فکر مندی سے پوچھا۔

"اوکے میں فون بند کر رہی ہوں اب" ودان کو کہتے ساتھ ہی اس نے کال کاٹ دی۔  
"اوہو میں تو سمجھی تھی طبیعت خراب ہے یہاں چھپ چھپ کر باتیں کی جا رہی ہیں"۔ اس نے بیڈ پر اسکے پاس بیٹھتے چھیرا۔

"جی نہیں تم سے دو دو ہاتھ کرنے کس لیے فون بند کیا ہے"  
"ہائے یار بالکل مزہ نہیں آیا تمہارے بغیر" شمعین نے اسے ساتھ لگانا چاہا۔  
"پرے ہٹو پتہ خل گیا ہے میڈم کو جتنا مزہ نہیں آیا" اس نے مصنوعی غصہ دکھایا۔  
"اچھا اپنا تو بتاؤ"

"بس یار ویسے ٹھیک ہوں ٹانگ میں تھوڑا درد ہے"  
"لاؤ کوئی مساج کریم ڈاکٹر نے دی ہے تو میں مل دیتی ہوں" میمنہ نے سائیڈ ٹیبل سے ایک کریم دی۔

اگلے دن انہوں نے نارائن کی جانب نکلنا تھا۔ لیکن رات میں ایسی بارش شروع ہوئی کہ راستوں میں پھسلنے کے سبب وہ آگے نہیں جاسکے۔

پر اتم اردو ناولز

یمینہ کی طبیعت پہلے سے بہتر تھی۔ رات میں انہوں نے وہاں سے نکلنا تھا۔ لہذا سب لڑکیاں پاس کے بازار میں شاپنگ کے لئے جارہیں تھیں۔

"چلو نیا رتم بھی" شمین نے یمینہ سے اصرار کیا جو اپنی طبیعت کی وجہ سے اونچی نیچی سڑک پر جانے سے انکاری تھی۔

"یار رات میں مشکل سے درد کچھ ٹھیک ہوئی ہے یہ نہ ہو کہ کبھی پاؤں غلط پڑ جائے تو اتنا بھی چلنے سے جاؤں۔ کوئی بات نہیں تم خلی جاؤں نا"

"اوکے میں تمہارا بیگ لے جاؤں میری شرگ کے ساتھ سوٹ کر رہا ہے" شمین نے اسکے بلیک اور براؤن بیگ کی جانب اشارہ کیا۔

"لے لو مگر اب بالکل ہی اسے اپنا سمجھ کر اس میں سے پیسے اڑانے کی ضرورت نہیں" یمینہ نے اسے تنبیہ کی۔  
"اف کتنی کنجوس ہو" وہ اسے چڑاتے ہوئے اسکا بیک لئے باہر نکل گئی۔

"یمینہ نہیں آئی" ودان نے شمین کو اکیلے آتے دیکھ کر پوچھا تو شمین نے اس کے نہ آنے کی وجہ بتائی۔

شام میں جس وقت سب اسٹوڈنٹس اپنا اپنا سامان لئے ویٹنگ ایریا میں نکلنے کے لئے تیار کھڑے تھے کہ شہاب نے ایک جانب کھڑے ٹیچرز کو کچھ کہا اور تھوڑی ہی دیر میں وہاں افرا تفری پھیل گئی۔  
"یہ کیا ہو رہا ہے" سب لڑکوں کے بیگز چیک کئے جارہے تھے۔

اتنی دیر میں سروا سح لڑکیوں کی جانب آئے۔

پر اکرم اردو ناولز



"بیٹا آپ لوگ پلیز اپنے بیگز چیک کریں شہاب کی واپس کہیں گم گئی ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ کسی نے چوری کی ہے کیونکہ اس پر ڈائمنڈز لگے ہوئے تھے۔ میں جانتا ہوں کہ ہمارے اسٹوڈنٹس میں سے کوئی ایسے نہیں کر سکتا مگر اسکی تسلی کے لئے آپ لوگ ایک مرتبہ چیک کر لیں۔ سمیعہ بیٹا آپ پلیز سب کے بیگز خود خیک کریں" انہوں نے کلاس کی ایک اسٹوڈنٹ کو کہا اور خود بھی پاس کھڑے ہو گئے۔ شہاب بھی وہاں آچکا تھا۔

میمینہ کا بیگ چیک کرتے ایک گھڑی اس میں سے نکلی جسے دیکھ کر وہ بھی ششدر رہ گئی۔

"یہی ہے سر دیکھا آپ نے میں نے کہا تھا کسی نے چوری کی ہے" سب ساکت تھے۔

اور میمینہ اسکا تورنگ منٹوں میں زرد ہوا۔

ودان جو اسی جانب دیکھ رہا تھا۔ غصے سے شہاب کی جانب بڑھا۔

"جھوٹا الزام مت لگاؤ۔ اب اس طرح تم نے اسے ٹریپ کیا ہے" ودان نے اسے کندھے سے لھینچتے اسکا رخ اپنی جانب کرتے غصے سے کہا۔

"اوہ تمہیں بڑا درد اٹھتا ہے اس کا۔ لگتی کیا ہے تمہاری۔۔۔ گرل فرینڈ یا۔۔۔ رکھیل" شہاب نے شیطانی مسکراہٹ اس پر اچھالتے طنز کیا۔

ودان نے زوردار تھپڑ مار کر اسکے طنز کی کھولن نکالی۔

"تم جیسے گھٹیا لوگوں کی سوچ بس یہیں تک ہے" اپنی سرخ انگارہ آنکھوں سے اس نے شہاب کو گھورا۔

"کیا ہو گیا ہے ودان" سب ٹیچر ز انکی جانب آئے۔

پر اسم اردو ناولز

"سروہ میری بیوی کے لئے گھٹیا الفاظ استعمال کرے اور میں خاموش رہوں" ودان کی بات پر تو سب ٹیچرز کو بھی سانپ سونگھ گیا۔ اور شہاب کی حالت تو سب سے زیادہ غیر ہو گئی۔

یمینہ نے بھی حیرت سے آتش فشاں بنے ودان کو دیکھا جس نے سب کے سامنے اس راز کو کھول دیا تھا۔

"بکو اس کر رہا ہے ثبوت دکھاؤ یہ صرف اسے بچانے کے لئے یہ بکو اس کر رہا ہے۔ مین تو کیس کروں گا اس پر جیل جائے گی یہ" شہاب نے غصے سے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"اس سے پہلے تو تمہیں جیل پہنچاؤں گا جو یونیورسٹی کے ہاسٹل میں منشیات فروشی کا کام کرتا ہے" ودان کو اب اسکے پول کھولنا ضروری لگا۔

سب ٹیچرز حیران پریشان تھے کے آخر ہو کیا رہا ہے۔

پولیس آچکی تھی۔ انہوں نے دونوں کے بیان سن کر یہ کیس اسلام آباد پولیس کے حوالے کیا۔

ودان نے خلیل صاحب کو کال کی۔ اور انہیں اسی وقت اسلام آباد کے تھانے میں پہنچنے کا کہا نکاح نامے سمیت۔ اپنے بیگ سے اس نے لیپ ٹاپ نکالا اور ایک سی ڈی پولیس کے حوالے کی جس میں شہاب کی منشیات فروشی سے متعلق بہت سی ویڈیوز بنائیں گئیں تھیں۔ اور اسکی ایک کاپی انشال کے ابو پہلے سے ہی اپنے ایک دوست جو کہ پولیس میں اعلیٰ عہدے پر تھا اسے دے چکے تھے۔

"یار تم مجھے تو بتا سکتے تھے" سر عظیم نے ودان کے پاس آتے اسے نکاح سے متعلق کہا۔

"سر میں نے بتانا تھا بس ٹائم نہیں مل سکا۔"

پر اکرم اردو ناولز



"سرا بھی تو ان سب کو ہمارے ساتھ اسلام آباد تھانے جانا پڑے گا۔ وہیں سارا معاملہ چیک کیا جائے گا" پولیس آفسر نے سر عظیم کی جانب آتے ودان، یمینہ اور شہاب کی جانب اشارہ کیا۔

"سرا اس لڑکی نے چوری نہیں کی یہ اس گھٹیا انسان نے جان بوجھ کر اسے ٹریپ کیا ہے" ودان کو یمینہ کو پولیس اسٹیشن لے جانے والی بات کھولی۔ اس نے وضاحت کی۔

"دیکھیں ابھی کچھ ثابت نہیں ہوا۔ پلیز آپ لوگ کوپریٹ کریں" اس نے ودان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر سمجھایا۔

باقی سب اسٹوڈنٹس کو جانے کا کہا۔ جبکہ ودان، یمینہ اور شہاب کو روک کر اسلام آباد آفس پہنچانے کا انتظام کیا جانے لگا۔ سر عظیم بھی انکے ساتھ رک گئے۔

"یار میں رک جاؤں تیرے ساتھ" انشال نے ودان کے پاس آکر پوچھا۔

"نہیں یار بس تو انکل کو ساری سچویشن بتا دے اور انکے دوست سے کہنا کہ انکی انوالومنٹ چاہیئے۔" ودان نے رساں سے اسے منع کیا۔

"وہ تو میں نے ابھی ڈیڈی کو بتا دیا ہے"

"ویٹس گریٹ۔ بس تم دعا کرنا" ودان نے اسے کہتے ساتھ ہی یمینہ کی جانب دیکھا جواب بھی کسی شک کی سی کیفیت میں کھڑی ہوئی تھی۔

ودان نے اس کی جانب قدم بڑھائے۔

"منا" ودان نے اسے آواز دی۔ اس نے خالی آنکھوں سے اودان کی جانب دیکھا۔

"یہ سب میں نے نہیں کیا" بمشکل وہ یہ الفاظ ادا کر سکی، آنسو لڑی کی صورت اسکی آنکھوں سے بہے۔

"مجھے یقین دلارہی ہیں؟ کیا ہو گیا ہے آپکو مجھے یہ سب بتانے کی ضرورت ہے کیا؟ میں جانتا ہوں یا رکہ یہ سب آپ نے نہیں کیا۔ یہ صرف ایک چال چلی ہے اس۔۔۔۔ خبیث انسان نے "ودان نے اسے دائیں بازو کے گھیرے میں لیا۔"

پلیز اسٹاپ کراننگ ڈیر سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اللہ ہے نا ہمارے ساتھ۔۔۔ ہاں۔۔۔ ایسے مایوس مت ہوں سب کچھ بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔ آپ پر کوئی الزام نہیں آئے گا۔ آپ دیکھنا میں ابھی کرتا کیا ہوں اس کے ساتھ۔ جس نے میری عزت پر دوبارہ حملہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ "ودان نے سرد لہجے میں کہا۔  
باقی کے سب سٹوڈنٹس کو ٹیچر زلے جا چکے تھے۔

جبکہ انہوں نے پولیس گاڑی میں جانا تھا۔

"رات کے گیارہ بجے وہ اسلام آباد تھانے میں پہنچے۔ شہاب نے اپنے کزنز میں سے ایک کو بلا لیا تھا۔

جبکہ خلیل صاحب بھی پہنچ چکے تھے۔ جیسے ہی یہ لوگ تھانے میں داخل ہوئے یمینہ خلیل صاحب کو سامنے دیکھ کر ایک مرتبہ پھر سے بکھر گئی۔

انہوں نے اسے اپنے ساتھ لگا کر تسلی دی۔

انشال کے ابو کے دوست ایس پی کی کال بھی آچکی تھی اور اس نے وہاں کے ایس ایچ او کو ساری تفصیل بتادی تھی

کہ شہاب کے خلاف نہ صرف ثبوت ہیں بلکہ اسکے وارنٹ گرفتاری بھی جاری ہو چکے ہیں اور جیسے ہی انہوں نے یونیورسٹی ٹرپ کے ساتھ لاہور پہنچنا تھا اسے وہیں سے گرفتار کر لیا جانا تھا۔

مگر قسمت سے اس کا موقع نہیں آیا۔



اسکے کزن نے اور شہاب نے بہت واویلا کرنے کی کوشش کی مگر وہ کامیاب نہیں ہو سکے کیونکہ ہوم منسٹر نے بھی اسکا نوٹس لیا تھا۔

اور آپ اس سے پوچھیں کہ کیسے اس نے یہ گھڑی والا الزام اس معصوم لڑکی پر لگوا دیا۔ یہ پلینگ اس نے کیسے کی ودان نے غصے سے اسکی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں بھی جوان بڑا جوشیلا ہے تو بتا کیسے یہ سب کیا تھا "پولیس آفسر نے سخت لہجے میں پوچھا۔ باقی سب کرسیوں پر بیٹھے تھے۔

"اس لڑکی نے ہی میری گھڑی چوری کی تھی" وہ اب بھی اپنی بات پہ سے ایک انچ ہٹنے کو تیار نہیں تھا۔  
"میٹاڈرامینگ روم کی سیر کے بعد مانے گا یا پہلے ہی شرافت سے بتا دے گا۔" پولیس آفسر اپنی چیئر سے کھڑا ہو کر شہاب کے پاس آکر اسکی گردن پر اپنی اسٹک کی نوک رکھتا ہوا بولا۔  
"میں نے کہا نا اس نے۔۔۔" وہ ابھی بھی مکر رہا تھا۔

بتاؤ نہیں تو کھال کینچ لوں گا "پولیس آفسر نے اسکی کمر پر زور سے اسٹک مارستے ہوئے چلا کر کہا کہ یمنہ کی تو چیخ نکل گئی۔

جبکہ شہاب کراہ کر رہ گیا۔

"یہ سب نہیں کر سکتے آپ" اس کا کزن چلا یا۔

"بکو اس کی تو تجھے اس سے پہلے سلاخوں کے پیچھے بھیجوں گا۔ اب تو بتائے گا یا"

"بتاتا ہوں" پولیس آفسر کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی شہاب التجائیہ انداز میں بولا۔

"جب ہمارا ٹپ شروع ہوا تھا تب ہی میں نے اچھی طرح اسکے بیگ کو دیکھ لیا تھا۔ آج دوپہر میں جب اسکی دوست اس کا بیگ لے کر روم سے باہر آئی میں نے اس کا پیچھا کیا اور شناپنگ کرتے ہوئے ایک جگہ جان کر اس سے ٹکرایا اور ایسے ظاہر کیا کہ اسے گرنے سے بچایا ہے جبکہ میں اس وقت اسکے بیگ میں اپنی گھڑی منتقل کر چکا تھا۔ میں اس سے دوستی کرنا چاہتا تھا اور اس نے مجھے اس سوال کے بدلے تھپڑ مارا تھا اس تھپڑ کا میں بدلہ لینا چاہتا تھا۔ اسی لئے میں نے یہ سب کیا" اسکی بات سن کر اس کا کزن بھی ششدر رہ گیا۔ باقی سب بھی خاموش تھے۔ جبکہ ودان نظریں نیچی کیئے خود پر ضبط کر رہا تھا نہیں تو دل تو اس کا کر رہا تھا کہ اٹھ کر اسکا منہ توڑ دے جس سے وہ اسکی بیوی کے بارے میں ایسی باتیں کر رہا تھا۔

"اچھا سر ہمیں اجازت دیں اب" خلیل صاحب نے اٹھتے ہوئے پولیس آفیسر سے اجازت چاہی۔ ودان جو کہ اسکی ٹیبل کے قریب رکھی کرسی پر بیٹھا تھا اٹھ کھڑا ہوا۔

پولیس آفیسر سے ہاتھ ملائے اسکا شکریہ کہا پھر شہاب کے نزدیک جا کر رکا۔

"آج کے بعد تمہیں اس بات کا اندازہ ہو جائے گا کہ سب سے بڑا پلیئر وہ اللہ ہے ہم بہت طریقے نکالتے ہیں بہت

سے پلیئر بنا کر دوسروں کے لئے گڑھے کھودتے ہیں مگر یہ نہیں جانتے اس میں ہم خود گر پڑیں گے۔ میں نے

تمہیں بہت مرتبہ وارن کیا بات صرف مجھ تک رہتی تو میں شاید تمہیں معاف کر دیتا مگر بات اب میری بیوی کی

تھی۔ اس کے ساتھ غلط کرنے والے ہر بندے کو میں اس کے انجام تک پہنچاؤں گا۔ انجوائے دا اینڈ آف دس

ریوتج" ایک ایک لفظ بڑے پرسکون انداز میں کہتا وہ اسے بہت کچھ بتا گیا۔

اور پھر وہاں سے نکلتا چلا گیا



اسی دن کے لیے کہہ رہی تھی کہ رخصتی کروائیں اب مگر نہیں میری کس نے سنی ہے یہاں "مصباح ساری روداد سن کر بولیں۔

پولیس اسٹیشن سے نکلتے ہی وہ لوگ رات دو بجے کی لاہور کی فلائٹ پکڑ کر گھر آئے تھے۔  
مصباح پریشان بیٹھیں انکا انتظار کر رہیں تھیں۔ گھر سے جانے سے پہلے خلیل صاحب نے مختصر مصباح کو بتا دیا تھا کہ وہ دونوں کسی مشکل میں ہیں۔

"امی کی بات صحیح ہے" وہ ان جو پہلے ہی رخصتی کا خواہشمند تھا ماں کی بات کی تائید کرنے لگا۔  
"اچھا اب تو آرام کرنے دیں۔ اللہ کا شکر ہے اس نے ہر طرح کی مشکل سے بچا لیا ہے۔ ریسٹ کر لیں پھر اس بات کو ڈسکس کرتے ہیں" خلیل صاحب نے میمنہ کی حالت دیکھتے ہوئے کہا۔ جس کے ہاتھ پر ابھی بھی خراش کے نشان تھے اور اتنی پریشانی لینے کے بعد وہ بہت ہی پژمرده سی نظر آ رہی تھی۔  
مصباح نے اسے صوفے سے اٹھایا اور رحمہ کے کمرے میں لے آئیں۔ تاکہ وہ ریسٹ کر لے۔  
"کچھ کھانا پینا ہے بیٹا"

"نہیں چچی ایر پورٹ پر چچا نے سینڈ وچز لے لیے تھے۔ وہی کھالی ہے ہیں تو اب بالکل بھوک نہیں لگ رہی"  
تھکی ہوئی آواز میں اس نے مصباح کو منع کیا۔  
"ٹھیک ہے بیٹا آرام سے لیٹ جاؤ" کہتے ساتھ ہی وہ چلیں گئیں۔

فجر کا وقت قریب ہی تھا۔ یمینہ نے اٹھ کر وضو کیا پھر نماز ادا کی۔ سلام پھیر کر وہ یکدم سجدے میں گر کر رونے لگی۔  
 "اے اللہ آپ کا میں کیسے شکریہ ادا کروں کہ آپ نے آج مجھے نا انصافی اور ایک گھٹیا پلیٹنگ کی بھینٹ چڑھنے سے بچا لیا میرے پاس وہ الفاظ ہی نہیں جو آپ کے کرم اور رحمت کو بیان کر سکیں۔ وہ خاموش لب بس آنسو بہاتی گئی۔  
 کبھی کبھی الفاظ وہ بات اللہ تک پہنچانے کا سبب نہیں بن سکتے جو آپ کے آنسو بن جاتے ہیں چاہے وہ تشکر کے ہوں یا  
 ندامت کے۔

شام میں مصباح اور خلیل نے مل کر فیصلہ کر لیا کہ اسی ہفتے میں جمعہ کی رات کو ریسیپشن دے کر یمینہ کی رخصتی کر وادیں گے۔

"مبارک ہو" رحمہ کمرے میں آئی جہاں یمینہ بیڈ پر بیٹھی کوئی کتاب پڑھ رہی تھی۔  
 "خیریت کس بات کی مبارک باد کہیں تمہارے سسرال والے تو نہیں آگئے۔" رحمہ کی بات خلیل صاحب  
 کے ایک دوست کے بیٹے کے ساتھ طے ہو چکی تھی جو کینیڈا میں ہی ہوتے تھے۔ اور انہوں نے شادی  
 کی تاریخ مقرر کرنے انہی دنوں میں آنا تھا۔  
 "ابھی تو آپ اپنے پیادے جانے کی تیاری کریں پھر میں جاؤں گی۔" رحمہ نے شوخی سے کہا۔  
 یمینہ نے الجھن بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

"آپ کے اور بھیا کے ریسیپشن کی تیاری ہو رہی ہے اس جمعہ کو۔" اور جمعہ آنے میں صرف تین دن رہ گئے تھے۔  
 یمینہ اتنی جلدی پر پریشان ہو گئی۔ ابھی تو ان دونوں کے مابین کوئی انڈر سٹینڈنگ کا رشتہ نہیں بنا تھا۔



ابھی تو دونوں ایک دوسرے کو برداشت مشکل سے کرتے تھے۔ تو ایک نئے رشتے کا آغاز کیسے کر لیتے۔ ودان کی کسی بات سے ایسا محسوس ہی نہیں ہوتا تھا کہ وہ اس کو بیوی کے رشتے میں قبول کر چکا ہے۔ ہاں اس نے اسے بچا یا ضرور تھا مگر اسکے نام جڑنے کی وجہ سے اسے آخر تو اپنی عزت کا خیال رکھنا تھا۔ مگر وہاں سے آکر بھی صبح سے شام ہو گئی تھی اس نے آکر ایک مرتبہ بھی یمینہ کا حال نہیں پوچھا تھا۔ یہ سب یمینہ کا خیال تھا۔ وہ اس بات سے انجان تھی کہ اس سب کے پیچھے اصل زور ہی ودان نے ڈالا ہے کہ اب رخصتی کرنی بہت ضروری ہو گئی ہے۔

وہ رحمہ کی خوشی نظر انداز کر گئی۔

"جچی کہاں ہیں" اس نے سنجیدہ نظروں سے رحمہ کو دیکھا اسے کسی گڑبڑ کا احساس ہوا۔

"ممی تو اپنے روم میں ہیں" رحمہ بھی سنجیدہ ہوئی۔

"اور کون کون ہے وہاں"

"کوئی بھی نہیں بابا تو باہر کہیں گئے ہیں اور سبحان لاؤنچ میں بیٹھا ہے بھیا بھی کہیں باہر گئے ہیں"

اسکے بتانے پر یمینہ کو لگا یہ سب سے مناسب وقت ہے مصباح سے بات کرنے کا۔

وہ وقت ضائع کیئے بنا تیزی سے باہر نکلی اس کا رخ مصباح کے کمرے کی جانب تھا۔

"جچی میں آ جاؤں" اس نے دروازہ ناک کر کے تھوڑا سا کھول کر سر اندر کرتے اجازت لی۔

"ارے بیٹا اس میں پوچھنے کی کیا بات ہے آؤں نا"

وہ جو پیر پیر پین پکڑے کچھ لکھنے میں مصروف تھیں انہوں نے مسکراتے ہوئے اسکی جانب دیکھا

وہ آہستہ سے چلتی انکے سامنے بیڈ پر آکر بیٹھ گئی۔ انہوں اس کے چہرے پر کوئی غیر معمولی بات نظر آئی جسے وہ سمجھنے سے قاصر تھیں۔

وہ سر نیچے کیئے گود میں رکھے ہاتھوں کو مروڑ رہی تھی۔

"میری جان کیا بات ہے جو بھی کہنا ہے یہ سمجھ کر کہو کہ تم اس وقت اپنی ماں کے سامنے بیٹھی ہو۔" انہوں نے اس کی جھجک بھانپ لی۔

"چچی میں۔۔۔ آپ ابھی یہ سب ریسپیشن کر لیں مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ مگر میں ابھی۔۔۔ میرا مطلب ہے میں ابھی پڑھنا چاہتی ہوں۔ میں ابھی رحمہ کے ہی روم میں رہ لوں۔ میں نے اس ماسٹرز کے لیئے بہت محنت کی ہے میں نہیں چاہتی کہ شادی کی ذمہ داریوں میں لگ کر میں اس سے غافل ہو جاؤں۔۔۔ بس مجھے اس کو مکمل کرنے تک کا وقت دے دیں۔۔۔" اس نے سمجھتے ہوئے جس انداز سے کہا مصباح کو اس پر بے اختیار پیار آیا۔ آگے بڑھ کر اسے ساتھ لگایا۔

"میری جان اتنا گھبر آکر کیوں یہ سب کہا۔ میں ودان کی ماں بعد میں پہلے تمہاری ہوں۔ تمہیں یاد ہے نام میں نے ہمیشہ تمہیں بہت پیار دیا ہے۔ جب ہم میرے پاس آتی تھیں ہر مرتبہ یہ خواہش زور پکڑتی تھی کہ کسی طرح تمہیں اپنے پاس روک لوں۔ تو اب جب اللہ نے تمہیں مجھے دے دیا ہے تو کیا میں تمہیں ویسے ہی پیار نہیں کروں گی۔ تم سے باقی ہر رشتہ بعد میں پہلے تم میری بیٹی ہو۔ ودان کی تم فکر مت کرو اسے اور تمہارے چچا کو میں سمجھا لوں گی۔ میں جانتی ہوں تم نے کتنے مشکل دن گزارے ہیں لیکن اب اور نہیں۔

پر اکرم اردو ناولز



ہم یہ سب اسی لئے کر رہے ہیں کہ ایک مرتبہ تمہارا اور ودان کا ریلیشن سب میں ڈکلیئر کر دیں۔ تم ٹینشن مت لو۔ تم مجھے اتنی پیاری نہ ہوتیں تو اپنے میڈ کے ساتھ میں یہ ظلم کبھی رہ کرتی۔" انہوں نے اس کے سر پر پیار کرتے ہوئے اسے اپنے اور ساتھ لگایا۔

"یہ کیا بات ہے اب" رات میں خلیل صاحب نے ودان کو سٹڈی روم میں بلا کر میمنہ کی خواہش کا ذکر کیا اور ودان شدید کوفت سے دوچار ہوا۔

"بیٹا بات اس کی غلط بھی نہیں۔ شادی شدہ زندگی کی ذمہ داریوں میں لگ کر بچیاں اس طرح پڑھ نہیں پاتیں" انہوں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

"دس از لمپلیٹلی ان فئیر آپ لوگ فضول میں اسے فیور کر رہے ہیں۔" ودان نے خفگی سے منہ پھولایا۔

"اب کیا کریں ہمیں وہ ہے ہی اتنی پیاری" خلیل صاحب کو تو یقین نہیں آ رہا تھا کہ ان کا ہمیشہ سے سنجیدہ رہنے والا بیٹا اب محبت میں رو میو بنا ان کے سامنے بیٹھے اپنی کیفیت آشکار کر رہا ہے۔

"میں تو سو تیلا ہوں نا جیسے" اس کے چڑنے پر وہ ہنس پڑے۔

"بابا آپ یہ ٹھیک نہیں کر رہے اس کا آگے ہی دماغ ٹھیک نہیں آپ اور اسے آسمانوں پر چڑھا رہے ہیں۔ میں ذرا اچھی طرح بتاتا ہوں اسے اس سب کا مطلب" اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کیا کر دے۔ اب جب وہ اسکی رگ رگ میں بس گئی تھی تو پھر سے وہ فاصلے بھیج میں لا رہی تھی۔

پر اکم اردو ناولز

"ہیلو مسٹر خبردار! میرے سامنے ہی بیٹھ کر میری ہی بیٹی کو ڈرانے دھمکانے کی بات کر رہے ہو" خلیل صاحب نے مصنوعی غصے کا اظہار کیا۔

"اوہو آپ کی بیٹی" اس نے بھی انہیں کے انداز میں کہا۔

وہ ہنس پڑے

"شرم نہیں آتی باپ کے سامنے اپنی بے تابیاں دکھا رہے ہو" انہوں نے اسے شرم دلانے کی کوشش کی۔

"آپ پہلے میرے بیسٹ فرینڈ ہیں پھر باپ ہیں" اس نے ان کی بات کا کوئی اثر نہیں لیا۔

"اللہ تم دونوں کو خوش رکھے" انہوں نے دل سے دعا دی۔

-

مگر اس دن کے بعد سے یمنہ ایسے اسکے سائے سے بھی چھپی کے تین دن وہ نظر ہی نہیں آئی۔

جب پوچھو کہاں ہے بازار پھر کمرے میں اور اب ایک پورا دن پارلر گزار کر آئی۔ فون اور میسیجز کا وہ رسیلائی نہیں

کر رہی تھی۔ ودان جھنجھلا کر رہ گیا۔

اسی میں انکی ریسپشن کی رات آئی۔

وہ ہال میں موجود تھا۔ اسکی یونیورسٹی کے بہت سے لوگ۔ رشتے دار سب اکٹھے تھے۔

یمنہ ابھی نہیں پہنچی تھی۔

"اور جی آج کیسا محسوس کر رہے ہیں" انشال کے پوچھنے پر اسے ایسا لگا کسی نے جلتی پر تیل رکھ دیا ہے۔

"خاک محسوس کرنا ہے" ودان نے اسے یمنہ کی خواہش بتائی۔



"میں بھی سوچ رہا تھا کہ اتنے ٹیڑھے لوگوں کا اتنی آسانی سے ایک ہونے کے لیے مان جانا بڑی حیرت کی بات ہے" انشال نے مسکراہٹ دبا کر ودان کو گویا آگ لگا دی۔ وہ اس وقت بلیک ڈریس پیٹ اور کوٹ میں وائٹ شرٹ اور پیچ ٹائی لگائے بہت ہی چارمنگ لگ رہا تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ اسے کوئی جواب دیتا، میمنہ گاڑی سے اترتی ہوئی نظر آئی۔

سب نے ودان کو کہا کہ آگے بڑھ کر اسکے ساتھ کھڑا ہو اور اس کو لے کر پھر ہال میں انٹر ہو۔

تمام لائٹس آف کر دی گئیں تھیں۔ صرف ایک سپاٹ لائٹ جل رہی تھی جس کی روشنی میں میمنہ اور ودان ہاتھ تھامے آہستہ آہستہ چلتے آ رہے تھے۔

تالیوں کی گرنج اور ہلکے سے میوزک میں ان کو سب نے ویلکم کیا۔

میمنہ پیچ اور سٹیل گرے میکسی پہنے لائٹ ساسیٹ پہنے خنز بصورت سے میک اپ میں آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی۔ ہر دیکھنے والی آنکھ نے رشک سے ان کے کپل کو دیکھا۔

ودان کی مضبوط گرفت میں اس کا ہاتھ آج کپکپا رہا تھا۔

وہ اسے لئیے اسٹیج کی جانب بڑھا اور پھر سب لائٹس آن کر کے اسٹیج کے گرد ودان کے سب کلاس فیلوز جو کھڑے تھے انہوں نے اسٹیج شوٹرز بنوائے تھے جن میں گلاب کے پھولوں کی پتیاں تھیں انہوں نے لائٹ آن ہوتے ہی وہ چلائے۔

ان دونوں کے ہر طرف پھولوں کی پتیاں اڑتی ہوئی اتنا خوبصورت منظر پیش کر رہیں تھیں جس کو ہر کسی کے کیمرے نے خود میں محفوظ کر لیا۔

ودان کبھی اسکے پاس آجاتا اور کبھی اٹھ کر دوستوں میں چلا جاتا۔ جیسے ہی کھانے کا ٹائم ہو افوٹو گرافر انہیں لے کر اسی ہال کے گراؤنڈ میں آگیا تاکہ انکا فوٹو شوٹ کر سکے۔

ودان پہلے سے ہی یمینہ کے فیصلے پر بھرا بیٹھا تھا اب تو اسے تنگ کرنے کا اور بھی موقع مل گیا۔

جب فوٹو گرافر اس کا ہاتھ پکڑنے کا کہتا ودان اتنے زور سے پکڑتا کہ یمینہ اسے گھور کر رہ جاتی۔

اور پھر ودان نے ایسے ایسے پوز بنوائے کہ یمینہ کا دل کیا یہیں سے بھاگ جائے۔

وہ رونے والی ہوگئی۔ ودان کی حرکتوں پر۔

"اف مجھے چکر آرہے ہیں۔۔۔ پانی پانی۔۔۔" اس نے سر پکڑ کر قدموں میں تھوڑی لڑکھڑاہٹ پیدا کی۔

ودان واقعی گھبرا گیا۔

"کیا ہوا منا۔۔۔ بیٹھ جائیں" اس نے جلدی سے پاس پڑی کرسی پر اسے بٹھایا۔

یمینہ نے اپنی اتنی اچھی ایکٹنگ پر خود کو داد دی۔

"مجھ سے کھڑے نہیں ہوا جا رہا پلیز اندر لے جائیں" اس نے آواز میں نقاہت پیدا کی۔

ودان نے باقی فوٹو سیشن کا سلسلہ بند کروایا۔

اور اسے لے کر اندر کی جانب بڑھا۔

"اف اگر اسے پتہ چل جائے کہ میں ڈراما کر رہی ہوں اس نے یہیں مجھے کچا چبا جانا ہے۔ پوز ایسے بنوا

رہا تھا جیسے بڑی محبت ہو ہم میں۔۔۔ ہم بس دکھاوا مجھے تنگ کرنے کے لیئے" اس کے ساتھ چلتے

یمینہ نے سوچا۔

پرائمری اردو ناولز



اندر لے جا کر تھوڑی دیر بعد اس نے ڈرامہ ختم کیا۔ تو ودان کی جان میں بھی جان آئی۔ مگر اسے ابھی بھی پتہ نہیں چلا تھا کہ میمنہ نے یہ سب جان بوجھ کر کیا تھا۔ وہ یہی سمجھا تھا کاوٹ کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔

جس وقت فنکشن ختم ہوا۔ اور سب مہمان باہر آئے۔ جتنے کپلز تھے ان سب کو ودان کے فرینڈز نے فلائنگ لینٹر نزدیس۔ سب نے فضا میں اڑائیں اور سب سے بڑی آخر میں ودان اور میمنہ نے مل کر اڑائی۔ پورے آسمان میں ایسا لگا چھوٹے چھوٹے ستارے ٹمٹمانے لگ پڑے ہیں۔ میمنہ نے اپنے پورے ریسپیشن میں اس اینڈنگ کو سب سے زیادہ انجوائے کیا۔

واپس آ کر رحمہ کے کمرے میں جاتے ساتھ ہی اس نے کپڑے چینج کر کے میک اتار کر وضو کرے نماز پڑھی۔ رحمہ آتے ساتھ ہی چینج کر کے سو بھی چکی تھی۔ وہ بیڈ کے دوسری جانب آ کر لیٹنے لگی کہ ڈرگن کا موبائل پرواٹس ایپ میج آیا۔

اس نے جیسے ہی اوپن کیا وائس میج آیا ہوا تھا اس نے ہینڈ فری لگا کر پلے کیا تو ودان کی کھمبیر آواز میں

One Two

کے سانگ وداؤٹ یو کی چند لائنز گنتنائیں ہوئیں تھیں۔

I can read your foolish mind

Going dark from time to time

?How's my heart supposed to beat

پرامم اردو ناولز

?How's my heart supposed to beat without you

?How am I gonna make it through

Without You

ودان کی کھمبیر آواز میں گائے گئے اس گانے نے اسکا دل اور ہی انداز میں دھڑکایا۔  
"تو کیا وہ بھی مجھے اسی انداز میں سوچنے لگا ہے جس میں میں اسے اب سوچتی ہوں یا پھر یہ بھی چڑانے کا کوئی انداز  
ہے۔۔۔۔" یمینہ کی سوچ کا دائرہ ابھی بھی وہیں اٹکا ہوا تھا۔

یار آج شام میں آج انکاح کے لیئے میری شلوار قمیض لینے جانا ہے " انشال کے نکاح کے دن بھی قریب  
آتے جارہے تھے۔ اور ودان بھائی بن کر اسکے ہر کام میں آگے تھا۔  
ادھر ان کے اپنے گھر میں ودان اور یمینہ کے ریسپیشن سے اگلے دن ہی رحمہ کے ہونے والے سسرال کا فون  
آگیا کہ وہ اسی ہفتے آرہے ہیں اور انکے آنے کے دس دن بعد انکی شادی کی ڈیٹ فائنل کر دی گئی۔  
یونیورسٹی میں ان کا سیکنڈ سمسٹر شروع ہو چکا تھا۔ ودان اور یمینہ اکٹھے آتے جاتے تھے۔ ودان اب چاہتا بھی تو یمینہ  
کے لیئے وہ اجنبیت اور لا تعلقی آہی نہیں پاتی جو وہ ودان سے روارکھے ہوئے تھی۔  
وہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ آخر وہ کیوں اس بے گانگی کو طول دے رہی ہے۔

ایسا نہیں تھا کہ وہ اس سے نارملی بات نہیں کرتی تھی مگر اپنے رشتے کے حوالے سے کچھ بھی کہنے سے کتراتی تھی۔  
ان کی نوک جھونک اسی طرح برقرار تھی۔



اس دن ودان اور سبحان لاؤنج میں بیٹھے میچ دیکھ رہے تھے کہ میمنہ تیزی سے اندر آئی۔

"سبحان میرا موبائل دیکھا ہے کہیں" پریشان سی آواز ودان کو پیچھے سے سنائی دی۔

"نہیں بھابھی" سبحان اور رحمہ اسے ودان کے حوالے سے ہی بلاتے تھے اب۔

"ہائے اللہ کہاں چلا گیا" اس نے پریشانی سے چاروں جانب دیکھتے ہاتھ سر پر رکھا۔

"بھائی آپکے پاس موبائل ہے بیل دیں۔ بھابھی سائلنٹ تو نہیں تھا" سبحان نے ودان کو کہتے ساتھ ہی میمنہ سے تصدیق کی۔

"نہیں سائلنٹ تو نہیں تھا" میمنہ کی آواز میں اب بھی پریشانی گھلی تھی۔

"مل جائے گا یا رٹینشن مت لو" ودان نے اسکے موبائل پر بیل دیتے اسے تسلی دی۔

بیل کی آواز ودان کے پاس رکھے کشن کے نیچے سے آئی۔

اس نے جیسے ہی کشن اٹھا کر موبائل پکڑا تو ڈریگن کالنگ دیکھ کر اس نے گھور کر میمنہ کو دیکھا۔

وہ اپنی پریشانی میں بھول چکی تھی کہ اس نے ودان کا نام ڈریگن سے سیو کیا ہے۔

سبحان کی بھی جیسے ہی نظر اسکرین پر پڑی اسکی منہ سے ہنسی کا فوارہ نکلا۔

"بابا بابا بھائی! یہ تو محبت کی انتہاء ہو گئی ہے" اس نے ودان کو چھیڑا۔

"کسی کے موبائل پر اسکی اجازت کے بغیر نظر بھی نہیں ڈالتے" میمنہ کہاں شر مندہ ہونے والی تھی اس کے ہاتھ سے موبائل جھپٹتے ہوئے بولی۔

پر اگم اردو ناولز

"جب بیوی اپنی ہوتا تو اسکی چیزوں پر نظر ڈالنے کے لئیے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی" ودان نے اسے اپنے مابین رشتہ بتایا۔

"ان پر تو غصہ ہو رہے ہیں آپ نے بھابھی کا نمبر کس نام سے سیو کیا ہے وہ بھی تو بتائیں نا" سبحان کی نظر کال ملاستے وقت اسکے موبائل پر پڑ چکی تھی۔

"شٹ اپ" ودان نہیں جانتا تھا کہ سبحان دیکھ چکا ہے لہذا اب بات کھلنے کے ڈر سے جلدی سے پوچھا۔ ورنہ اپنا نام دیکھ کر وہ واقعی ویسپا ر بن جاتی۔

"کس نام سے سیو کیا ہے دکھائیں مجھے" یمینہ بھی متحس ہوئی۔ اتنا تو وہ جانتی تھی کوئی اچھا نام نہیں ہو گا مگر اتنا برا تھا یہ بھی وہ نہیں سوچ سکتی تھی۔

"جائیں اب مل گیا ہے نامو جاگل میچ دیکھنے دیں۔" وہ جو اسکے صوفے کے پاس کھڑی تھی ودان نے اسے ٹالنے کے لئیے جلدی سے کہا اور اپنی توجہ ٹی وی کی جانب مبذول کی۔

"دیکھے بغیر تو میں نہیں جاؤں گی" اسکی بات پر سبحان ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔

"بھائی دکھاؤ نا اب" اس نے ودان کو چڑایا۔ جبکہ یمینہ اپنا نام دیکھنے کے اشتیاق میں اس کے اور قریب آ گئی۔

"تم اپنی بکو اس بند رکھوں۔ کوئی نام نہیں رکھا جائیں اب" ودان نے موبائل ٹی شرٹ کی فرنٹ پاکٹ میں ڈالتے ہوئے اسے ایک مرتبہ پھر ٹالنا چاہا۔

مگر یمینہ نے اسکی پاکٹ سے بڑے مزے سے موبائل اچک لیا۔

ودان تو اس کی جرات پر ہکا بکارہ گیا۔ پھر جلدی سے کھڑے ہوتے اسکا بازو پکڑ کر اسے اپنی جانب کھینچا۔



"دیکھنے دیں مجھے کہ کیا رکھا ہے" میمنہ نے موبائل اپنے ایک ہاتھ میں پکڑ کر اسکی پہنچ سے دور کرنا چاہا جو ہاتھ آگے بڑھا کر موبائل اس سے لینے کی کوشش کر رہا تھا۔

"جان من رکھا ہے۔۔ بس سکون آگیا منادیں واپس" وہ جھنجھلایا

جب کہ منانے تیزی سے کھول لیا یہ بھی شکر تھا کہ اس پر پیٹرن یا پاس ورڈ نہیں رکھا تھا۔

جیسے ہی اس نے کال لوگ میں چیک کیا تو اسکا نمبر ویسپائر کے نام سے سیو تھا۔

اسکا تو غصے اور بے یقینی کے ملے جلے تاثرات سمیت منہ ہی کھل گیا۔

ودان بھی موبائل اسکے ہاتھ سے لینے کی کوشش ترک کر چکا تھا۔

"ایسی لگتی ہوں میں آپکو" وہ تو صدرے میں ہی چلی گئی۔ مڑ کر ودان کو غصے سے دیکھتے ہوئے بولی۔

"اور میں ڈر گین دکھتا ہوں آپکو" اس نے الٹا سوال کیا۔

"لڑکوں کے امیج کی خیر ہوتی ہے ایشو سار لڑکیوں کے امیج کا ہوتا ہے" اس نے تاسف سے ودان کو دیکھا۔

"واہ کیا لاجک ہے" ودان نے اسے طنزیہ سراہا۔

"اب تو بالکل آپکا باریکٹ" غصے سے اسکا موبائل اسکے ہاتھ پر رکھتی وہ دھب دھب کرتی چلی گئی۔

جبکہ سبحان کی۔ تیزی ابھی تک باہر تھی۔

"تو پھوٹ ڈلوادے" ودان نے جلے دل سمیت اسے کہا۔

پہلے کون سا ان کے خوشگوار تعلقات تھے ودان نے حسرت سے سوچا۔

پرامن اردو ناولز

"مبارک ہو جی آپکے سسرال والوں کی بھی آمد ہو ہی گئی۔ آج شام میں آرہے ہیں" یمینہ ابھی ابھی چچی کے پاس سے اٹھ کر آئی تھی جہاں رحمہ کے سسرال والوں کا فون آیا تھا۔ وہ ایک دن پہلے ہی کینیڈا سے آئے تھے اور اب ان سے ملنے کے لیے آنا چاہتے تھے۔

خلیل صاحب نے انہیں ڈنر پر بلایا تھا۔ لہذا یمینہ نے چچی کے ساتھ مل کر ساری ڈشز تیار کیں۔

"کون سے شیف کو بلوایا تھا۔" ودان کچن میں آیا جانتا تھا کہ سب انہوں نے گھر پر بنایا ہے۔ مگر یمینہ کو سامنے دیکھ کر اسے تنگ کئیئے بنا رہ نہ سکا جس نے واقعی اس دن کے بعد سے ودان کا بائیکاٹ کیا ہوا تھا۔

اس سے بات چیت بند تھی۔ یمینہ نے تیکھی نظروں سے اس کی جانب دیکھا جو اسکے قریب کھڑا شالک کی پلیٹ میں سے ایک اسٹک اٹھا کر کھانے لگا کہ یکدم وہ اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر پڑی۔

"بہت ہی کوئی بری نظر ہے آپکی" ودان نے افسوس سے سر ہلاتے اس نے یمینہ کی جانب دیکھا جو اپنی مسکراہٹ روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"شکر کریں بری ہے۔"

"ہمیں تو یہ بری بھی منظور ہے مگر شرط یہ ہے کہ آپ ڈالیں تو صحیح۔" ودان نے شکر کیا کہ اس نے چپ شاہ کا روزہ توڑا۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی رحمہ کے سسرال والے آگئے۔

ودان نے وہ گری ہوئی اسٹک اٹھا کر سائیڈ پر رکھی اور یمینہ پر ایک گہری نظر ڈالتا ہر چلا گیا۔ جو اس وقت موو کلر کا شیفون کا فراق پہنے دوپٹہ سلیقے سے سر پر جمائے بے حد حسین لگ رہی تھی۔



ودان خود ڈارک گرین کرتے اور وائٹ شلوار پہنے ہوئے بازو آگے سے فولڈ کئیئے بے حد ڈیشنگ لگ رہا تھا۔

"اسلام علیکم" وہ جوس کے گلاس لے کر ڈرائیونگ روم میں داخل ہوئی۔ اور ہولے سے سب کو سلام کیا۔

(شیراز) لڑکے کے ماں باپ اور بہن موجود تھے۔ وہ دوہی بھائی تھے ایک نے تو شادی سے ایک دن پہلے ہی آنا تھا اور شیراز انکے ساتھ نہیں آیا تھا۔

"وعلیکم سلام ماشاء اللہ بہت ہی پیاری بہو ہے آپکی" انہوں نے یمینہ کے سلام کرنے پر اٹھ کر اسے گلے لگاتے ستائش بھری نظروں سے دیکھتے مصباح سے کہا۔

"بہو نہیں جی بیٹی۔ اصلی بیٹی تو اب یہی ہے رحمہ تو اب آپکی بیٹی بن گئی ہے" انہوں نے فخر اور محبت سے یمینہ کو دیکھتے ہوئے کہا جو سب کو جوس سرو کر رہی تھی۔

ودان ابھی ابھی اٹھ کر گیا تھا۔

جیسے ہی وہ اندر آیا یمینہ کو صوفے پر بیٹھے دیکھ کر خود بھی اسکے ساتھ بیٹھ گیا اور بازو پیچھے کر کے صوفے کی پشت پر ایسے رکھا کہ یمینہ اسکے حصار میں آگئی۔

"چھپوروں والی حرکتیں مت کریں" یمینہ نے آہستہ سے کہتے اس طرح اسے دیکھا کہ باقیوں کو یہی لگا کہ وہ بہت نارمل گفتگو کر رہے ہیں۔

پر اتم اردو ناولز

"شریف شوہر کے روپ میں میں آپکو قبول نہیں تو سوچا اب تھوڑا چھپھورا ہی بن جاؤں" ودان نے بھی اسکی جانب مسکراتے ہوئے دیکھا اور اس مسکراہٹ میں جو زچ کرنے والے تاثرات چھپے تھے یہ بس یمینہ ہی جانتی تھی۔

"کل پریزنٹیشن ہے اور انکے جانے کے بعد آپ نے مجھے سنا ہی ہے"

"کیوں آپ نے میرے نمبر لگانے ہیں کیا۔"

"نہیں جتنی آپ نل ہیں کہیں کل میری ناک ناکٹو ادینا۔ اب تو سب کو پتہ ہے کہ آپ میری بیوی ہیں۔ میرا امپریشن خراب ہو گا۔" اسکی مسلسل زچ کرنے والی مسکراہٹ پر یمینہ تلملائی۔ پھر وہاں سے اٹھ کر ٹیبل پر کھانا سیٹ کرنے لگی

کھانا کھانے کے بعد جیسے ہی وہ لوگ واپسی کے لیئے نکلے اور یمینہ کچن سمیٹ کر فارغ ہوئی۔ ودان کے میسجز پہ میسجز آنا شروع ہو گئے کہ پریزنٹیشن کی تیاری کے لیئے میرے روم میں آئیں۔ یمینہ مرتاکیانہ کرتا کے مصداق رحمہ کے کمرے سے پریزنٹیشن کا میٹیریل لینے چل پڑی۔

بارہ بج چکے تھے۔ تھکن سے برا حال تھا لیکن اسے پتہ تھا جو صاحب بہادر کے دماغ میں آجائے کر کے دم لیتا تھا۔ مگر رات کے اس پہر اسکے کمرے میں جاتے ہوئے ایک عجیب سی جھجک محسوس ہو رہی تھی۔ ودان کا کمرہ اوپر کی منزل میں تھا۔

وہ اکثر اسکے روم میں آ جاتی تھی اسکے کپڑے رکھنے یا کام والی سے کبھی کبھی کام کروانے مگر تب جب ودان کمرے میں نہ ہو۔



آج وہ پہلی مرتبہ اسکی موجودگی میں جارہی تھی۔

دھڑکتے دل سے اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔

"کم ان" کی آواز پر وہ جیسے ہی اندر داخل ہوئی اور اپنے پیچھے دروازہ بند کیا  
یکدم کمرے کی لائٹ بند ہو گئی۔

سوائے ٹیرس سے ہلکی سی روشنی کے علاوہ اور کوئی لائٹ نہیں آرہی تھی۔  
"ودان" وہ خوفزدہ ہو کر بولی۔

اس نے ادھر ادھر ہاتھ مارے اور ساتھ ساتھ ودان کو آواز دی۔

کمیکدم اسکے بیڈ کے سامنے پڑی ہوئی ٹیبل کے پاس ماچس کی روشنی میں ودان نظر آیا۔  
"یہ کیا مذاق ہے" اسے تھوڑی سی تسلی ہوئی ودان کو دیکھ کر تو ناراضگی سے بولی۔  
ودان نے کوئی جواب نہ دیا اور جھک کر کوئی کینڈل سی آن کی۔

مگر وہ کینڈل نہیں پتیوں سے جڑا ایک گلوب سا تھا۔ جیسے ہی اسکے اوپر کی کینڈل جلائی وہ یکدم پھول کی شکل میں  
کھل کر گھومنے لگا اور ہلکا سا میوزک اس میں سے سنائی دینے لگا۔

پاس ہی کیک پڑا تھا۔ جس پر بڑا بڑا پیسی برتھ ڈے لکھا تھا۔

"ودان نے آگے بڑھ کر اسکا ہاتھ تھاما اور اسے ٹیبل کے پاس لے آیا۔

نظریں اب بھی اسکے صبح چہرے پر جمیں تھیں۔

پرامم اردو ناولز

یمنہ کو بھول چکا تھا آج کا دن اور یہ تو وہ بہت سالوں سے بھول چکی تھی کہ اسکی برتھ ڈے کب آتی تھی۔ جب منانے والے ہی نہیں رہے تھے تو اسے یاد کر کے کیا کرنا تھا۔

ودان کی اس کئیر پر اسکی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ ودان اسے سب سے پہلے وش کرنا چاہتا تھا اور چاہتا تھا کہ جیسے ہی یہ دن شروع ہو وہ یمنہ کے سب سے قریب ہو۔ پریزنٹیشن کا بہانہ کر کے اس نے یمنہ کو اسی لیئے بلایا تھا کہ وہ جانتا تھا کہ اگر ویسے ہی آنے کو کہا تو وہ کبھی بھی نہیں آئے گی۔

"رونے کی نہیں ہو رہی اس کینڈل کی لائٹ میں تو واقعی ویسپا رہی لگ رہی ہیں۔ کاش میں کیک پر اس وش کے ساتھ ویسپا کے اضافہ بھی کروالیتا۔" ودان کی اس بات پر جودکھ اور خوشی کے ملے جلے تاثرات تھے انہیں بھاڑ میں جونک کروہ پنچ تیز کر کے اس سے لڑنے کو تیار ہو گئی۔

"کس نے کہا تھا پھر یہ سب کرنے کو کوئی احسان نہیں کیا مجھ پر آپ کا فرض ہے میرا خیال کرنا" وہ کہاں کوئی بات خود پر آنے دیتی تھی۔ اور ودان کا جو ارادہ تھا اسے تکلیف کی کیفیت سے باہر لانے کا وہ اس میں کامیاب ہو گیا تھا۔ "اچھا چلیں لڑ بعد میں لینا پہلے کیک کاٹیں۔" اسے کیک کاٹنے کا کہتے ساتھ ہی ودان نے وہاں سے ہٹ کر کمرے کی لائٹس آن کیں۔

ٹبل پر کیک کے ارد گرد گلاب کی پتیوں کا دائرہ بنایا ہوا تھا۔

"چاہے جو بھی ہے مگر میری زندگی کے اہم دنوں کو یاد گار اور خوبصورت یہ ضرور بنانا ہے" اس نے دل میں ودان کی اس چھوٹی سی مگر بھرپور سیلیبریشن کو دل میں خوب سراہا تھا۔

"چلیں جی اب کیک کاٹیں یا پہلے اکیس توپیں چلو اوں" ودان کی بات پر وہ ایک مرتبہ پھر سے کوفت میں مبتلا ہوئی۔



"اف اگر یہ بندہ محبت سے بول لے تو اس کا کیا چلا جانا ہے" اس نے سڑے دل سے کیک کاٹا۔

"کھلائیں گی" ودان نے شرارت سے کہا۔

"جی کیوں نہیں" یمیمنے کے شرافت سے ماننے پر وہ حیران ہوا جی بے ہی ہس نے انگلی میں اٹھا کر کیک اسکے قریب کیا اور ودان نے منہ کھولا یمیمنے نے کیک اسکے گالوں پر لگا دیا۔ اور اسکی شکل دیکھ کر خود ہنستی چلی گئی۔

"یہ دشمنی کا عملی آغاز آپ نے کیا ہے اب میں جو کچھ کروں چیخنا نہیں" ودان نے خطرناک تیوروں سے اسکی جانب دیکھا۔

"اہیں" یمیمنے کو خطرے کی بو آئی اور اس نے دوڑ لگانے کی کوشش کی کہ ودان نے اسکا بازو پکڑ کر اسے قابو کیا اور کیک کا بڑا سا پیس اٹھا کر اسکے پورے منہ پر مل دیا۔

یمیمنے تو اپنی درگت پر رونے والی ہو گئی۔

ودان نے جلدی سے موبائل نکال کر اسکی ایک تصویر لی اور پھر ہنستا چلا گیا۔

یمیمنے یکدم اسکی وارڈروب کی جانب مڑی ودان حیران ہوا کیونکہ اسکے خیال میں تو اسے آسمان زمین ایک کر دینا چاہیئے اپنی حالت پر۔

یمیمنے نے اسکی وارڈروب کھولی جہاں آج صبح ہی اس نے ودان کی شرٹس پر پریس کر کے ہنگ کیس تھیں۔

یمیمنے نے اس میں سے جلدی سے اسکی ایک بلیک شرٹ نکالی جو اسکی فیورٹ تھی۔

اس سے پہلے کہ ودان کچھ سمجھتا اسے نے اس شرٹ سے اپنا چہرہ صاف کیا۔

"منا یو۔۔۔۔۔ یہ میری فیورٹ شرٹ تھی" وہ صدمے سے چیخا۔

"اور میں آپکی فیورٹ بیوی" یمینہ نے شرارت سے مسکراتے ہوئے اسے اور بھی چڑایا۔  
اس سے پہلے کہ وہ اسے پکڑتا اب کی بار یمینہ نے دروازے کی جانب دوڑ لگائی۔  
اور کھکھلاتے ہوئے باہر نکل گئی۔

جو بھی تھا و دان نے واقعی آج کا دن اسپیشل بنا دیا تھا۔

اس نے کمرے میں آکر منہ دھوتے ہوئے سوچا۔

پھر موبائل پکڑ کر اسے میسج کیا۔

"کھینکس فار دس میکنگ مائی برتھ ڈے سوا اسپیشل" اور موبائل رکھ کر مسکراتے ہوئے لیٹ گئی۔

جبکہ و دان کو یمینہ کی محبت کے آگے اب اپنی کسی چیز کے کھو جانے کا کوئی افسوس نہیں تھا۔

اس نے مسکراتے ہوئے سوچا۔

یمینہ بیٹے مہندی کی سب پلیٹس ریڈی ہیں نا" مصباح نے اورنج اور اولیو گرین شرارے میں چمکتی دھمکتی یمینہ کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ماتھا پٹی لگائے لائٹ سے میک اپ میں دوپٹہ سر پر ٹکائے خوبصورت سی چٹیا کندھے سے آگے ڈالے وہ ہر دیکھنے والی آنکھ کو ہنسنے پر مجبور کر رہی تھی۔

"چچی پریشان نہ ہوں سب ہو گیا ہے" یمینہ نے انکی پریشانی پر پیار سے انہیں دیکھتے کہا۔

"اور یہ ودی کو ذرا جا کر دیکھو لڑکے والے آنے والے ہوں گے۔ اس نے تولیڑیوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ بیوی

تیار پھر رہی ہے اور جناب کی تیاری ہی ختم نہیں ہو رہی" انہوں نے یمینہ کو اسکے کمرے کی جانب بھیجتے ہوئے کہا۔

ایسے حلیے میں و دان کا سامنا کرنے سے اسکے قدم من من بھر کے ہو رہے تھے۔



اپنی غیر ہوتی جالت سنبھالتے وہ کمرے میں آئی جہاں ودان شیشے کے سامنے کھڑا بالوں میں برش پھیرتا رہا تھا۔  
ڈارک بلو شلوار قمیض پر اورنج اور بلیو کلر کی واسکٹ پہنے اپنی خوبصورت سی بیئرڈ میں وہ یمینہ کے دل کے تار چھیر  
گیا تھا۔

"چچی کہہ رہی ہیں کہ آپ کی منہ دکھائی کب ہوگی۔" یمینہ نے اپنے احساسات سے نظر چرانے کے لیے جان بوجھ  
کر ودان کو چڑانے والی بات کی۔

"جب تک آپ کی آمد کمرے میں نہ ہوتی۔ بھی میری منہ دکھائی کا پہلا حق تو میری بیوی کا ہی بنتا ہے نا" اس نے شیشے  
میں سے یمینہ کو دیکھتے ہمیشہ کی طرح لاجواب کیا۔

"آپ جب تیار ہوئیں تھیں تو کیا لائٹ چلی گئی تھی" اس نے مرکز یمینہ کو ناقدانہ نظروں سے دیکھتے کہا۔  
"کیوں" یمینہ کو اسکے سوال پر کسی گڑبڑ کا احساس ہوا۔

"آپ کا لائٹ ٹھیک نہیں لگا"

"کیا" اسکی بات پر تو یمینہ کا دل بیٹھ گیا کتنے سارے مہمانوں سے وہ مل آئی تھی۔

تیزی سے چلتی ہوئی ودان کے پاس کھڑی ہوئی۔ جس نے اسے اپنے بازو کے حصار میں لیتے موبائل آن کرتے شیشے  
میں سے اپنی اور یمینہ کی تصویر لی۔

یہ سب اتنی اچانک ہوا کہ یمینہ کچھ لمحے تو ہل ہی نہ پائی۔

"کھینکس" اسکی خوبصورت مگر حیرت زدہ آنکھوں میں دیکھتے ہوئے وہ بولا۔

"ہمیشہ سے چیڑ ہی رہے ہیں آپ" یمینہ نے اسی محبت پاش نظروں سے نظر چراتے ہوئے کہا۔

"اتنا ہینڈ سٹم اور لونگ چیئر بھی نصیب والوں کو ملتا ہے" اس نے آہ بھرتے ہوئے کہا۔

"اچھا چلیں اب باہر" اس نے ودان کا بازو کندھے سے ہٹاتے ہوئے کہا۔

"چلتے ہیں آپنی تیاری میں ایک چیز کی کمی ہے ابھی" ودان نے اسکا ہاتھ پکڑ کر روکتے ہوئے کہا جو دروازے کی جانب یل پڑی تھی۔

"نومور چیئنگ" میمنہ نے اسے وارن کیا مبادا اب اور کیا کر جاتا وہ تو اسکو بلانے کی ہامی بھر کر اچھا پھنسی تھی۔  
ودان نے کوئی جواب دیئے بنا ایک خاکی لفافہ کھولا اور اس میں سے موتیے کی کلیوں کی مالا نکال کر میمنہ کی چٹیا پر لگائی۔

"ناؤ یو آر لنگ پر فیکٹ" ودان نے تھمبراپ کا اشارہ کرتے اسے کہا اور باہر کی جانب قدم بڑھا دیئے۔

مہندی کا فنکشن زبردست جارہا تھا۔ رسموں اور کھانے سے فارغ ہوئے تو سب ینگ پارٹی نے ودان سے فرمائش کی کہ وہ اپنی خوبصورت سی آواز میں کوئی گانا سنائے۔

یمنہ پہلے بھی اپنے ریسپشن والی رات ودان کے واٹس ایپ میسج میں اسکی خوبصورت آواز کا جادو سن چکی تھی۔ مگر اب اسے گٹار کے ساتھ گاتے ہوئے اپنے سامنے پہلی مرتبہ سن رہی تھی۔

سب گول دائرے کی شکل میں نیچے بیٹھے تھے گاؤں تکیوں کا خوبصورت سیمنگ ارینجمنٹ کیا گیا تھا۔

ایک مائیک ودان کے سامنے رکھا اور ودان نے کرسی پر بیٹھ کر گٹار سنبھالتے ایک نظر سامنے بیٹھی میمنہ کو دیکھا۔  
اس ایک نظر میں کس قدر جذبے تھے میمنہ کے لیئے شمار کرنے مشکل ہوگئے۔

ودان نے سر نیچے کر کے ہولے سے گٹار کی تاریں چھیریں اور میمنہ کو ایسے لگا اسکے دل کی تاریں چھیر دی ہوں۔



پھر گٹار پرودا نے

Matthew Perryman Jones

کے گانے کی دھن چھیڑی۔ سر اٹھا کر میمنہ پر ایک نظر ڈال کر آنکھیں بند کرتے گنگنایا

How can I forget you

When memories come and go

You're all I've ever wanted

You're all I've ever known

Can I be happy

?Living with your ghost

The pictures tell the story

I took them off the wall

It's hard enough to get through

I still can feel the fall

?Do you even think of me at all

Oh, I want you

Only you

پرائم اردو ناولز

I want you

Only you

I can start it over

And find somebody new

A beautiful distraction

Just a hand to hold on to

But if you ask me

?Would that love be true

No, I want you

Only you

I want you

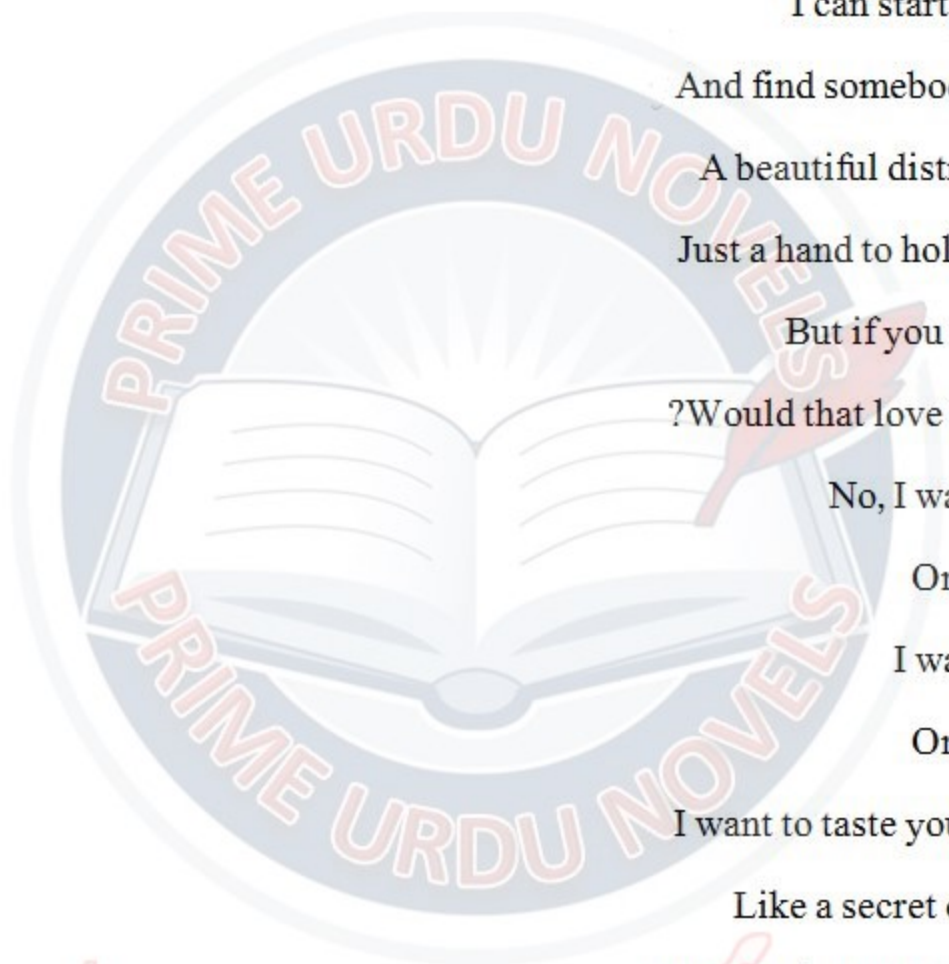
Only you

I want to taste you again

Like a secret or a sin

Breathin' out, breathin' in

There is no one else for me





آنکھیں کھول کر وہ تھوڑا سا رکاز نظر سامنے گئی جو اسکی آواز سے مسمر اتر ہو چکی تھی۔ وہ گنار اتار تا اپنی جگہ سے اٹھا اور آہستہ آہستہ چلتا اسکی جانب آیا۔ وہ آنکھیں کھولے سانس روکے اسے اپنی جانب بڑھتا دیکھا رہی تھی۔ جس کے ایک ہاتھ میں مائیک تھا۔

سب نے شور مچا کر اسے بک اپ کیا وہ محبت کا جہاں آنکھوں میں سمیٹے ہلکی سی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے اسکے سامنے دو زانو ہوا۔ اور ہولے سے مائیک میں گنگنایا

I want you

Only you

I want you

Only you

یمنہ جواب تک یہ سمجھے ہوئے تھی کہ ودان کے دل میں اسکے لیئے کوئی فیلنگز نہیں اتنے لوگوں کے سامنے ایسا اظہار محبت سن کر شرم سے سرخ ہو گئی۔ نگاہیں نیچے کر کے بے اختیار ودان کی نظروں سے بچنے کے لیئے چہرہ ہاتھوں میں چھپا لیا۔ سب نے اور زور و شور سے تالیاں بجاتے اس لمحے کو اور بھی یادگار بنا دیا۔

اگلے دن بارات پر یمنہ نے خوبصورت سی فلم اور ڈل گولڈ کی ساڑھی پہن رکھی تو اور سر پر انہی رنگوں کے امتزاج کا اسکارف لے رکھا تھا۔

ودان کو اسکا اپنی خوبصورتی کو غیر کی نظروں سے بچائے رکھنے کا یہ انداز بے حد پسند تھا۔

اور یہی انداز اسکی شخصیت کو اور بھی باوقار بناتا تھا۔

یمینہ رحمہ کے ساتھ برائیدل روم میں بیٹھی تھی وہ سب ہال میں بارات کو ریسو کر رہے تھے۔ نکاح چونکہ مہندی پر ہی ہو چکا تھا لہذا سب اس وقت ریلیکس ہو کر اس فنکشن کو انجوائے کر رہے تھے۔

"ہاتھ کیوں اتنے ٹھنڈے ہو رہے ہیں تمہارے" یمینہ نے رحمہ کے ہاتھ پکڑتے اسکے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔

"عجیب سی گھبراہٹ ہو رہی ہے" ریڈ اور ڈارک گرین لہنگے اور لانگ شرٹ میں وہ دلہن بنی بے انتہا پیاری لگ رہی تھی۔

یمینہ کے ساتھ تو بہنوں سے بڑھ کر تھی۔

یکدم اسکے رخصت ہونے کے خیال سے یمینہ کی آنکھیں نم ہوئیں۔

"فضول میں پریشان مت ہو" یمینہ نے اپنے آنسوؤں پر بمشکل قابو پاتے اسے پیار سے اپنے ساتھ لگایا۔

"اچھا آپ مجھ سے وعدہ کریں" رحمہ نے اسکے ہاتھ کو اور بھی مضبوطی سے پکڑتے ہوئے کہا۔

"کون سا وعدہ" اس نے حیران ہو کر پوچھا۔

"آپ اب میرے بھائی پر ترس کھائیں اور اپنی فی زندگی کا آغاز کریں میں آپ دونوں کو بہت خوش اور اکٹھے

دیکھنا چاہتی ہوں" رحمہ نے آس سے اسے دیکھتے ہوئے وعدہ لینا چاہا۔

"دل تو نہیں کر رہا کیونکہ وہ بہت تنگ کرتے ہیں مجھے، صحیح معنوں میں خون جلاتے ہیں میرا پھر بھی ہم کہتی ہو تو

ٹھیک ہے" یمینہ نے اسے ایسے دیکھا جیسے احسان عظیم کر رہی ہو اسکی بات مان کر۔ پھر ہنسنے لگی۔



"تھینک یو" رحمہ نے اپنے حلیئے کی پرواہ کیئے بنا اسے زور سے بھینچا۔  
"چلو یار یہ پیماں جپھیاں بعد میں ڈالنا رحمہ کو لے کر باہر آؤ" شمین جو ہر ہر فنکشن میں انکے ساتھ تھی۔ تیزی سے  
اندر آتے ہوئے یمینہ سے بولی۔

رحمہ کی رخصتی کے بعد وہ لوگ کچھ مطمئن اور افسردہ سے گھر لوٹے۔ مطمئن اسی لیئے کہ بہت اہم فرض خوش  
اسلوبی سے انجام پایا اور اداس اسی لیئے کہ گھر کی لاڈلی بیٹی اپنے گھر کو رخصت ہوئی۔  
ودان نے اسکی رخصتی کے وقت سے اب تک بہت حوصلے سے کام لیا اور خلیل صاحب اور مصباح کو بڑی ہمت سے  
سنجھالاجو بیٹی کے چلے جانے سے بہت غم زدہ تھے۔

مگر گھر آکر اسکی اپنی ہمت جواب دے گئی تھی۔ گھر آتے ہی یکدم سونا سا لگا تھا۔ وہ سیدھا اپنے کمرے میں چلا گیا۔  
جبکہ یمینہ اور سبحان مہمانوں کو ہینڈل کر رہے تھے۔ جب سب سونے کے لیئے کمروں میں چلے گئے تو یمینہ  
نے کچن میں جا کر دو کپ بنائے۔ جلدی سے چیز سینڈوچ تیار کیئے وہ جانتی تھی کہ ودان نے کچھ  
نہیں کھایا ہوگا۔ سر درد کی ایک ٹیبلٹ رکھی اور ٹرے اٹھائے ودان کے کمرے میں آئی۔

اندر آتے ہی اسکی نظر سیدھی ٹیرس پر کھڑے ودان پر پڑی۔ جو ریلنگ پر دونوں ہاتھ جمائے سر جھکائے کھڑا  
تھا۔ یمینہ نے ٹرے ٹیبل پر رکھی اور سلائیڈنگ ڈور کھول کر ودان کے قریب جا کر اسکے کندھے پر  
ہاتھ رکھا۔

اس نے چونک کر پیچھے دیکھا اور پھر ایک ہاتھ سے اپنی گیلی آنکھیں صاف کیں۔

وہ جان گئی کہ آج ودان کو اسکی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔

کیسا رشتہ تھا انکے بیچ ایک دوسرے کو زچ کرتے، لڑتے جھگڑتے، مگر دل کی باتیں اتنی آسانی سے جان لیتے۔

شاید اللہ نے یہ رشتہ بنایا ہی ایسا ہے کہ اتنے بہت سے اختلافات ہونے کے باوجود میاں بیوی میں احساس، محبت اور چاہت کا رشتہ ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ اور یہی اس رشتے کی خوبصورتی ہے۔

"اداس اچھے نہیں لگتے" اب کی بار اس نے ودان کے کندھے پر سر رکھتے ہوئے اتنے ناز سے کہا کہ وہ اتنی ٹینس حالت میں بھی مسکرا اٹھا۔

گردن موڑ کر اسکے پیار بھرے اظہار کو دیکھا۔ جو آج محبت آنکھوں میں سموئے اسکی جانب دیکھ رہی تھی۔  
"خیریت ہے آج" وہ سیدھے ہوتے ہوئے بولا۔ یمینہ نے بھی اسکے کندھے سے سر اٹھایا۔

"پہلے وہ نوش فرمائیں پھر بتاؤں گی" یمینہ نے اندر کی جانب اشارہ کرتے ہوئے نہایت مہذب لہجے میں کہا۔  
ودان تو اسکے انداز دیکھ کر ٹھٹھک رہا تھا۔

"کیوں جان لینے پر تلی ہیں ایسے انداز۔۔۔" ودان نے بات ادھوری چھوڑتے حیرت کا اظہار کیا۔

پھر اسکے ساتھ اندر بڑھتے ہوئے ٹرے دیکھ کر حقیقت میں اس پر بہت پیار آیا۔ کیسے وہ جان گئی تھی کہ اس کچھ کھایا نہیں ہوا۔

پہلے مہمانوں کو دیکھنے کے چکر میں اور پھر رحمہ کی رخصتی کے بعد اتنا دل بھرا آیا تھا کہ کچھ کھانے کو دل نہیں کر رہا تھا۔ مگر اس وقت چائے کی شدید طلب ہو رہی تھی۔

پر اکرم اردو ناولز



"اوہوں۔۔۔۔۔ یہ سینڈوچز میں نے دیکھنے کے لیئے نہیں بنائے" اس نے ودان کو چائے کا کپ پکڑتے دیکھ کر ٹوکا۔

"دل نہیں کر رہا" رحمہ کی رخصتی کا ایک بار پھر سے سوچ کر دل بھر آیا۔ اور انسان اسی کے سامنے اپنے دل کا حال بیان کرتا ہے جس سے وہ سب سے زیادہ محبت کرتا ہے تو پھر وہ اپنی کیفیت یمینہ سے کیوں چھپاتا۔

"آپکا دل ہے کیا ابھی تک آپکے پاس" یمینہ جو اس کے پاس کاؤچ پر بیٹھی تھی پلیٹ اسکی جانب بڑھاتے ایک بار پھر ناز سے بولی۔

"اللہ خیر ہی کرے مجھ پر آج۔۔ کیا میری محبت کا کل کا اظہار کچھ رنگ لے آیا ہے" ودان نے اسے نظروں کے حصار میں رکھتا ہوا بولا۔ اور پلیٹ تھام لی۔

"اتنے سارے لوگوں کے سامنے آپ نے جو اظہار کیا تو میں نے سوچا چلو یقین کر لو اب بچے پر" یمینہ نے کندھے اچکاتے گویا اس پر اظہار کیا۔

"پہلے یقین کیوں نہیں آیا" ودان نے اسکا ہاتھ پکڑتے اسکی جھکی پلکوں کو دیکھا۔

"آپ نے پہلے کب دلا یا؟" اس نے بھی اسی کے انداز میں کہا۔

"کیا آپکی جلدی رخصتی پھر اس رات اپنی ڈیسپرٹیٹ آواز میں بھیجا جانے والا میج اور ہر لمحہ کئیر نے آپکو کچھ نہیں سمجھایا۔" ودان نے اس سے شکوہ کیا۔

"اور ساتھ میں ہر وقت میرا دل جلانا اور برے برے ناموں سے میرا نمبر سیو کرنا۔ وہ سب مجھے کیسے سمجھنے دیتا"

یمینہ نے ودان کو اسکی زچ کرنے والی حرکتیں یاد کروائیں۔

السلام علیکم

**FAMOUS URDU NOVELS, BOOKS BANK (ویب سائٹ) ہمیں اپنے بلاگز**

**PRIME URDU NOVELS, FREE URDU DIGEST, READING CORNER**

کے لئے ناول رائٹرز کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری پوسٹ کروانا چاہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل کریں یا ہمارے گروپ اور چیچ پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ یا واٹس ایپ پر بھی کانٹیکٹ کر سکتے ہیں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- [aatish2kx@gmail.com](mailto:aatish2kx@gmail.com)

Facebook ID :- [www.facebook.com/aatish2k11](https://www.facebook.com/aatish2k11)

Facebook Group :- **FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST**

**SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION**



"چڑاتا تو میں آپ کو اسی لیئے تھا کہ آپ ہر وقت جلتے کڑھتے صرف مجھے ہی سوچیں"

"واہ کیا لاجک ہے" یمینہ نے منہ بنا کر کہا۔

"مجھے اس رات آپ کے محبت کے اظہار کی آپ کے ساتھ کی اور یقین کی بہت ضرورت تھی مگر آپ نے کچھ نہیں کہا۔ مجھے ایسے لگا آپ کو زبردستی میری ذمہ داری نبھانی پڑھ رہی ہے۔" یمینہ نے اسلام آباد میں وہ سب ہونے والی رات کی جانب اشارہ کیا۔

"حد ہو گئی ہے یا مجھے اتنا تو پتہ ہے کہ آپ بے وقوف ہیں مگر اتنی زیادہ ہوں گی اندازہ نہیں تھا۔ کیا ہر جذبے کے لیئے صرف اظہار ضروری ہے" ودان نے تاسف سے اسے دیکھا۔ اور چائے کے گھونٹ بھرنے لگا ساتھ ہی ساتھ سینڈوچ ختم کر کے ٹرے سائیڈ پر رکھتے ایک مرتبہ پھر اسکے ہاتھ پکڑ کر اسکے سامنے بیٹھ گیا۔

"میرے نزدیک لفظوں سے زیادہ عمل معانی رکھتے ہیں۔ میں آپ کو اپنے ساتھ کے ہونے سے اپنی محبت کا یقین دلانا چاہتا تھا۔ جس کا آپ نے موقع ہی نہیں دیا۔" ودان نے بھی شکوہ کیا۔

"آپ کی حرکتوں کی وجہ سے اتنا دل جلایا ہے آپ نے میرا ہر لمحہ" اس نے ودان کی جانب نظر اٹھا کر نروٹھے پن سے کہا مگر زیادہ دیر ان نظروں کا سامنا نہیں کر سکی۔

"اب دل پر مرہم بھی تو میں ہی رکھوں گا" اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتا انکے کمرے کا دروازہ بجا۔

ودان سیدھا ہوا پھر دروازے کی جانب بڑھ کر دروازہ کھولا تو سامنے سبحان کھڑا تھا۔

"یہ تمہیں آپ نے دیا تھا اور کہا تھا رات بارہ بجے جا کر دینا۔" ودان اور یمینہ نے حیرت سے سبحان کے ہاتھ میں تھامے لفافے کی جانب دیکھا اور پھر ودان نے اس سے وہ لفافہ لے کر دروازہ بند کر دیا۔

جس پر وشر لکھیں تھیں۔

"مے دس نیو جرنی آف یور لائف برنگ ایٹرئل پیپی نمیں۔"

یہیمنہ آج فنکشن میں شمیم کو بتا چکی تھی کہ ودان کی جانب قدم بڑھانے والی ہے۔

ودان نے جیسے ہی وہ لفافہ کھولا اس میں سے ان تمام کارٹون کریکٹرز کی تصویریں برآمد ہوئیں جن کے نام اس نے وقتاً فوقتاً ودان کے لیے استعمال کیے تھے۔

پوپائی داسیلر، گرو، ڈریگن، ڈائنوسار اور بھی بہت سارے اور ساتھ میں ایک پیپر تھا۔

"صرف پیارے بھائی ودان کے نام۔"

پیارے بھائی اللہ تم دونوں کو ڈھیروں خوشیاں دے۔ تم دونوں کے ریسپیشن سے سوچ رہی ہوں کہ کون سا ایسا

یادگار تحفہ دوں جو تم دونوں کو ساری زندگی یاد رہے۔ پھر خیال آیا کیوں نہ آپ کو ان تمام کارٹون کریکٹرز کی

تصویریں بھیجوں جن میں یہیمنہ آپ کا عکس وقتاً فوقتاً تلاش کرتی تھی۔ اب آپ ان تصویروں کو ساری رات بیٹھ کر دیکھیں اور سوچیں آپ کی بیوی حقیقت میں بہت جیننس ہے۔

آپ کی بہن پلس سالی کی جانب سے ایک چھوٹا سا مذاق۔۔۔ خبردار جو میری بہن پر یہ تصویریں دیکھنے کے بعد غصہ

کیا۔۔۔"

یہ تحریر پڑھ کر اور تصویریں دیکھ کر ودان واقعی میں صدمے سے دوچار ہوا اور یہیمنہ غصے سے۔

"اس شمیم کی بچی کو تو چھوڑوں گی نہیں" یہیمنہ نے ڈرتے ڈرتے ودان کی جانب دیکھا۔

جواب ہنس رہا تھا۔

پرامم اردو ناولز



"سوری یہ بہت پہلے کی بات ہے جب آپ میرے لیئے صرف اجنی تھے، آئی سویر۔۔" یمینہ نے رہانسی  
آواز میں کہا۔

ودان نے ہنستے ہوئے اسے اپنے ساتھ لگایا۔

"پہلی مرتبہ آپ کو شرمندہ ہوتے دیکھا ہے اور بالکل اچھی نہیں لگ رہیں۔ چاہے آپ مجھے اس کریکٹر میں سے جس  
کسی کے نام سے پکاریں۔۔۔ سٹل آئی لوو۔ میرے لیئے یہ سب سے زیادہ خوشی ای بات ہے کہ میری بیوی  
نے میرے لیئے خود کو ہر اجنبی اور نامحرم سے بچا کر رکھا۔ اور اب بھی آپ کا وہ روڈ بی ہو سیر یاد کرتا ہوں جو  
ایک اجنبی سمجھنے کے ناطے مجھ سے تھا تو یقین کریں آپ پر فخر ہوتا ہے۔" ودان نے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں  
تھامتے اسے سراہا۔

ودان کی نظروں میں اپنے لیئے محبت ہی محبت دیکھ کر یمینہ کے اندر تک اطمینان اتر گیا اور پھر ایک  
محبت بھری رات انکے درمیان ٹھہر گئی۔

-

"آج یہاں ہمیں یہ اناؤنس کرتے بہت خوشی ہو رہی ہے اور فخر محسوس ہو رہا ہے کہ اس یزج کے گولڈ میڈلسٹ  
اسٹوڈنٹس میاں بیوی ہیں۔ ہم اپنے آنر ایبل چیف گیسٹ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اسٹیج پر آکر ان دونوں کو  
میڈلز پہنائیں" سر عظیم جوایمی بی اے کے کانوکیشن سیریمینی کی کمپیرنگ کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ فخر  
سے انکا ذکر کر کے انہیں اسٹیج پر آنے کا اشارہ کیا۔

پر اکرم اردو ناد لکڑ

یمینہ اور ودان باری باری چیف گیسٹ کے سامنے گئے اپنے میڈلز پہننے۔ سامنے بیٹھے خلیل صاحب، مصباح اور انکی گود میں چار ماہ کی کیوٹ سی صفا جو یمینہ اور ودان کی محبت کی نشانی تھی اپنی داد کی گود میں بیٹھی ہوئی تھی۔

ودان اپنا گولڈ میڈل لے کر تھینک کیو اسٹیج کر کے اتر کے اپنے ماں باپ کے ساتھ جا کر بیٹھ گیا اور صفا کو مصباح سے لے کر اپنی گود میں بٹھا کر سامنے دیکھا جہاں اب تھینک یو اسٹیج کی باری یمینہ کی تھی۔  
"یہ گولڈ میڈل لینے کی حقدار میں نہیں بلکہ میرے شوہر ہیں جنہوں نے میری اسٹڈیز کا یہ پیریڈ ایک بچی کے ساتھ آسان بنانے میں میری ہر ہر لمحہ مدد کی۔"

میں نے بہت سے لوگوں سے یہ سنا ہے کہ ہر کامیاب مرد کے پیچھے ایک عورت کا ہاتھ ہوتا ہے مگر میں اپنے کیس میں یہ کہوں گی کہ میری اس کامیابی کے پیچھے ہاتھ میرے شوہر ودان خلیل کا ہے۔ تھینک یو ودان فار یور اینڈ لیس کئیر اینڈ لو۔ واٹ ایئر آئی ایم ٹوڈے از جسٹ بی کوز آف یو "یمینہ نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا جو بلیک کیپ سر پر رکھے اور بلیک گاؤن پہنے اسے آج ہمیشہ سے زیادہ پیارا لگ رہا تھا۔

جبکہ یمینہ کے الفاظ ودان کے دل میں اتر رہے تھے۔ اس نے کبھی ایسا اظہار اسکے سامنے نہیں کیا تھا۔ کیا تھی یہ لڑکی اسے لمحہ بہ لمحہ حیران کرتی تھی۔

رحمہ کی شادی کے کچھ ہی عرصے بعد یمیرہ پریگنٹ ہو گئی تھی اور اس سب کے ساتھ جس طرح ودان نے اسکی پڑھائی مین اسکا ساتھ دیا تھا یمینہ کبھی اسکی محبت کا بدلہ نہیں چکا سکتی تھی۔

"آج تو آپ نے مجھے حیران کر دیا ہے" ودان نے گاڑی چلا تے یمینہ کی جانب دیکھتے ہوئے کہا



"اتنی محبت کا اظہار کبھی میرے سامنے تو نہیں کیا" "میں نے سوچا جیسے آپ نے پہلی مرتبہ اپنی محبت کا اظہار اتنے مجھے کے سامنے کیا تھا کیوں نہ آج میں بھی اس موقع سے فائدہ اٹھاؤں" اسکے جواب نے ودان کو لا جواب کیا جو صفا کو اپنی گود میں لٹائے ودان کو بے حد پیاری لگ رہی تھی۔

"میں نے ہمیشہ آپکے ہر اسپیشل دن کو ایک نئے انداز سے اسپیشل بنایا ہے آج آپ میرے اس اسپیشل ڈے کو کیسے اور بھی میمریبل بناؤ گی" ودان کے کہنے پر اس نے مسکرا کر اسکی جانب دیکھا۔

"فری ڈیم آفر سے" اسکی بات پر ودان نے الجھ کر اسکی جانب دیکھا۔

"کل پرسوں چچی رحمہ کے پاس کینیڈا جا رہی ہیں تو میں اور صفا بھی جا رہے ہیں ایک ہفتے کے لیئے آپ یہ دن بھر پور آزادی کے گزاریں" اسکی شرارتی مسکراہٹ نے ودان کو اچھا خاصا طیش دلایا۔

"جی نہیں ایسا کچھ نہیں ہو رہا۔ بلکہ میں اور آپ صفا کو اسکے دادا کے پاس چھوڑ کر تین دن کے ہنی مون ٹرپ پر جائیں گے" ودان کی بات پر اس نے غصے سے ودان کو دیکھا۔

"جی نہیں اتنی سی صفا کو چھوڑ کر میں کہیں نہیں جا رہی" اس نے فوراً کہا۔

"اتنی سی صفا کو چھوڑ کر جب آپ تین دن کے لیئے اسلام آباد اپنے ریسرچ ورک کے لیئے جاسکتی ہیں تو ہنی مون پر بھی جاسکتی ہیں جو ہر دفعہ آپکے وجہ سے ڈیلے ہوا ہے"

"ودان یہ فاول ہے" اس مرتبہ جھنجھلانے کی باری میمنہ کی تھی۔

"نہیں یہ پیار ہے" اسکے گال کو ہولے سے چھوتے وہ بولا۔

جو مصنوعی خفگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

مگروہ اسے یہ کبھی نہیں بتا سکتی تھی کہ اپنے لیئے دن بدن بڑھنے والی یہ بے تاب ییمینہ کو ودان کے عشق میں پہلے سے کہیں زیادہ مبتلا کر دیتی تھی۔

اسے پیار بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے ییمینہ نے سوچا۔

"



پرائم اردو ناولز